بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
تعاقبِ روایات فی
تنقیصِ معاویہ رضی اللہ عنہ
محمد ذوالقرنین حنفی ماتریدی بریلوی

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلی الک واصحبک یا حبیب اللہ

کتاب:

تعاقبِ روایات فی تنقیصِ معاویہ رضی اللہ عنہ

از قلم:

مناظر اہلسنت وجماعت محمد ذوالقرنین الحنفی الماتریدی البریلوی عفی اللہ عنہ

فہرستِ مضامین

باب نمبر	ابواب	صفحہ نمبر

تعارفِ کتاب

اس کتاب میں ہم، روافض کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص میں بیان کی جانے والی روایات کا تحقیقی و تنقیدی تعاقب کریں گے کہ جن روایات کو بنیاد بنا کر روافض، خلیفہ راشد امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کرتے ہیں اُن روایات کی حقیقت کیا ہے۔

جیسا کہ سبھی جانتے ہیں کہ روافض کا پورا مذہب ہی توہین صحابہ پر قائم ہے، اور یہ تقریباً تمام صحابہ بلخصوص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیر ہم کی تکفیر کرتے ہیں۔

اور آج کل کے کچھ چھپے رافضی جو خود کو اہلسنت ظاہر کرتے ہیں اور عام اہلسنت عوام بھی ان کو سُنی سمجھتی ہے وہ بھی کھلے عام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کرتے ہیں، اس لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص میں منقول ایسی روایات جو باطل ہیں اور شیعوں کی گھڑی گئی ہیں سے عوام کو آگاہ کرنا بہت ضروری ہے تاکہ عام عوام، روافض کے جال میں پھنسنے سے محفوظ رہ سکے، اور جلیل القدر صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کر کے جہنم کا ایندھن بننے سے بچ سکیں۔

کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے !

'جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے'۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد 29، صحفہ 265)

اس کتاب کے اندر ہم نے تقریباً تمام ایسی روایات اور اقوال جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص اور ان پر اعتراض کرنے کے لیے بیان کیے جاتے ہیں کا تعاقب کیا ہے اس لئے پوری کتاب کا مطالعہ لازمی کریں تاکہ آئندہ اگر کوئی رافضی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کر رہا ہو تو ایک صحیح العقیدہ سنُی اس کو منہ توڑ جواب دے سکے۔

تمام سُنی قارئین ایک بار سورۃ الفاتحہ اور تین بار قُل شریف پڑھ کر ہمارے والد محترم کے لئے دُعائے مغفرت فرما کر کتاب کا مطالعہ شروع کریں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے نازیبا الفاظ استعمال کرنا

روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا، اور بطورِ دلیل سنن ابن ماجہ کی روایت پیش کرتے ہیں جو کچھ یوں ہے!

سند:

'حدثناعلی بن محمد، ثنا ابومعاویہ،ثنا موسیٰ بن مسلم، عن ابن سابط وھو عبدالرحمٰن، عن سعد بن ابی وقاص'

متن:

عبدالرحمن بن سابط نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کسی حج کے موقع پر تشریف لائے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ کہا، تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور کہا تم اس شخص کے متعلق یہ کہتے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا

ہے کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی رضی اللہ عنہ مولا ہے۔

(سنن ابن ماجہ (اردو)، روایت نمبر 121)

(مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، جلد 9، روایت 32741)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس کا ایک راوی 'ابو معاویہ' جو کہ ' محمد بن حازم ضریر کوفی' ہے وہ اعمش کے علاوہ دیگر راویوں سے روایت کرنے میں مضطرب ہے۔

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'نوویں طبقہ کے حضرات میں سے ثقہ ہے، اعمش کی احادیث کو تمام لوگوں سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے تاہم دیگر حضرات کی احادیث میں بسااوقات غلطی کر جاتا ہے'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 2، صحفہ 73)

اور امام ذہبیؒ اس کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ !

'ابو معاویہ ان احادیث میں مضطرب ہے جو اس نے اعمش کے علاوہ نقل کی ہیں، یہ انہیں اچھی طرح حفظ نہیں کر پاتا'۔

(سیر اعلام النُبلاء(عربی)، جلد 9، صحفہ 74،75)

اور امام ابن رجب حنبلیؒ اس کے بارے میں عثمان بن ابی شیبہؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ !

'ابو معاویہ، اعمش کی حدیث میں حجت ہے اور اس کے علاوہ کسی راوی سے روایت کرنے میں حجت نہیں ہے'۔

(شرح علل الترمذی(عربی)، جلد 1، صحفہ 670)

دوسری علت:

اس روایت کی دوسری علت اس کے مرکزی راوی 'عبدالرحمٰن بن سابط' کا ارسال ہے، کیونکہ اس نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا، اور یہ ارسال کرتا ہے۔

جیسا کہ امام ابن حجرؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں !

'تیسرے طبقہ کا ثقہ کثیر الارسال راوی ہے'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 1، صحفہ 520)

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں مزید فرماتے ہیں !

'یحییٰ بن معینؒ سے پوچھا گیا، عبدالرحمٰن نے سعد رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے ؟ تو انہوں نے فرمایا نہیں'۔

(تہذیب التھذیب (عربی)، جلد 4، صحفہ 49)

حافظ مزیؒ بھی اس کے بارے میں یہی لکھتے ہیں کہ !

'عبدالرحمٰن بن سابط نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا'۔

(تھذیب الکمال فے اسماء الرجال (عربی)، جلد 17، صحفہ 124،123)

امام ابن عساکرؒ بھی نقل کرتے ہیں کہ !

'یحییٰ بن معینؒ سے پوچھا گیا، عبدالرحمٰن بن سابط نے سعد سے سماع کیا ہے ؟ تو ابن معین نے پوچھا کون سعد ؟ سعد بن ابراہیم ؟ کہا گیا نہیں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ؟ تو (ابن معینؒ) نے فرمایا "نہیں"، (پھر فرمایا) عبدالرحمٰن بن سابط ان کی طرف ارسال کرتا ہے اور اس نے ان سے سماع

نہیں کیا'۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد34، صفحہ 381،380)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت باطل ہے اور اس سے استدلال جائز نہیں کیونکہ

ابو معاویہ کی اعمش کے علاوہ راویوں سے کی گئی روایت مضطرب ہوتی ہے اور یہاں بھی ابو معاویہ،

موسیٰ بن مسلم سے روایت کر رہا ہے اور یہ روایت ویسے بھی متصل نہیں بلکہ اس میں ارسال ہے

کیونکہ عبدالرحمٰن بن سابط کا سماع بھی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں۔

ان دو علتوں کی وجہ سے یہ روایت باطل ہے اس لئے اس روایت کو بنیاد بنا کر یہ کہنا کہ حضرت امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی نازیبا جملہ استعمال کیا اور اس بنیاد پر حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرنا جائز نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گدھا کہنا

روافض کی طرف سے ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گدھا کہا، روایت کچھ یوں ہے!

سند:

'ثنا عبدالوہاب بن عطاء، قال انا عمران بن حدیر، عن عکرمۃ'

متن:

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ہمیں باتیں کرتے ہوئے رات کا ایک حصہ گزر گیا، پس امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر ایک رکعت (وتر) پڑھی، تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس حمار (گدھے) نے یہ چیز کہاں سے لی ہے؟

(شرح معانی الاثار المعروف طحاوی شریف (اردو)، جلد 1، روایت 1678)

اسناد کا تعاقب:

یہ روایت بھی باطل ہے، اس روایت کے راوی 'عبدالوہاب بن عطاء' کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں!

'امام احمدؒ فرماتے ہیں یہ ضعیف الحدیث اور مضطرب ہے، امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ قوی نہیں ہے، امام رازیؒ کہتے ہیں یہ جھوٹ بولا کرتا تھا، (مزید لکھتے ہیں) یہ قدری فرقے سے تعلق رکھتا تھا، اور یحییٰ بن معینؒ نے اس کی نقل کردہ روایت کو موضوع بھی کہا ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 4، صحفہ 388)

امام ابن جوزیؒ نے اس کو 'الضعفاء' میں شامل کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی ان کے نزدیک بھی ضعیف ہے، لکھتے ہیں!

'امام احمدؒ کہتے ہیں حدیث میں ضعیف اور مضطرب ہے، امام رازیؒ اور امام نسائیؒ کہتے ہیں حدیث میں قوی نہیں ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین (عربی)، جلد 2، صحفہ 158)

امام نسائیؒ بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کرکے کہتے ہیں 'یہ قوی نہیں ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی (عربی)، صحفہ 163)

امام بخاریؒ بھی عبدالوہاب بن عطاء کو 'کتاب الضعفاء' میں شامل کر کے کہتے ہیں !

'ہمارے نزدیک یہ قوی نہیں'۔

(کتاب الضعفاء للبخاری (عربی)، صحفہ 75)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ 'عبدالوہاب بن عطاء' نامی راوی قوی نہیں اور اس کی بیان کردہ روایت باطل ہے، اور اس سے استدلال جائز نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی زبان سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف:

اس روایت کے برعکس صحیح ترین روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک رکعت وتر پڑھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اس چیز کی خبر ملی تو انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی اور ان کی فضیلت بیان کی۔

امام بخاریؒ نقل کرتے ہیں !

'حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک رکعت وتر پڑھا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ! اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ فقیہ ہیں'۔

(صحیح بخاری (اردو)، جلد 3، روایت 3765)

ایک اور مقام پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اِسی عمل کے بارے میں فرمایا!

'انہوں (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) نے سنت پر عمل کیا'۔

(مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، جلد 2، روایت 6788)

اور سنن الکبریٰ بیہقی کی روایت کے الفاظ تمام رافضیوں کی موت ہیں، روایت کچھ یوں ہے!

'ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کریب کہتے ہیں کہ میں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو عشاء کی نماز پڑھتے دیکھا پھر انہوں نے ایک رکعت وتر پڑھا، اس سے کچھ زائد نہیں کیا، میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خبر دی تو ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، ہم میں سے کوئی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم والا نہیں ہے، وتر ایک، پانچ، سات یا اس سے زائد بھی ہو سکتے ہیں'۔

(سنن الکبریٰ بیہقی (اردو)، جلد 3، روایت 4794)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک رکعت وتر پڑھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ ہم میں سب سے زیادہ علم والے ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں، اس لئے یہ کہنا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گدھا کہا یہ درست نہیں اور ہم یہ ثابت کر چکے کہ یہ روایت ہی باطل ہے، جس میں گدھا کہنے کے الفاظ ہیں، اور اس کے بر عکس اوپر بیان کردہ

یہ تینوں روایات جن میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی گئی ہے یہ تینوں روایات صحیح و حسن ہیں۔

اب روافض کو بھی چاہیے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بات کو مانتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فقیہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم والا کہیں۔

معاویہ بن یزید کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں خطبہ

روافض اکثر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اہلبیت کا دشمن اور گناہگار ثابت کرنے کے لئے معاویہ بن یزید بن معاویہ (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پوتے) کی طرف منسوب ایک خطبے کا سہارا لیتے ہیں۔

یہ واقعہ جمال الدین یوسف تغری نے 'ابو حفص الفلاس' کے حوالے سے بلا سند نقل کیا ہے۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ !

ابو حفص الفلاس کہتا ہے، جب معاویہ بن یزید خلیفہ بنا تو ممبر پر آیا اور کہا یہ خلافت اللہ کی رسی ہے، اور میرے دادا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے خلافت کا تنازع کیا جو اِس سے خلافت کا زیادہ مستحق تھا، یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جو سلوک وہ تم سے کرتا رہا ہے تم اس کو جانتے ہو حتیٰ کہ اس کی موت آ گئی اور وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کا قیدی ہو گیا۔

(النجوم الزاھرۃ (عربی)، جلد 1، صحفہ 164،16)

اور یہ واقعہ امام ابن حجر ہیتمیؒ نے بھی اپنی کتاب 'الصواعق المحرقہ (اردو)، صحفہ 574' پر نقل کیا ہے۔

واقعہ کی حقیقت:

یہ واقعہ 'ابو حفص الفلاس' نے بلاسند بیان کیا ہے۔

اور ابو حفص الفلاس نے معاویہ بن یزید کا زمانہ نہیں پایا بلکہ معاویہ بن یزید کی وفات کے سو سال بعد پیدا ہوا۔

جیسا کہ امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ !

'14 ربیع الاول 64 ہجری کو معاویہ بن یزید کی بیعت کی گئی، اس کی مدت زیادہ نہیں ہوئی، بعض کا قول ہے اس نے چالیس دن حکومت کی، بعض کے نزدیک بیس دن اور بعض کے نزدیک دو ماہ، یہ اپنی حکومت کے زمانے میں مریض تھا، اور لوگوں کے پاس نہیں گیا، معاویہ بن یزید 21 سال کی عمر میں وفات پا گیا، بعض کے نزدیک 23 سال، بعض کے نزدیک 19 سال اور بعض کے نزدیک 20 سال کی عمر میں فوت ہو گیا'۔

(البدایہ والنہایہ (اردو)، جلد 8، صحفہ 300)

اس سے معلوم ہوا کہ معایہ بن یزید نے 64 ہجری میں حکومت سنبھالی اور اُسی سال تقریباً دو ماہ

حکومت کر کے فوت ہو گیا۔

اور ابو حفص الفلاس، سو سال بعد سنہ 164 ہجری میں پیدا ہوا۔

جیسا کہ امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں!

'ابو حفص الفلاس، عمرو بن علی بن بحر بن کنیز' ولد سنة نيف وستين ومئة 'سنہ 160 ہجری میں پیدا ہوا، اور 'مات فی ذی القعدة سنة تسع واربعين ومئتين 'سنہ 249 ہجری میں فوت ہوا۔

(سیر اعلام النبلاء (عربی)، جلد 11، صحفہ 372 تا 372)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابو حفص الفلاس نے معاویہ بن یزید کا زمانہ ہی نہیں پایا، اور نہ ہی اس روایت کی کوئی سند کسی دوسری کتاب میں موجود ہے، تو جب ابو حفص نے معاویہ بن یزید کو دیکھا ہی نہیں تو اس کی بیان کردہ روایت کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے؟

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بھی باطل ہے، اور اس سے استدلال جائز نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک وفد کا یا رسول اللہ کہنا

آج کل کے کچھ نام نہاد رافضی جو خود کو کافی علمی کتابی سمجھتے ہیں وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقید کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس پر ان کا دعویٰ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے 'معاویہ رسول اللہ 'کلمہ 'پڑھوایا'ہوا ہے (یعنی یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود کو نبی کہلوایا)(معاذاللہ)۔

دلیل کے طور پر 'تاریخ ابن کثیر (اردو)، جلد 8، صحفہ 184 'کا حوالہ دیتے ہیں جس پر ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

جبکہ تاریخ ابن کثیر میں یہ واقعہ تاریخ طبری کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے اور اس واقعہ کی سند بھی تاریخ طبری میں موجود ہے اس لئے ہم یہاں اس واقعہ کو تاریخ طبری کے حوالے سے بیان کر کے اس کی حقیقت بیان کریں گے ،دونوں کتب میں اس واقعے کے الفاظ ایک ہی ہیں۔

علامہ طبری لکھتے ہیں !

سند:

'حدثنی عبداللہ بن احمد، قال حدثنی ابی، قال حدثنی سلیمان، قال قرات علی عبداللہ، عن فلیح، قال اخبرت'

متن:

فلیح کہتا ہے مجھے خبر پہنچی کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اہل مصر کا ایک وفد لے کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا جب تم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ تو ان کو خلافت کا سلام (السلام علیک یا امیر المومنین) نہ کہنا، اس سے ان کی نظر میں تمہاری عظمت اور بھی بڑھ جائے گی، جب وہ سب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حجاب (دروازے پر کھڑے ہونے والے نوکر/دربان) سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کے نزدیک میرے رتبے کو کم کر دیا ہے، جب یہ آئیں تو ان کو خوب ستانا، پہلا شخص جو سامنے آیا وہ ابن خیاط تھا جس کو نوکروں نے بہت ستایا تھا اس نے داخل ہوتے ہی (بے حواسی میں) کہا "السلام علیک یا رسول اللہ" اور اسی کو دیکھتے ہوئے باقی سب نے بھی ایسا ہی کہا، پھر جب حضرت عمرو رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو فرمایا اللہ کی لعنت ہو تم پر میں نے تم کو سلامِ خلافت کہنے

سے منع کیا تھا اور تم نے ان کو سلامِ نبوت کہا ہے۔

(تاریخِ طبری (عربی)، جلد 5، صفحہ 331،330)

اس واقعہ کو بیان کر کے نام نہاد علمی کتابی رافضی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ 'معاویہ رسول اللہ 'کلمہ "پڑھوایا گیا" ہے۔

اس واقعہ کی سند پر تو ہم نیچے کلام کریں گے ہی لیکن اس سے پہلے آپ خود اس بات کا فیصلہ کریں کہ اس واقعہ میں 'کلمہ پڑھوانے 'کا ذکر کہاں پر ہے؟

واقعہ میں الفاظ یہ ہیں کہ ابن خیاط جب دربار میں داخل ہوا تو (بے حواسی میں کیونکہ سپاہیوں نے اس کو بہت ستایا تھا) داخل ہوتے ہی اس نے کہا 'السلام علیک یا رسول اللہ، پھر اسی کو دیکھتے ہوئے وفد کے دوسرے آدمیوں نے بھی ایسے ہی کہا'، پھر جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ 'لعنت ہو تم پر میں نے تم کو سلامِ خلافت کہنے سے منع کیا تھا اور تم نے ان کو سلامِ نبوت کہہ دیا۔

اگر صرف ان الفاظ پر ہی غور کر لیا جائے تو ان رافضیوں کے جھوٹ کا پردہ فاش ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ محض حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بغض میں جھوٹ بولنے سے بھی نہیں کتراتے۔

اس راقعہ کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں۔

اسناد کا تعاقب :

اس روایت کی سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت :

اس روایت کی پہلی علت اس روایت کا راوی فلیح ہے۔

یہ تبع تابعین میں سے ہے اور اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی نہیں پایا، اس کے حالات ملاحظہ فرمائیں۔

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں لکھتے ہیں !

'ساتویں طبقہ کا صدوق کثیر الخطاء راوی ہے، 168 ہجری میں فوت ہوا'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 2، صحفہ 21)

اور امام ابن حجرؒ اپنے طبقات کی تقسیم میں ساتویں طبقہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

'کبار اتباع تابعین'۔

(تقریب التہذیب(اردو)، جلد 1، صحفہ 13)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فلیح تبع تابعین میں سے ہے اور اس نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام یحییٰ بن معینؒ، امام ابو حاتمؒ اور امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ قوی نہیں ہے، ایک اور مقام پر امام یحییٰؒ فرماتے ہیں یہ ضعیف ہے اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا، اور یحییٰ بن معینؒ نے ابو کامل کے حوالے سے اس پر جرح نقل کی ہے کہ ہم اس پر (احادیث ایجاد کرنے) کا الزام عائد کرتے ہیں، کیونکہ یہ نبی ﷺ کے صحابہ کی شان میں گستاخی کرتا تھا، امام ابو داؤدؒ کہتے ہیں فلیح سے استدلال نہیں کیا جائے گا، (پھر امام ذھبیؒ کہتے ہیں) اس کا انتقال 168 ہجری میں ہوا'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 5، صحفہ 425)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی تابعی نہیں تبع تابعی ہے اور اس پر کثیر تعداد میں ضعیف ہونے کی جروحات ہیں اور گستاخِ صحابہ کی جرح بھی موجود ہے اس لئے اس کی روایت سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

دوسری علت:

اس روایت میں ایک مجہول راوی ہے کیونکہ فلیح تو تابعی نہیں اور وہ کہہ رہا ہے کہ مجھے خبر دی گئی 'فلیح ، قال اخبرت 'اور یہ بیان نہیں کیا گیا کہ وہ کون ہے جس نے فلیح کو خبر دی کیونکہ فلیح تو تابعی نہیں اور اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، اور جس نے اس کو خبر دی آیا وہ تابعی تھا یا نہیں؟ ثقہ تھا یا نہیں؟

تو ایسی روایت جس کی سند ہی منقطع ہے اور جس کے راوی پر حدیث ایجاد کرنے اور گستاخِ صحابہ ہونے کی جروحات موجود ہوں اس کی روایت سے کیسے استدلال کیا جا سکتا ہے؟

پس ثابت ہوا کہ یہ روایت بھی باطل و بے اصل ہے، اور اس سے کسی طرح کا استدلال جائز نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جہنم میں تالا لگے تابوت میں

امام البلاذریؒ کی طرف منسوب ایک کتاب کی روایت کو بنیاد بنا کر بعض روافض یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے (معاذاللہ) جہنمی کہا ہے۔

روایت کچھ یوں ہے!

سند:

'حدثنی خلف بن هشام البزار، حدثنا ابو عوانة، عن الاعمش، عن سالم بن ابی الجعد قال، قال رسول الله'

متن:

سالم بن ابی الجعد کہتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا! معاویہ جہنم میں تالا لگے ہوئے تابوت میں بند ہے۔

(انساب الاشراف (عربی)، جلد 5، صحفہ 136)

اسناد کا تعاقب :

اس روایت میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت :

اس روایت کے راوی 'اعمش' درجہِ سوم کے مدلس ہیں، اور یہاں بھی یہ تدلیس کر رہے ہیں 'اعمش عن سالم' اور سماع کی تصریح نہیں کی۔

امام ذھبیؒ، اعمش کے ترجمہ میں فرماتے ہیں !

'عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں اہل کوفہ کی حدیث کو ابو اسحاق اور اعمش نے تمہارے لیے خراب کیا ہے، (امام ذھبیؒ کہتے ہیں) یہ تدلیس کرتا تھا، اور بعض اوقات کسی ضعیف راوی سے بھی تدلیس کر دیتا تھا لیکن اسے اس کا پتہ نہیں چلتا تھا، تو جب یہ 'حدثنا' کہے تو اس کے بارے میں کوئی کلام نہیں ہو گا لیکن جب یہ 'عن' کہے تب اس میں تدلیس کا احتمال ہو گا'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 3، صحفہ 308)

امام ابن حجرؒ نے اعمش کو پہلے 'تعریف اھل التقدیس' میں دوسرے طبقہ کے مدلسین میں شامل کیا

تھالیکن بعد میں انہوں نے رجوع کرتے ہوئے اعمش کو تیسرے طبقہ کے مدلسین میں شامل کردیا جیسا کہ فرماتے ہیں!

'تیسرا طبقہ: یہ وہ ہیں جو کثرت سے تدلیس کرنے کی وجہ سے جانے جاتے ہیں ان میں سلیمان اعمش ہیں'۔

(النکت علی کتاب ابن الصلاح (عربی)، صحفہ 442)

درجہِ سوم کے مدلس کی 'معنن' کے بارے میں امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں!

'یہ وہ مدلسین ہیں جن کی (معنن) حدیث سے آئمہ نے احتجاج نہیں کیا، جب تک سماع کی تصریح نہ کریں ان کی (معنن) احادیث مطلقاً رد کی جاتی ہیں'۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 13)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اعمش جب تک سماع کی تصریح نہ کرے تو اس کی روایت مطلقاً رد ہوتی ہے اور خاص طور پر جب کوفی روای سے روایت کرتے ہوئے تدلیس کرے تو اور زیادہ خرابی ہے، اور سالم بن ابی الجعد بھی کوفی ہے۔

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'سالم بن ابی الجعد' جو کہ تابعی ہے وہ یہ روایت بلا واسطہ نبی ﷺ کی طرف منسوب کر رہا ہے یعنی ارسال کر رہا ہے، اس راوی کے حالات ملاحظہ فرمائیں۔

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'تیسرے طبقہ کا ثقہ راوی ہے اور بکثرت ارسال کرتا تھا'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 1، صحفہ 298)

اور تیسرے طبقہ کے راویوں کے بارے میں فرماتے ہیں!

'الطبقة الوسطى من التابعين'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 1، صحفہ 13)

امام ذھبیؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یہ ثقہ تابعین میں سے ہے تاہم یہ تدلیس اور ارسال کرتا ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 3، صحفہ 165)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ سالم بن ابی الجعد ایک تابعی ہے، اور یہ بکثرت تدلیس اور ارسال کرتا

تھا اور یہ روایت بھی مرسل ہے۔

اور ایسی باطل مرسل روایت سے استدلال کرتے ہوئے ایک جلیل القدر صحابیِ رسول کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ جہنم میں ہیں قطعی طور پر حرام ہے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رکھیں کہ اس کتاب (انساب الاشراف) کے بارے میں بھی اختلاف رہا ہے کہ یہ کتاب امام بلاذریؒ کی کتاب ہے یا نہیں کیونکہ اس کتاب کی کوئی سند موجود نہیں، لیکن ہم پھر بھی اس کتاب سے روافض کی طرف سے جو روایات پیش کی جاتی ہیں ان کا تعاقب کریں گے تاکہ حجت تمام ہو جائے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ غیرِ اسلام پر فوت ہوں گے

انساب الاشراف ہی کی ایک روایت جو کہ دو اسناد سے مروی ہے کو دلیل بنا کر بعض روافض یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمادیا تھا کہ یہ غیرِ اسلام یعنی اسلام کے علاوہ کسی مذہب پر (مرتد ہو کر) فوت ہوں گے،اس اعتراض پر پیش کی جانے والی روایت دو اسناد سے مروی ہے۔

پہلی سند:

'حدثنی اسحاق،و بکر بن الھیثم قالا، حدثنا عبدالرزاق بن ھمام، انبانامعمر، عن ابن طاؤس، عن ابیہ، عن عبداللہ ابن عمروبن العاص'

متن:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا،تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارے پاس ایک ایسا شخص آنے والا ہے جو میری ملت (یعنی اسلام) کے غیر پر مرے گا،تو

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں قضائے حاجت کے لیے جانا چاہتا تھا لیکن میں بیٹھا رہا، تو ہمارے پاس معاویہ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ یہی ہے۔

(انساب الاشراف (عربی)، جلد 5، صحفہ 134)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کی سند کا ایک راوی 'بکر بن الھیثم' مجہول ہے اس کا ترجمہ اسماء والرجال کی کسی کتاب میں موجود نہیں کہ آیا یہ ثقہ تھا یا نہیں، اس لئے اس کی راویت سے استدلال جائز نہیں۔

دوسری علت:

اس روایت کی دوسری علت 'امام عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی' ہیں، امام عبدالرزاق خود محدث ہیں لیکن ان سے کئی منکر روایات منقول ہیں، اور یہ پہلے شیعہ تھے، اور غالی شیعہ تھے، اور پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے، آخری عمر میں عبدالرزاق کی بینائی چلی گئی اور ان کو تلقین کی

جاتی تھی توان کوایسی روایات کی تلقین کردی گئی جوان کی کتب میں نہیں تھیں اور وہ منکر و باطل تھیں،اس لئے ان کی وہ روایات جوان کی اپنی کتاب میں ہوں وہ حجت ہیں،ذیل میں اس بارے میں تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اُن کے ترجمہ میں لکھتے ہیں!

'امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں ہم سنہ 200 ہجری سے پہلے عبدالرزاق کے پاس گئے تھے اس وقت ان کی نظر ٹھیک تھی، لیکن جس نے ان کی بینائی رخصت ہونے کے بعد ان سے سماع کیا تو اس کا سماع ضعیف ہوگا،(مزید فرماتے ہیں)جب وہ نابینا ہو گئے تو ان کو تلقین کی جاتی تھی،تو انہیں ایسی باتوں کی تلقین بھی کی گئی جوان کی کتابوں میں نہیں تھی،ان لوگوں نے ان کے حوالے سے ایسی روایات نقل کی ہیں جوان کی کتابوں میں نہیں تھیں،جوان کے نابینا ہونے کے بعد ان کو تلقین کی گئی تھی، امام نسائیؒ کہتے ہیں اس میں غور و فکر کی گنجائش ہے، جس نے ان کے حوالے سے بعد میں روایات نقل کی ہیں ان میں بہت سی منکر روایات بھی نقل کی گئی ہیں،ابن عدیؒ کہتے ہیں انہوں نے فضائل کے بارے میں ایسی روایات نقل کی ہیں جن میں کسی نے ان کی موافقت نہیں کی،اور دیگر لوگوں کی تنقید کے بارے میں منکر روایات نقل کی گئی ہیں،لوگوں نے انہیں تشیعوں کی طرف بھی منسوب کیا ہے،امام دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ ثقہ ہیں، لیکن معمر سے روایت کرنے میں غلطی کر جاتا ہے،امام

بخاریؒ کہتے ہیں عبدالرزاق اپنی کتاب سے جو نقل کریں وہ صحیح ہوگا، احمد بن زکیر حضرمی اور مخلد شعیری کہتے ہیں، میں عبدالرزاق کے پاس موجود تھا ایک شخص نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو عبدالرزاق نے کہا تم ابوسفیان کی اولاد کا تذکرہ کر کے ہماری محفل خراب مت کرو، امام یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں ایک دن میں نے عبدالرزاق کا ایسا کلام سنا جس سے میں نے استدلال کیا کہ وہ شیعہ ہیں تو میں نے کہا کہ آپ کے وہ تمام استاد جن سے آپ نے استدلال کیا ہے وہ تو سُنی ہیں، تو آپ نے یہ مسلک کس سے حاصل کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا جعفر بن سلیمان ہمارے پاس آئے میں نے انہیں دیکھا کہ وہ ایک فاضل شخص ہیں اچھے اخلاق کے مالک ہیں تو میں نے ان سے یہ مسلک حاصل کر لیا، امام یحییٰؒ سے کہا گیا کہ امام احمدؒ کہتے ہیں عبیداللہ بن موسیٰ کی روایات کو مسترد کیا جائے گا کیونکہ وہ شیعہ ہے، تو یحییٰ نے کہا اللہ کی قسم امام عبدالرزاق عبیداللہ سے زیادہ غالی شیعہ تھے (پھر امام عبدالرزاق سے مروی کچھ منکر روایات کا تذکرہ کیا گیا)۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 4، صحفہ 310 تا 315)

امام ابن حجرؒ ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں!

'ثقہ حافظ مصنف راوی ہے، تاہم آخری عمر میں نابینا ہو گیا تھا اور اس کا حافظہ متغیرہ ہو گیا تھا'۔

(تقریب التہذیب(اردو)، جلد 1، صحفہ 547)

امام بخاریؒ اُن کے بارے میں فرماتے ہیں !

'جو حدیث یہ اپنی کتاب سے بیان کریں وہ صحیح ہے'۔

(التاریخ الکبیر للبخاری(عربی)، جلد 6، صحفہ 130)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ امام عبدالرزاقؒ سے بہت سی منکر روایات منقول ہیں کیونکہ آخری عمر میں وہ نابینا ہو گئے تھے اور ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا، اور ان کو روایات کی تلقین کی جاتی تھی اور ان کی معمر سے کی گئی روایت میں بھی بعض اوقات غلطی پائی جاتی ہے اور یہاں بھی وہ معمر سے ہی روایت کر رہے ہیں، اور ان کی وہ روایات جو ان کی کتب میں موجود ہیں وہ زیادہ قابلِ اعتماد ہیں۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت باطل ہے اور اس سے استدلال جائز نہیں۔

دوسری سند:

'حدثنی عبداللہ بن صالح، حدثنی یحییٰ بن آدم، عن شریک، عن لیث، عن طاوس، عن عبداللہ بن عمرو بن العاص'

(انساب الاشراف (عربی)، جلد 5، صحفہ 134)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں بھی دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'شریک بن عبداللہ نخعی' ہے جو اختلاط کا شکار تھا اور احادیث میں بہت زیادہ غلطیاں کیا کرتا تھا، اس کے حالات ملاحظہ فرمائیں۔

امام ابن حجرؒ اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں!

'صدوق راوی ہے بکثرت غلطیاں کرتا تھا، جب قاضی بنا تو اس وقت اس کا حافظہ بدل گیا'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 1، صحفہ 377)

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یحییٰ بن سعید القطانؒ سے کہا گیا کہ لوگ کہتے ہیں آخری عمر میں شریک اختلاط کا شکار ہو گیا تھا تو انہوں نے جواب دیا وہ تو شروع سے ہی اختلاط کا شکار تھا، عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں شریک کی نقل

کردہ روایات کی کوئی حیثیت نہیں، جوزجانی کہتے ہیں یہ بُرے حافظے کا مالک تھا روایات میں اضطراب کا شکار ہوتا تھا، ابراہیم بن سعید جوہری کہتے ہیں شریک نے 400 روایات میں غلطی کی ہے، یحییٰؒ کہتے ہیں شریک ثقہ ہے لیکن یہ غلطی کرتا ہے، عبدالراحمٰن بن شریک (شریک کا بیٹا) کہتا ہے میرے والد کے پاس دس ہزار غریب روایات تھیں، امام دار قطنیؒ کہتے ہیں شریک جس روایت کو بیان کرنے میں منفرد ہو اس میں قوی شمار نہیں ہو گا'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 4، صحفہ 310 تا 315)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شریک روایات میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا اور جس روایت میں یہ منفرد ہو وہ قابل استدلال نہیں۔

دوسری علت:

اس روایت کے راوی 'لیث بن ابی سلیم' ضعیف اور مضطرب الحدیث راوی ہے یہ اختلاط کا شکار تھا اور اس کی روایت میں امتیاز نہیں ہو سکا کہ کون سی اختلاط سے پہلے کی ہیں کون سی بعد کی اس لئے اس کو ترک کر دیا گیا، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'صدوق راوی ہے تاہم بہت زیادہ عارضہ اختلاط کا شکار ہو گیا اور اس کی بیان کردہ احادیث میں امتیاز نہیں ہو سکا (کہ کون سی اختلاط سے پہلے کی ہیں اور کون سی بعد کی) جس وجہ سے اسے ترک کر دیا گیا'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 2، صحفہ 52)

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام احمدؒ فرماتے ہیں یہ مضطرب الحدیث ہے، یحییٰؒ اور امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، ابن حبانؒ کہتے ہیں یہ آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا، امام دار قطنیؒ کہتے ہیں محدثین نے اسے اس حوالے سے منکر قرار دیا ہے کہ اس نے عطاء، طاؤس اور مجاہد کو جمع کر دیا تھا، ابن ادریسؒ کہتے ہیں میں جب بھی اس کے پاس بیٹھا میں نے ایسی بات سُنی جو پہلے کبھی نہیں سُنی، امام یحییٰ بن سعید کی رائے کسی کے بارے میں اتنی بُری نہیں تھی جتنی لیث، محمد بن اسحاق اور ہمام کے بارے میں تھی اور کوئی بھی ان کی رائے تبدیل نہیں کر سکتا تھا، یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں لیث، عطاء سے زیادہ ضعیف ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 5، صحفہ 484،485)

ان تمام جروحات سے ثابت ہوتا ہے کہ لیث بن ابی سلیم کی روایت قابل استدلال نہیں، کیونکہ یہ

سخت ضعیف راوی ہے اور اس کو ترک کر دیا گیا تھا، اور اختلاط کا شکار تھا جس وجہ سے اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ یہ سند بھی باطل ہے کیونکہ اس کی سند کے دو راوی، شریک بن عبداللہ نخعی اور لیث بن ابی سلیم دونوں اختلاط کا شکار تھے اور ان سے منکر روایات منقول ہیں۔

اس لئے اس روایت کو دلیل بنا کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ (معاذاللہ) مرتد ہو کر فوت ہوئے کسی صورت جائز نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں

بعض روافض، امام اسحاق بن راہویہ رحمہ کی طرف منسوب ایک قول اور دیگر علماء کے کچھ اقوال کو بغیر تحقیق و بغیر سمجھے بیان کر کے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان علماء کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔

پہلی دلیل:

روافض بطورِ دلیل امام اسحاق بن راہویہ رحمہ کی طرف منسوب قول پیش کرتے ہیں جو کچھ یوں ہے!

سند:

'انبانا زاھر بن طاہر، انبانا احمد بن الحسن البیہقی، حدثنا ابو عبداللہ الحاکم، قال سمعت ابا العباس محمد بن یعقوب بن یوسف،یقول سمعت ابی(یعقوب بن یوسف)، یقول سمعت اسحاق بن ابراہیم الحنظلی'

متن:

محدث ابوالعباس محمد بن یعقوب اپنے والد (یعقوب بن یوسف) کے حوالے سے نقل کرتے ہیں

یعقوب بن یوسف نے امام اسحاق بن راہویہؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ، نبی ﷺ سے حضرت امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی چیز (حدیث) صحیح (سند سے ثابت) نہیں۔

(کتاب الموضوعات لابن جوزی (عربی)، جلد2، صحفہ24)

اسناد کا تعاقب:

یہ قول ثابت نہیں کیونکہ اس روایت کی سند کا مرکزی راوی 'یعقوب بن یوسف' جو کہ 'محدث ابو العباس محمد بن یعقوب' کا والد ہے، مجہول ہے۔

جب تک کسی راوی کی عدالت ثابت نہ ہو تو اس کی روایت سے استدلال کیسے کیا جا سکتا ہے؟

اس کا بیٹا محمد بن یعقوب خود محدث ہے تو والد کا مجہول ہونا اس کی ثقاہت کو اور مشکوک بناتا ہے۔

امام ابن عساکرؒ محمد بن یعقوب کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یہ مشہور محدث ہے'۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد56، صحفہ287)

جبکہ اس کے والد کے ترجمہ میں اس کی کوئی تفصیل نہیں ملتی، اس کے والد کا ترجمہ امام ابن عساکر نے تاریخ مدینہ دمشق (عربی)، جلد، 74، صحفہ 180 پر بیان کیا ہے۔

اس لئے اس قول سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں، یہ جائز نہیں۔

اگر کوئی پھر بھی انکار کرتے ہوئے اس قول کو صحیح مانے تو اس کو چاہیے کہ سب سے پہلے 'یعقوب بن یوسف بن معقل بن سنان' کی ثقاہت ثابت کرے۔

دوسری دلیل:

روافض اس اعتراض پر دوسری دلیل کے طور پر امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی طرف منسوب قول پیش کرتے ہیں جو کچھ یوں ہے!

سند:

'حدثنی الحسین بن علی الاسود، عن یحییٰ، عن عبداللہ بن مبارک قال'

متن:

امام عبداللہ بن مبارک ؒ کہتے ہیں کچھ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں سوال کرتے ہیں، حالانکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے کہ اُن کو چھوڑ دیا جائے (یعنی ان کے بارے میں کوئی سخت بات نہ کی جائے)۔

(انساب الاشراف (عربی)، جلد 5، صحفہ 137)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت سے استدلال جائز نہیں کیونکہ اس روایت کی سند میں 'حسین بن علی بن اسود' راوی ہے اِس کی روایت پر کلام کیا گیا ہے۔

امام ذھبیؒ اُس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'شیخ ابن عدیؒ کہتے ہیں یہ حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا تھا، اس کی نقل کردہ روایات کی متابعت نہیں کی گئی، شیخ ابوالفتح ازدیؒ کہتے ہیں یہ انتہائی ضعیف ہے'۔

(میزان الاعتدال (عربی)، جلد 2، صحفہ 350)

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'گیارہویں طبقہ کا صدوق بکثرت خطاء کرنے والا راوی ہے'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 1، صحفہ 189)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے اور روایات میں خطاء کرتا ہے اور اس کی روایات کی متابعت نہیں کی گئی، اس لئے اس کی ایسی روایات جن کو بیان کرنے میں یہ منفرد ہو سے استدلال جائز نہیں۔

اس لیے اِس قول کو امام عبداللہ بن مبارکؒ کی طرف منسوب کرنا اور اس سے استدلال کرنا جائز نہیں۔

تیسری دلیل:

روافض اس اعتراض پر تیسری دلیل کے طور پر امام نسائیؒ کی طرف منسوب قول پیش کرتے ہیں جو کچھ یوں ہے!

سند:

'قال محمد بن اسحاق الاصبهانی، سمعت مشایخنا بمصر یقولون'

متن:

محمد بن اسحاق الاصبھانیؒ کہتے ہیں میں نے مصر میں اپنے مشائخ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ امام نسائیؒ نے مصر کو آخری عمر میں چھوڑا تھا اور دمشق چلے گئے تھے، اُن سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور جو کچھ ان کی فضیلت میں روایت کیا گیا ہے کہ بارے میں سوال ہوا تو امام نسائیؒ نے کہا، کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس پر راضی نہیں کہ وہ برابر برابر نکل جائیں گے (یعنی بخش دیے جائیں گے) چہ جائے کہ ان کو فضیلت دی جائے، اور دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا، میں اُن کی کوئی فضیلت نہیں جانتا سوائے اس حدیث کے کہ اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ نہ بھرے۔

(وفیات الاعیان (عربی)، جلد 1، صحفہ 77)

روایت کا تعاقب:

محمد بن اسحاقؒ نے یہ بات اپنے جن مشائخ سے بیان کی ہے، وہ مشائخ کون ہیں ان کے نام کیا ہیں، یہ

بیان نہیں کیا گیا،اس روایت میں محمد بن اسحاق کے مشائخ مجہول ہیں،ان کا تعین کیے بغیر امام نسائیؒ کی طرف منسوب اس قول سے استدلال جائز نہیں، کیونکہ یہاں اس چیز کی صراحت نہیں ہے کہ وہ

مشائخ کون ہیں؟ان کے نام کیا ہیں؟ ثقہ ہیں یا نہیں؟

جبکہ اس قول کے برعکس امام نسائیؒ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں صحیح سند سے جو بات منقول ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

سند:

'ابی الحسن علی بن محمد القابسی قال ،سمعت ابا علی الحسن بن ابی ہلال یقول سئل ابو عبدالرحمان النسائی'

متن:

امام نسائیؒ سے صحابی رسول ﷺ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے سوال ہوا تو امام نسائیؒ نے فرمایا،اسلام گویا ایک گھر ہے جس کے دروازے ہیں،اور اسلام کے دروازے صحابہ ہیں،پس جس نے صحابہ کو اذیت دی اس نے اسلام کو اذیت دی،جو دروازہ توڑنا چاہتا ہے وہ گھر میں (زبردستی) داخل ہونا چاہتا ہے،پس جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درپے ہوتا ہے وہ تمام صحابہ کے درپے ہوتا

ہے۔

(تھذیب الکمال فی اسماء الرجال (عربی)، جلد 1، صحفہ 339،340)

امام نسائیؒ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور جو ان کی شان میں کوئی نازیبا بات کہے وہ اسلام کا دشمن ہے، اِس قول سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام نسائیؒ کی طرف منسوب اُس قول کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فضیلت نہیں دینی چاہیے بھی محض باطل ہے۔

چوتھی دلیل:

روافض اس اعتراض پر چوتھی دلیل کے طور پر علامہ بدر الدین عینیؒ کا قول پیش کرتے ہیں جو کہ کچھ یوں ہے!

علامہ عینیؒ کہتے ہیں!

'(بخاری) کا باب 'ذکرِ معاویہ'، 'فضیلتِ معاویہ' پر دلالت نہیں کرتا، اگر یہ کہا جائے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تو بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، تو میں کہوں گا "ہاں"، لیکن وہ اسناد کے

لحاظ سے صحیح نہیں ہیں اور یہی بات امام ابن اسحاقؒ اور امام نسائیؒ نے کی ہے، اسی لیے امام بخاریؒ نے "ذکرِ معاویہ" کا باب قائم کیا یہ نہیں کہا کہ 'فضیلت یا مناقب معاویہ کا باب'۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (عربی)، جلد 16، صحفہ 343)

عینی کے قول کا جواب:

اول تو علامہ عینیؒ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے منکر نہیں ہیں، کیونکہ اس قول سے اوپر کی روایت جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خود فقیہ ہیں کے بارے میں علامہ عینیؒ کہتے ہیں!

'یہ روایت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے جو ان کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے حاصل ہوئی'۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (عربی)، جلد 16، صحفہ 342)

دوسری بات یہ کہ علامہ عینیؒ نے اُن منکر و موضوع روایات کا رد کیا ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں نواصب نے گھڑی ہیں۔

اور علامہ عینیؒ کو صحیح بخاری میں موجود 'باب ذکرِ معاویہ' کے بارے میں خطاء لاحق ہوئی ہے، کہ امام

بخاریؒ نے 'ذکرِ معاویہ' کا باب قائم کیا ہے تو یہ باب 'فضیلت معاویہ' پر دلالت نہیں کرتا، یہ علامہ عینیؒ کی خطاء ہے کیونکہ اگر اس بات کو مانا جائے تو پھر امام بخاریؒ نے دیگر کئی صحابہ کے بارے میں بھی یوں ہی باب قائم کیے ہیں، جیسے 'ذکرِ اسامہ بن زید، ذکرِ ابن عباس، ذکرِ جریر بن عبداللہ البجلی، ذکرِ حذیفہ بن یمان'۔

اب اگر علامہ عینیؒ کی اِس بات کو قبول کیا جائے تو اِسی طرح اِن دوسرے جلیل القدر صحابہ جن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ شامل ہیں ان کے بارے میں بھی یہی کہنا ہو گا کہ یہ باب ان کی فضیلت پر بھی دلالت نہیں کرتا، جو کہ ممکن نہیں۔

اور رہی بات کہ علامہ عینیؒ نے امام ابن اسحاقؒ اور امام نسائیؒ کا بھی یہی موقف ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو امام ابن اسحاقؒ اور امام نسائیؒ کی طرف منسوب ان اقوال کی حقیقت ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

پانچویں دلیل:

روافض اپنے اس اعتراض پر پانچواں دلیل کے طور پر امام سیوطیؒ کا قول پیش کرتے ہیں۔

امام سیوطیؒ کہتے ہیں !

'امام بخاریؒ نے باب ذکر معاویہ قائم کیا ہے نہ کہ منقبت (فضیلتِ معاویہ رضی اللہ عنہ) کا، کیونکہ حضرت امیر معاویہ کی فضیلت میں کوئی صحیح روایت نہیں جیسا کہ امام اسحاقؒ نے کہا ہے'۔

(التوشیح شرح الجامع الصحیح (عربی)، جلد 6، صحفہ 2379)

سیوطی کے قول کا جواب:

امام سیوطیؒ نے بھی امام اسحاق بن راہویہؒ کے قول کو نقل کیا ہے جس کی حقیقت ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ یہ قول صحیح نہیں، اور امام سیوطیؒ نے بھی امام بخاریؒ کے قائم کردہ باب سے وہی استدلال کیا ہے جو علامہ عینیؒ نے کیا اور ہم بیان کر چکے کہ یہ استدلال درست نہیں۔

رہی بات علامہ سیوطیؒ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں صحیح احادیث ہونے کی تو اس کا ذکر علامہ سیوطیؒ نے خود کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں صحیح احادیث موجود ہیں، جیسا کہ انہوں نے خود فرمایا ہے !

'حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد احادیث میں بہت ہی کم احادیث ثابت ہیں (یعنی بہت کم احادیث صحیح سند سے ثابت ہیں)'۔

(التاریخ الخلفاء(عربی)، صحفہ 155)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام سیوطیؒ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں صحیح روایات موجود ہیں، اور دوسری کتاب میں انہوں نے جو قول نقل کیا ہے وہ امام اسحاقؒ کی طرف منسوب قول نقل کیا ہے جو ثابت نہیں، اور انہوں نے بخاری کے باب کے حوالے سے علامہ عینیؒ والی ہی بات کی جو کہ قابلِ استدلال نہیں۔

اس سب سے ثابت ہوتا ہے کہ علامہ عینیؒ اور امام سیوطیؒ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضیلت کے منکر نہیں تھے، انہوں نے بخاری کے باب میں ایک غیر ثابت شدہ قول نقل کیا اور ان کو اس باب سے غلطی لاحق ہوئی کہ اس باب کو فضیلت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

اس سب سے ثابت ہوتا ہے کہ اس اعتراض پر پیش کیے جانے والے اقوال جو امام نسائیؒ، امام عبد اللہ بن مبارکؒ اور امام محمد بن اسحاق راہویہؒ کی طرف منسوب ہیں وہ سب باطل ہیں، اور علامہ عینیؒ اور جلال الدین سیوطیؒ نے بھی یہی اقوال نقل کیے ہیں جن سے استدلال جائز نہیں، اور علامہ عینیؒ اور امام سیوطیؒ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے منکر نہیں جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں۔

چھٹی دلیل:

بعض روافض، ابن تیمیہ کے دو اقوال بھی بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں، کہ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے اور ان کی فضیلت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی تمام احادیث گھڑی گئی ہیں۔

جیسا کہ ابن تیمیہ لکھتا ہے!

'ایک گروہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل گھڑے ہیں، انہوں نے اس سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں جو سب کی سب جھوٹی ہیں'۔

(منهاج السنة النبوية (عربی)، جلد 4، صحفہ 400)

ایک اور مقام پر ابن تیمیہ کہتا ہے!

'خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، سوائے ان کا غزوہ تبوک، غزوہ حنین اور حجۃ الوادع میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہونے کے اور کاتبِ وحی ہونے کے'۔

(منهاج السنة النبوية (عربی)، جلد 7، صحفہ 40)

ابن تیمیہ پر ہمارا موقف:

ہمارے لئے ابن تیمیہ کے یہ اقوال حجت نہیں اور نہ ہی ابن تیمیہ ہمارے نزدیک کوئی معتبر شخصیت ہے، ابن تیمیہ کے اقوال کے جوابدہ اس کو ماننے والے ہی ہیں، ہمارے نزدیک ابن تیمیہ ایک بددین اور گمراہ شخص ہے۔

جیسا کہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلویؒ ایک مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

'کیونکہ اس کا قائل بلاشبہ بدعتی گمراہ ہے، ابن تیمیہ جو کہ ایک گمراہ ہے اس کا نقل کرنا اس کی تائید کرتا ہے (کہ ابن تیمیہ ایک گمراہ شخص ہے)'۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد 27، صحفہ 468)

ایک مقام پر روضہِ انور ﷺ کی زیارت کے لیے سفر کے جواز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

'نبی ﷺ کی زیارت واطراف عالم سے اس کی طرف سفرِ اعظم قربات الہیٰ سے ہے، جیسا کہ مدتوں سے شرق وغرب کے مسلمانوں میں معروف ہے، آج کل بعض مردود یعنی ابن تیمیہ اور اس کے ہواخواہ شیطان کے سکھائے سے اس میں شک ڈالنے لگے (یعنی اس کو ناجائز قرار دینے لگے ہیں)'۔

(فتاویٰ رضویہ شریف (اردو)، جلد 10، صحفہ 730)

اور ہمارے دیگر ائمہ کا بھی یہی موقف ہے کہ ابن تیمیہ گمراہ ہے، جیسا کہ ابن حجر ہیتمیؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'ابن تیمیہ وہ بندہ ہے جسے اللہ نے رسوا، گمراہ، اندھا، بہرا اور ذلیل کیا تھا'۔

(فتاویٰ حدیثیہ (اردو)، صحفہ 335)

جیسا کہ ہم بیان کر چکے کہ ہمارے نزدیک ابن تیمیہ ایک گمراہ و بددین شخص ہے اس لیے اس کی کوئی بھی بات ہمارے لئے حجت نہیں، اس کے اقوال کے جوابدہ اس کے متبعین ہی ہیں۔

نبی ﷺ کا امیر معاویہ اور ابو سفیان پر لعنت کرنا

روافض کی طرف سے اکثر یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی پر لعنت کی تھی، اس اعتراض پر پانچ روایات بیان کی جاتی ہیں، جو مختلف اسناد سے مروی ہیں، ذیل میں ان سب کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی روایت:

سند:

'حدثنا خلف، حدثنا عبدالوارث، عن سعيد بن جمهان، عن سفينة'

متن:

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ہمارے پاس سے ابو سفیان اونٹ پر گزرے، ان کے ساتھ امیر معاویہ اور ان کے بھائی تھے، ان میں سے ایک اونٹ کی رسی پکڑ کر آگے چل رہا تھا اور دوسرا اونٹ کے پیچھے چل رہا تھا، تو نبی ﷺ نے فرمایا جو اس پر سوار ہے اور جو

اس کے آگے ہے اور جو اس کے پیچھے ہے سب پر اللہ کی لعنت ہو۔

(انساب الاشراف (عربی)، جلد 5، صحفہ 136)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں!

پہلی علت:

اس حدیث کو 'سعید بن جمہان' 'سفینہ' کے طُرق سے روایت کر رہا ہے، اور سعید بن جمہان کی سفینہ سے روایات کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں!

'سعید بن جمہان ان شاء اللہ ثقہ ہے، اور کچھ محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، انہیں اس کے سفینہ والے طُریق سے خوف ہے'۔

(تھذیب الکمال فے اسماء الرجال (عربی)، جلد 10، صحفہ 377)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعید بن جمہان کی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کی گئی روایات پر

کلام کیا گیا ہے، اور اس کی تفصیل دوسری علت میں ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری علت:

اس روایت کی دوسری علت اس میں 'سعید بن جمہان' کا تفرد ہے، کیونکہ سعید بن جمہان منفرد روایات بیان کرتا ہے، اور اس کی منفرد روایات قبول نہیں کی جائیں گی۔

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'سعید چوتھے طبقہ کا صدوق راوی ہے، اس سے متفرد روایات مروی ہیں'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 1، صحفہ 313)

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں تفصیل سے فرماتے ہیں!

'امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں اس کی روایت لکھی جائے گی لیکن حجت قائم نہیں کی جائے گی، امام بخاریؒ فرماتے ہیں اس کی حدیثیں عجیب ہیں، امام ساجیؒ فرماتے ہیں اس کی حدیث کی اتباع نہیں کی گئی'۔

(تہذیب التہذیب (عربی)، جلد 3، صحفہ 267)

امام ذھبیؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'سعید بن جمہان صالح الحدیث ہے لیکن اس سے احتجاج (یعنی روایت کو بطورِ دلیل قبول) نہیں کیا جائے گا'۔

(دیوان الضعفاء والمتروکین (عربی)، صحفہ 156)

امام ذھبیؒ اس کے بارے میں آخری حکم لگاتے ہوئے لکھتے ہیں!

'یہ اوسط درجہ کا صدوق ہے، ابو حاتمؒ فرماتے ہیں اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا'۔

(الکاشف للذھبی (عربی)، جلد 1، صحفہ 433)

امام ذھبیؒ صدوق راوی کی منفرد روایت کے بارے میں فرماتے ہیں!

'اگر کوئی ثقہ راوی کسی روایت کو نقل کرنے میں منفرد ہو تو اس کی روایت صحیح غریب کہلاتی ہے، اور اگر صدوق راوی کسی روایت کو نقل کرنے میں منفرد ہو تو اس کی روایت منکر ہوتی ہے، اور جب کوئی راوی بکثرت ایسی روایات نقل کرنا شروع کر دے جس کی متابعت نہ ملے تو راوی متروک الحدیث قرار پائے گا'۔

(میزان الاعتدال (عربی)، جلد 5، صحفہ 170)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ سعید بن جمہان کی روایات جن میں وہ منفرد ہے قابل قبول نہیں اور نہ ہی اس کی روایت سے حجت قائم کی جاسکتی ہے اور اس کی منفرد روایت منکر قرار پائے گی۔

امام بخاریؒ نے خود اس کی روایت کی تردید یہ کہہ کر کی ہے کہ اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

امام بخاریؒ، سعید بن جمہان کی سفینہ رضی اللہ عنہ کے طُرق سے روایت نقل کرتے ہیں کہ!

'نبی ﷺ نے فرمایا میرے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے (امام بخاریؒ فرماتے ہیں) اس کی متابعت نہیں کی گئی کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے ہم پر کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا (پھر امام بخاریؒ فرماتے ہیں) سعید سے پوچھا گیا تم نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہے؟ تو اس نے کہا میں سفینہ رضی اللہ عنہ سے مکہ میں مِلا میں ان کے پاس آٹھ راتیں رہا اور نبی ﷺ کی حدیث کے بارے میں پوچھتا رہا'۔

(التاریخ الکبیر للبخاری (عربی)، جلد 3، صحفہ 117)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک بھی سعید بن جمہان کی وہ روایات جن کی متابعت نہیں کی گئی وہ باطل ہیں۔

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت باطل و منکر ہے اور اس کو دلیل بنا کر حضرت امیر معاویہ

رضی اللہ عنہ کی شان میں ایسے ملعون الفاظ کہنا حرام ہے۔

ایسی ایک روایت مسند البزار کے اندر بھی 'سعید بن جمھان عن سفینہ' کے طُرق سے مروی ہے اور وہ روایت بھی اسی وجہ سے باطل ہے اور اُس کی سند میں ایک مجہول راوی 'سکن بن سعید' بھی ہے، لیکن اس میں جن پر لعنت کی گئی ان کے نام منقول نہیں ہیں۔

(مسند البزار (عربی)، جلد 9، روایت 3839)

اور تاریخ طبری کے اندر بھی یہ روایت بلاسند منقول ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے یہ روایت کسی ایک کتاب میں بھی کسی صحیح سند کے ساتھ منقول نہیں جس وجہ سے اس سے استدلال حرام ہے۔

دوسری روایت:

اِسی روایت سے مِلتی جُلتی ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بھی یہ فرمایا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ پر لعنت کی ہے، روایت کچھ یوں ہے!

سند:

'حدثنا زكريا بن يحيىٰ الساجی،ثنا محمد بن بشار ابندار،ثنا عبدالملک بن الصباح المسمعی،ثنا عمران بن حدیر اظنه ،عن ابی مجلز قال، قال عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ'

متن:

(طویل روایت ہے جس میں ہے کہ)حضرت حسن رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے،اللہ کی حمد و ثناء کر کے کہا اے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور اے مغیرہ رضی اللہ عنہ ،اللہ کی قسم کیا تم جانتے ہو کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا اللہ کی لعنت ہو (اونٹ کو) آگے سے پکڑ کر چلانے والے (معاویہ رضی اللہ عنہ) پر،اور سوار ہونے والے (ابوسفیان رضی اللہ عنہ) پر اور ان میں سے ایک فلاں (معاویہ رضی اللہ عنہ) ہے ؟دونوں نے کہا جی ہاں۔

(معجم الکبیر للطبرانی (عربی)، جلد 3،روایت 2698)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'عمران بن حدیر 'اس روایت کو 'اظنہ' کے صیغہ سے روایت کر رہا ہے یعنی راوی کو یقین نہیں کہ یہ روایت 'ابو مجلز' نے ہی بیان کی ہے، بلکہ اس کو یہ شک ہے کہ شاید یہ روایت ابو مجلز نے ہی بیان کی ہو، تو ایسی روایت جس میں راوی کو یقین نہیں کہ اس روایت کو بیان کس نے کیا ہے کو کیسے قبول کیا جا سکتا ہے؟ اور اس کی بنیاد پر صحابہ کرام پر طعن کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'ابو مجلز لاحق بن حمید' مدلس ہے ارسال کرتا ہے، اور یہ راوی 'قال' کے صیغہ سے ارسال کرتا ہے، اور اس کی حدیث میں اضطراب بھی پایا جاتا ہے۔

جیسا کہ امام ابن حجرؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام ابن معینؒ کہتے ہیں یہ مضطرب الحدیث ہے'۔

(تہذیب التہذیب (عربی)، جلد 6، صفحہ 768)

امام ابن حجرؒ، اس کی ایک روایت جو اس نے ابو جہل سے 'قال' کے صیغہ سے نقل کی ہے کے بارے میں فرماتے ہیں!

'ابو مجلز جو کہ مشہور تابعی ہیں وہ کہتے ہیں کہ (قال ابو جہل) ابو جہل نے کہا (پھر ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں) یہ مرسل ہے'۔

(فتح الباری بشرح صحیح البخاری (عربی)، جلد 7، صحفہ 344)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لاحق بن حمید ثقہ تو ہے لیکن یہ ارسال کرتا ہے اور یہ 'قال' کے صیغہ سے ارسال کرتا ہے اور اس کی روایات میں اضطراب بھی پایا جاتا ہے۔

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بھی ثابت نہیں، اور عمران بن حدیر کو یقین بھی نہیں کہ اس کو بیان کرنے والا راوی کون ہے محض اُس کے ظن کی بنیاد پر کے شاید اُس نے اِس روایت کو ابو مجلز سے سُنا ہو، اِس روایت کو قبول نہیں کیا جا سکتا، اس لئے یہ روایت بھی باطل ہے۔

تیسری روایت:

ایسی ہی ایک اور روایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ مسجد سے اٹھ کر باہر نکل گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر لعنت کی، یہ روایت تین اسناد سے مروی ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی سند:

'اخبرت عن ابی مالک کثیر بن یحییٰ قال، حدثنا غسان بن مضر قال، حدثناسعید بن یزید، عن نصر بن عاصم اللیثی، عن ابیہ قال'

متن:

عاصم اللیثی کہتاہے کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہواتو صحابہ کہہ رہے تھے ہم اللہ اوراس کے رسول کے غضب سے پناہ مانگتے ہیں، میں نے پوچھا کیاہوا ہے؟ تو وہ بولے معاویہ اپنے والد کا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر نکل گئے جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تھے پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق کچھ کہا۔

(طبقات ابن سعد (عربی)، جلد 7، صحفہ 54،55)

طبقات ابن سعد کی روایت میں لعنت کا ذکر نہیں ہے اور معجم الکبیر کی روایت میں مسجد سے باہر نکلنے والوں کا نام نہیں ہے لیکن اس میں لعنت کے الفاظ ہیں وہ روایت کچھ یوں ہے!

دوسری سند:

'حدثنا عبدالرحمٰن بن الحسین الصابونی التستری، ثنا عقبہ بن سنان الدراع قال، ثناغسان بن مضر،

عن سعيد بن يزيد ابى سلمة،عن نصر بن عاصم الليثي، عن ابيه'

متن:

عاصم اللیثی کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو صحابہ کہہ رہے تھے ہم اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے پناہ مانگتے ہیں، میں نے پوچھا کیا ہوا ہے؟ تو وہ بولے ایک شخص کھڑا ہوا اور اپنے والد کا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر چلا گیا جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تھے پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا لعنت ہو آگے چلنے والے اور اس کے پیچھے چلنے والے پر، وایے ہے اس امت پر فلاں موٹی سرین والے کی وجہ سے۔

(معجم الکبیر للطبرانی (عربی)، جلد 17، صحفہ 176)

پہلی سند کا تعاقب:

طبقات ابن سعد کی روایت کی سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کے مرکزی راوی 'عاصم اللیثی' جو کہ صحابی معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کی صحابیت میں

اختلاف ہے بعض علماء نے ان کی صحابیت کا انکار کیا ہے اور اس روایت کا سماع نبی ﷺ سے ہونے اور عاصم اللیثی کی صحابیت کو مشکوک قرار دیا ہے۔

جیسا کہ امام ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ امام بغویؒ نے اِسی روایت کے بارے میں فرمایا!

'مجھے نہیں معلوم کہ عاصم صحابی ہے یا نہیں (یعنی ان کا صحابی ہونا مشکوک ہے)'

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ (عربی)، جلد 5، صحفہ 488)

اور امام ابن عبد البرؒ بھی اس روایت کے متعلق احمد بن زہیر کا قول نقل فرماتے ہیں کہ !

'احمد بن زہیر کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ عاصم نے یہ روایت نبی ﷺ سے سُنی ہے یا نہیں'۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (عربی)، جلد 5، صحفہ 520)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عاصم اللیثی کی صحابیت مشکوک ہے اور بعض حضرات نے اس روایت کے سماع کا انکار کیا ہے۔

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'کثیر بن یحییٰ' شیعہ ہے اور اس سے منکر روایات منقول ہیں، اس کا ترجمہ ملاحظہ

فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یہ شیعہ ہے، عباس عنبری نے لوگوں کو اس سے استفادہ کرنے سے روک دیا تھا، ازدی کہتے ہیں اس کے حوالے سے منکر روایات منقول ہیں'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 5، صحفہ 473)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راوی کی روایت سے استدلال جائز نہیں کیونکہ اس سے منکر روایات منقول ہیں اور اس وجہ سے حافظ عباس عنبری نے لوگوں کو اس سے استفادہ کرنے سے بھی روک دیا تھا۔

دوسری سند کا تعاقب:

معجم الکبیر کی روایت کا راوی 'عبدالرحمٰن بن الحسین الصابونی التستری' مجھول ہے، اس کا ترجمہ اسماء ورجال کی کسی کتاب میں موجود نہیں، اس لئے اس کی روایت سے بھی استدلال جائز نہیں۔

یاد رہے معجم الکبیر میں یہاں 'عبدالرحمٰن بن الحسین العابوری' لکھا ہوا ہے جو کہ غلطی ہے اصل

راوی 'الصابونی' ہی ہے جو کہ دیگر روایات میں بھی موجود ہے۔

تیسری سند:

'حدثنا ابوعمرو بن حمدان، ثنا الحسن بن سفیان،ثنا محمد بن عبدالرحمٰن العلاف،ثنا غسان بن مضر،

ثناسعید بن یزید الطائی، عن نصر بن عاصم اللیثی، عن ابیہ'

(معرفۃالاصحابۃلابی نعیم(عربی)، جلد4،روایت 5378)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت میں بھی ان اشخاص کا نام موجود نہیں،اور یہ سند بھی صحیح نہیں کیونکہ اس کی سند میں بھی ایک راوی 'محمد بن عبدالرحمٰن بن العلاف' مجہول ہے،اس کو امام ابن حبانؒ نے 'الثقات' میں شامل کیاہے لیکن اہل علم جانتے ہیں کہ امام ابن حبانؒ راویوں کی توثیق میں متساہل ہیں اور وہ مجہول راویوں کو بھی ثقہ کہہ دیتے ہیں اس لئے ان کی توثیق راوی کی عدالت ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں۔

ان دلائل سے ثابت ہوتاہے کہ یہ روایات ثابت نہیں اگر کوئی 'عاصم اللیثی' کی صحابیت کا قائل بھی ہے تب بھی یہ روایت ثابت نہیں کیونکہ اس کی تمام اسناد میں مجہول وشیعہ راوی موجود ہیں،اور

مجہول وشیعہ راویوں کی روایات سے استدلال جائز نہیں۔

چوتھی روایت:

اسی اعتراض پر بیان کی جانے والی چوتھی روایت بھی کچھ ایسی ہی ہے، جو کہ دو اسناد سے مروی ہے۔

پہلی سند:

'حدثنا علی بن سعید الرازی قال، نا عبدالرحمن بن سلم الرازی قال، نا سلمہ بن الفضل، عن محمد بن اسحاق، عن سلمہ بن کہیل ،عن ابراہیم بن البراء ،عن ابیہ (البراء بن عازب)'

متن:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ **کہتے ہیں کہ حضرت ابوسفیان** رضی اللہ عنہ **اور حضرت امیر معاویہ** رضی اللہ عنہ، **نبی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **کے پیچھے سے گزرے، امیر معاویہ** رضی اللہ عنہ **بڑی سرین والے شخص تھے تو نبی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **نے فرمایا اللہ کی لعنت ہو بڑی سرین والے شخص (یعنی امیر معاویہ** رضی اللہ عنہ**) پر۔**

(معجم الاوسط للطبرانی (عربی)، جلد 4، روایت 3994)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں تین علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'سلمہ بن فضل' ضعیف ہے اور اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یہ رے (تہران) کا قاضی تھا، اس نے ابن اسحاق سے روایات نقل کی ہیں، ابن راھویہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، امام بخاریؒ فرماتے ہیں اس کی روایات میں سے بعض منکر ہیں، علی بن مدینیؒ کہتے ہیں ہم لوگ رے سے تب تک نہیں نکلے جب تک ہم نے سلمہ کی نقل کردہ روایات پھینک نہیں دیں، امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 3، صحفہ 270)

امام ذھبیؒ اُس کو 'دیوان الضعفاء' میں شامل کر کے فرماتے ہیں!

'اسحاق بن راھویہ وغیرہ نے اسے ضعیف کہا ہے'۔

(دیوان الضعفاء والمتروکین (عربی)، صحفہ 169)

امام نسائیؒ نے بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی ان کے نزدیک بھی ضعیف ہے، کہتے ہیں!

'سلمہ بن فضل ابو عبداللہ ضعیف ہے، ابن اسحاق سے روایت کرتا ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی (عربی)، صحفہ 118)

امام ابن جوزیؒ نے بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کیا ہے، کہتے ہیں!

'سلمہ بن فضل، ابن اسحاق سے روایت کرتا ہے، ابن راہویہؒ اور نسائیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، اور علی بن مدینیؒ کہتے ہیں ہم نے اس کی احادیث پھینک دیں، اور بخاریؒ کہتے ہیں اس سے منکر روایات منقول ہیں'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین (عربی)، جلد 2، صحفہ 11)

اور امام طبرانیؒ نے یہ روایت نقل کر کے خود اس کے بارے میں کہا ہے کہ سلمہ بن فضل اس کو روایت کرنے میں منفرد ہے، کہتے ہیں!

'یہ روایت ابراہیم بن البراء سے سلمہ بن کھیل کے علاوہ کسی نے نقل نہیں کی، اور نہ ہی سلمہ بن

فضل سے ابن اسحاق کے علاوہ کسی نے، اور اس میں سلمہ بن فضل منفرد ہے'۔

(معجم الاوسط للطبرانی (عربی)، جلد 4، روایت 3994)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کو نقل کرنے میں سلمہ بن فضل منفرد ہے اس لئے یہ روایت بھی منکر ہے۔

دوسری علت:

اس روایت کی دوسری علت اس میں 'محمد بن اسحاق' کی تدلیس ہے (محمد بن اسحاق عن سلمہ بن کھیل) اور محمد بن اسحاق چوتھے طبقہ کا مدلس ہے اور جب تک چوتھے طبقے کا مدلس سماع کی تصریح نہ کرے اس کے بارے میں آئمہ کا اتفاق ہے کہ ان کی روایت ہرگز قبول نہیں کی جاسکتی، جیسا کہ ابن حجرؒ ابن اسحاق کو چوتھے طبقہ کے مدلسین میں شامل کرکے فرماتے ہیں!

'محمد بن اسحاق، ضعفاء اور مجہولین سے تدلیس کرنے میں مشہور ہے'۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 51)

اور چوتھے طبقہ کے مدلسین کی 'معنن' کے بارے میں امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں!

'یہ وہ ہیں جن (کی معنن) کے بارے میں اتفاق ہے کہ ان کی حدیث سے ہر گزاحتجاج نہیں کیا جا سکتا جب تک یہ سماع کی تصریح نہ کریں، یہ کثرت سے ضعفاء اور مجہولین سے تدلیس کرتے ہیں'۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 14)

اس لئے محمد بن اسحاق کی 'معنن' سے استدلال جائز نہیں جب تک سماع کی تصریح نہ کرے۔

تیسری علت:

اس روایت کی سند میں بھی اضطراب ہے۔

معجم الاوسط کی سند کچھ یوں ہے۔

'نا سلمہ بن الفضل، عن محمد بن اسحاق، عن سلمہ بن کہیل ،عن ابراہیم بن البراء'

جبکہ یہی روایت جب تاریخ دمشق میں نقل کی گئی اس کی سند وہاں کچھ یوں ہے!

'سلمہ بن الفضل ،نا سلمہ بن کہیل، حدثنی محمد بن اسحاق عن ابراہیم بن البراء'

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 59، صحفہ 204)

یہاں سند میں اضطراب واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ معجم الکبیر کی سند میں سلمہ بن فضل، محمد بن

اسحاق سے اور وہ سلمہ بن کھیل سے اور وہ ابراہیم بن براء سے روایت کر رہا ہے، جبکہ تاریخ دمشق کی روایت میں سلمہ بن فضل، سلمہ بن کھیل سے اور وہ محمد بن اسحاق سے اور وہ ابراہیم بن براء سے روایت کر رہا ہے۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بھی باطل، منکر ہے اس سے استدلال کسی صورت جائز نہیں۔

دوسری سند:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کی ایک دوسری سند جو کہ 'نصر بن مزاحم' نے اپنی کتاب 'واقعہ صفین' میں لکھی ہے کچھ یوں ہے !

سند:

'عبدالغفار بن القاسم، عن عدی بن ثابت، عن البراء بن عازب قال'

متن:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

گزرے تو نبی ﷺ نے فرمایا اللہ کی لعنت ہو تابع اور متبوع پر اور اللہ کی لعنت ہو اقیعس پر، تو ابن البراء نے اپنے والد حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اقیعس کون ہے؟ تو انہوں نے کہا معاویہ۔

(وقعۃ صفین (عربی)، صحفہ 218)

اسناد کا تعاقب:

اول تو اس کتاب اور اس کے مصنف کی کیا حیثیت ہے یہ اِس کتاب کے آخری باب میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

اور اس روایت کی سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'ابو مریم عبد الغفار بن قاسم' رافضی، کذاب و متروک الحدیث ہے۔

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یہ رافضی ہے ثقہ نہیں ہے، علی بن مدینیؒ کہتے ہیں یہ احادیث ایجاد کرتا ہے شیعہ کے اکابرین میں سے ہے، امام بخاریؒ کہتے ہیں یہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے، عبد الواحد نے عبد الغفار کو کہا تو

جھوٹ بولتا ہے اللہ سے ڈر، تو اس نے کہا اللہ سے ڈرو تم مجھے جھٹلا رہے ہو، امام ابو داؤدؒ کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں ابو مریم کذاب ہے، امام ابو حاتمؒ، امام نسائیؒ اور دیگر حضرات نے اسے متروک الحدیث قرار دیا ہے، امام شعبہؒ نے اسے ترک کر دیا تھا'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 4، صفحہ 342)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد الغفار بن قاسم کذاب رافضی راوی ہے اور اس کی روایت کسی صورت قابلِ قبول نہیں۔

دوسری علت:

اس روایت کا دوسرا راوی 'عدی بن ثابت' اپنی ذات کے اعتبار سے تو ثقہ ہے لیکن یہ بھی رافضی ہے، جیسا کہ امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یہ اہل تشیع کا عالم ہے اُن کا سچا فرد، اُن کا واعظ اور ان کی مسجد کا امام تھا، امام دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ غالی رافضی ہے لیکن ثقہ ہے'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 5، صفحہ 102)

اور اصولِ حدیث کے مطابق وہ ثقہ شیعہ جو رافضی ہو اس کی وہ روایات جو اس کے مذہب کو تقویت دیں قابلِ قبول نہیں۔

اور یہ روایت ویسے بھی موضوع ہے اس کا راوی عبدالغفار بن قاسم کذاب و متروک الحدیث ہے، اس لئے اس روایت سے استدلال قطعاً جائز نہیں، اور اس کتاب 'وقعة صفين' اور اس کے مصنف 'نصر بن مزاحم' کی حقیقت، کتاب کے آخری باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

پانچویں روایت:

روافض اسی قسم کی ایک اور روایت پیش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے تین لوگوں پر جو کہ ایک جانور پر سوار تھے لعنت کی اور کہتے ہیں کہ ان سے مراد حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، اور ان کے بھائی ہیں، جبکہ اس روایت میں ان کے نام موجود نہیں، لیکن روافض کہتے ہیں کہ دیگر روایات جن میں نام ہیں (اور ہم ثابت کر چکے کہ وہ روایات موضوع ہیں) یہ روایت بھی انہی کی شاہد ہے، وہ روایت کچھ یوں ہے!

سند:

'حدثنا مقدام بن داؤد، ثنا اسد بن موسی، ثنا ابو معاویہ محمد بن خازم، عن اسماعیل بن مسلم ،عن الحسن ، عن المہاجر بن قنفذ قال'

متن:

نبی ﷺ نے تین لوگوں کو ایک جانور پر سوار دیکھا تو فرمایا یہ تینوں ملعون ہیں۔

(معجم الکبیر للطبرانی (عربی)، جلد 20، صحفہ 330)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'مقدام بن داؤد 'ضعیف ہے۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں ہے، محمد بن یوسف کہتے ہیں یہ فقیہ اور مفتی تھا لیکن احادیث میں یہ قابل تعریف نہیں ہے'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد6، صحفہ 479)

امام ذھبیؒ نے اس کو کتاب 'المغنی فی الضعفاء' میں بھی شامل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے۔

(المغنی فی الضعفاء(عربی)، جلد2، صحفہ 321)

امام ابن جوزیؒ بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے کہتے ہیں !

'امام ابن ابی حاتمؒ کہتے ہیں اس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین(عربی)، جلد3، صحفہ 137)

ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ 'مقدام بن داؤد' ضعیف ہے۔

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'اسماعیل بن مسلم مکی' منکرالحدیث اور متروک ہے، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں !

'امام احمدؒ، امام نسائیؒ اور دیگر حضرات کہتے ہیں یہ منکرالحدیث ہے، امام نسائیؒ اور دیگر حضرات کہتے ہیں

یہ متروک ہے، یحییٰؒ کہتے ہیں یہ ہمیشہ ہی اختلاط کا شکار رہا ہے اس نے ہمیں ایک ہی روایت تین صورتوں میں سنائی، علی بن مدینیؒ کہتے ہیں اس کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی، سعدی کہتے ہیں یہ انتہائی واہی ہے، یحییٰ بن سعید القطانؒ اور ابن مہدی نے اسے متروک قرار دیا ہے، (پھر امام ذھبیؒ نے اس کی بیان کردہ کچھ منکر روایات کو بیان کیا)'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 1، صحفہ 336 تا 339)

امام ذھبیؒ نے اس کو 'المغنی' میں شامل کیا اور کہتے ہیں !

'اسماعیل بن مسلم یہ حسن سے روایت کرتا ہے یہ متروک ہے'۔

(المغنی فی الضعفاء (عربی)، جلد 1، صحفہ 142)

امام بخاریؒ نے بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کیا اور کہتے ہیں !

'اسماعیل بن مسلم یہ حسن اور زہری سے روایت کرتا ہے ابن مبارکؒ نے اس کو ترک کر دیا تھا'۔

(کتاب الضعفاء للبخاری (عربی)، صحفہ 16)

امام ابن جوزیؒ نے بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کیا اور فرماتے ہیں !

'اسماعیل بن مسلم یہ حسن سے روایت کرتا ہے، ابن مبارکؒ نے اسے ضعیف کہا ہے، سفیان کہتے ہیں حدیث میں خطاء کرتا ہے، امام احمدؒ کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے، یحییٰ کہتے ہیں یہ کوئی شئے نہیں ہے، علی بن مدینیؒ کہتے ہیں ضعیف ہے اس کی حدیث نہ لکھی جائے ہمارے اصحاب کا اس بات پر اجماع ہے کہ اسماعیل کی روایت کو ترک کر دیا جائے، اور امام نسائیؒ اور علی بن جنید کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین (عربی)، جلد 1، صحفہ 121،120)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ راوی متروک الحدیث ہے، اس لئے یہ روایت بھی موضوع ہے اور اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

پس ثابت ہوا کہ اس اعتراض پر پیش کی جانے والی تمام روایات موضوع و منکر ہیں ان میں سے کسی ایک سے بھی استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ نبی ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ پر لعنت کی کسی صورت جائز نہیں۔

نبی ﷺ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے جہنم کی بددُعا کرنا

روافض کی طرف سے ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بددُعا دی کہ اے اللہ ان کو جہنم میں داخل کر، اس اعتراض پر جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ چار اسناد سے مروی ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی سند:

'حدثنا احمد بن علی الجارودی، ثنا عبداللہ بن سعید الکندی، ثنا عیسیٰ بن سوادۃ النخعی، عن لیث، عن طاؤس عن ابن عباس قال'

متن:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو لوگوں کے گانے کی آواز سُن، نبی ﷺ نے پوچھا یہ کون ہیں تو بتایا گیا کہ معاویہ اور عمرو بن العاص ہیں، تو نبی ﷺ نے بددُعا کی 'اے اللہ ان کو کسی فتنے میں مبتلا کردے اور ان کو آگ (جہنم) کی طرف دھکیل دے'۔

(معجم الکبیر للطبرانی(عربی)، جلد 11، روایت 10970)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'عیسیٰ بن سوادہ نخعی' کذاب اور منکر الحدیث ہے، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے، یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں یہ کذاب ہے'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 5، صحفہ 369)

اور 'المغنی' میں اس کو شامل کر کے کہتے ہیں!

'ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے'۔

(المغنی فی الضعفاء(عربی)، جلد 2، صحفہ 84)

امام ابن جوزیؒ اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے فرماتے ہیں!

'امام رازیؒ کہتے ہیں یہ منکرالحدیث ہے، ضعیف ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین (عربی)، جلد 2، صحفہ 158)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ راوی کذاب اور منکرالحدیث ہے اور اس روای کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

امام نورالدین ہیثمیؒ بھی اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں!

'اس میں عیسی بن سوادہ ہے جو کہ کذاب ہے'۔

(مجمع الزوائد (عربی)، جلد 8، روایت 13313)

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'لیث بن ابو سلیم' بھی مضطرب الحدیث ہے اور اس کی روایت کو ترک کردیا گیا جس وجہ سے اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں، اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

(دیکھیں: باب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ غیر اسلام پر فوت ہوں گے، دوسری سند کا تعاقب)

دوسری سند:

'حدثنا محمد بن حفص بن بهمرد، ثنا اسحاق بن الحارث الرازی، ثنا عمرو بن عبدالغفار الفقیمی، ثنا نصیر بن ابی الاشعث، وشریک ، وابوبکر بن عیاش، عن یزید بن ابی زیاد، عن عبداللہ بن الحارث نوفل عن المطلب بن ربیعہ قال'

(معجم الاوسط للطبرانی (عربی)، جلد 7، روایت 7080)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں چار علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'محمد بن حفص بن بہمرد' مجہول الحال راوی ہے اس کا ترجمہ کتبِ اسماء ورجال میں موجود نہیں۔

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'اسحاق بن حارث رازی' بھی مجہول الحال ہے۔

تیسری علت:

اس روایت کا راوی 'عمرو بن عبد الغفار فقیمی' رافضی، کذاب اور متروک الحدیث ہے، امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے، ابن عدیؒ کہتے ہیں اس پر یہ الزام ہے کہ یہ حدیث ایجاد کرتا تھا، ابن مدینیؒ کہتے ہیں یہ رافضی ہے، میں نے اس کے رفض کی وجہ سے اسے ترک کر دیا، عقیلیؒ اور دیگر حضرات کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 5، صحفہ 326)

امام ذھبیؒ اس کو 'المغنی' میں شامل کر کے فرماتے ہیں!

'ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے، اور ابن عدیؒ کہتے ہیں اس پر حدیث ایجاد کرنے کا الزام ہے'۔

(المغنی فی الضعفاء (عربی)، جلد 2، صحفہ 68)

چوتھی علت:

اس روایت کا راوی 'یزید بن ابی زیاد' سخت ضعیف اور شیعہ ہے اور تلقین قبول کرتا تھا، اس سے منکر روایات منقول ہیں، اس کا ترجمہ چوتھی سند کے تعاقب میں ملاحظہ فرمائیں۔

امام نورالدین ہیثمیؒ اِس سند کے بارے میں بھی کہتے ہیں!

'اس کی سند میں ایسے راوی ہیں جن کو ہم نہیں جانتے(یعنی مجھول)'۔

(مجمع الزوائد (عربی)، جلد8، روایت 13312)

تیسری سند:

'حدثنا محمد بن ہارون بن حمید، ثنا عبداللہ بن عمرو، ثنا شعیب بن ابراہیم، ثنا سیف، حدثنی ابو عمر مولیٰ ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ، عن زید بن اسلم ، عن ابیہ، عن صالح شقران قال'

(الکامل فی ضعفاء الرجال (عربی)، جلد6، صحفہ 104)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس سند کا راوی 'شعیب بن ابراہیم الکوفی' مجھول ہے اور اس کی بیان کردہ روایات میں منکر روایات بھی موجود ہیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'اس نے سیف سے اس کی کتابیں نقل کی ہیں، اس میں مجہول ہونا پایا جاتا ہے'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 3، صفحہ 372)

امام ابن عدیؒ خود اسی روایت کے تحت شعیب کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یہ معروف نہیں ہے، اور اس کی بیان کردہ روایات کی تعداد زیادہ نہیں ہے، اور ان میں سے بعض منکر ہیں'۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال(عربی)، جلد 6، صفحہ 105)

دوسری علت:

اسکا دوسرا راوی 'سیف بن عمر تیمی' متروک اور منکر الحدیث ہے۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یہ واقدی کی طرح ہے، امام ابوداؤدؒ کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں ہے، ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ متروک ہے، ابن عدیؒ کہتے ہیں اس کی نقل کردہ زیادہ تر روایات منکر ہیں، جمیع کہتے ہیں یہ احادیث ایجاد کرتا تھا'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 3، صحفہ 372)

امام ذھبیؒ اُس پر آخری حکم لگاتے ہوئے فرماتے ہیں!

'ابن معینؒ وغیرہ نے اس کو ضعیف کہا ہے'۔

(الکاشف(عربی)، جلد 1، صحفہ 476)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے یہ سند بھی باطل ہے،اور اس سے بھی استدلال جائز نہیں۔

چوتھی سند:

'حدثنا عثمان بن ابی شیبہ، حدثنا جریرومحمد بن فضیل، عن یزید بن ابی زیاد،عن سلیمان بن عمرو بن الاحوص قال، حدثنی ابو ہلال، عن ابی برزہ قال'

(مسند ابو یعلی(عربی)، جلد 13، روایت 7436)

یہ روایت 'یزید بن ابی زیاد' کی سند سے مختلف کتب میں موجود ہے، جیسے!

(مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، جلد، 11، روایت 38875)

(مسند البزار(عربی)، جلد 9، روایت 3859)

(مسند احمد(اردو)، جلد 9، حدیث 20018)

ان تمام کتب میں یہ روایت 'یزید بن ابوزیاد' کی سند سے ہی منقول ہے۔

اسناد کا تعاقب:

اس سند کا راوی 'یزید بن ابی زیاد' سخت ضعیف اور شیعہ راوی ہے تلقین قبول کرتا تھا اور اس سے منکر روایات منقول ہیں

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'اس کا حافظہ خراب تھا، یحییٰ کہتے ہیں یہ قوی نہیں ہے اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا، ابن مبارکؒ کہتے ہیں اسے پھینک دو، (پھر امام ذھبیؒ اِسی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں) یہ روایت منکر ہے، ابن فضیل کہتے ہیں یزید بن ابوزیاد شیعہ کے اکابرین میں سے ہے، امام مسلم نے اس سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے ساتھ دوسرے راوی کا ذکر بھی ہے (یعنی متابعت میں)'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 7، صحفہ 232تا234)

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'پانچویں طبقہ کا ضعیف راوی ہے، بڑی عمر میں اس کا حافظہ بدل گیا تھا تلقین قبول کرتا تھا، اور شیعہ تھا'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 2، صحفہ 313)

امام نسائیؒ اُس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے کہتے ہیں!

'یزید بن ابی زیاد، قوی نہیں ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی (عربی)، صحفہ 256)

امام بخاریؒ اُس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یزید بن ابی زیاد منکر الحدیث ہے'۔

(کتاب الضعفاء للبخاری (عربی)، صحفہ 168)

امام ابن جوزیؒ بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے فرماتے ہیں!

'یحییٰ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے اور اس سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا، ابن مبارکؒ کہتے ہیں اسے پھینک دو، امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے اور اس کی تمام احادیث موضوع اور باطل ہیں'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین (عربی)، جلد 3، صحفہ 209)

امام ابن حبانؒ نے اس کو 'المجروحین' میں شامل فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ راوی ان کے نزدیک بھی ضعیف ہے۔

(کتاب المجروحین من المحدثین (عربی)، جلد 2، صحفہ 450)

اس روایت کے بارے میں محدثین نے بھی یہی فرمایا ہے کہ یہ منکر و باطل ہے۔

امام ذھبیؒ اس کی اِسی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں !

'یہ یزید کی منکر روایات میں سے ہے'۔

(سیر اعلام النُبلاء (عربی)، جلد 3، صحفہ 132)

امام نورالدین ہیثمیؒ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں !

'یزید بن ابی زیاد کو اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے'۔

(مجمع الزوائد (عربی)، جلد 8، روایت 13311)

امام ابن جوزیؒ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں !

'یہ حدیث صحیح نہیں ہے، یزید بن ابی زیاد آخری عمر میں تلقین قبول کرتا تھا، اور علی اور یحییٰ کہتے ہیں اس کی حدیث سے احتجاج نہیں کیا جائے گا، اور ابن مبارک رحمہ کہتے ہیں اسے پھینک دو (یعنی اس کی روایت کو پھینک دو)، اور ابن عدی کہتے ہیں اس کی روایات کی متابعت نہیں کی گئی'۔

(کتاب الموضوعات لابن جوزی (عربی)، جلد 2، صحفہ 28)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ اس روایت کی تمام اسناد باطل ہیں اور یہ روایت موضوع ہے، اس لئے اس روایت سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنا

امام بیہقیؒ نے اپنی سنن میں ایک روایت نقل کی ہے، جس کو دلیل بنا کر روافض یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے **بغض** رکھتے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان پر لعنت بھی کی۔

روایت کچھ یوں ہے!

سند:

'اخبرنا ابوالحسن محمد بن حسن العلوی، اخبرنا عبداللہ بن محمد بن الحسن بن الشرقی، حدثنا علی بن سعیدالنسوی ،حدثنا خالد بن مخلد،حدثنا علی بن صالح،عن میسرۃ بن حبیب النہدی، عن المنہال بن عمرو، عن سعید بن جبیر قال'

متن:

سعید بن جبیر کہتے ہیں ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس عرفہ میں تھے،انہوں نے کہا: سعید!

کیا وجہ ہے کہ میں لوگوں کو تلبیہ کہتے نہیں سُنتا؟ میں نے کہا، وہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں، تو ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے خیمہ سے نکلے اور کہا، لبیک اللھم لبیک 'معاویہ کی ناک خاک آلود ہو جائے، اے اللہ معاویہ پر لعنت کر، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے بغض کی وجہ سے سنت کو چھوڑ دیا ہے۔

(سنن الکبریٰ بیہقی (اردو)، جلد 6، روایت 9447)

یہ روایت دیگر کتب میں تین مختلف اسناد کے ساتھ بیان کی گئی ہے، اور باقی تینوں روایات میں لعنت کے الفاظ نہیں ہیں صرف ان میں یہ الفاظ ہیں کہ 'معاویہ نے علی کے بغض میں سنت کو چھوڑ دیا۔

لیکن اُن تمام اسناد کا دار و مدار بھی 'خالد بن مخلد' پر ہے، دیگر کتب جن میں یہ روایت بیان کی گئی ہے ان کے حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

(مستدرک الحاکم (اردو)، جلد 2، روایت 1706)

(سنن نسائی (اردو)، جلد 4، روایت 3009)

(صحیح ابن خزیمہ (اردو)، جلد 3، روایت 2830)

امام حاکمؒ نے مستدرک میں اس روایت کو بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے لیکن اہل علم جانتے ہیں کہ امام حاکمؒ تصحیحِ احادیث میں متساہل ہیں اور ان کی تصحیح سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

اس روایت کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں۔

اسناد کا تعاقب:

اس روایت میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'عبداللہ بن محمد بن حسن شرقی' فاسق و فاجر تھا۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'محدثین نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے کیونکہ یہ باقاعدگی سے شراب پیتا تھا'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 4، صحفہ 188)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی فاسق ہے اور فاسق راوی کی روایت قابل قبول نہیں ہوتی۔

دوسری علت:

اس روایت بنیادی راوی 'خالد بن مخلد' ہے جو کہ اپنی ذات کے اعتبار سے توصدوق ہے لیکن یہ شیعہ رافضی راوی ہے اور اس سے منکر روایات بھی منقول ہیں۔

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں !

'امام ابو داؤدؒ کہتے ہیں یہ صدوق ہے پر شیعہ ہے، امام احمدؒ کہتے ہیں اس سے منکر روایات منقول ہیں، امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں اس کی روایات لکھی جائیں گی لیکن ان سے استدلال نہیں کیا جا سکتا، ابن سعدؒ کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے اور یہ انتہا پسند شیعہ تھا، (ذھبیؒ) کہتے ہیں ابن عدیؒ نے اس کے حوالے سے دس روایات نقل کی ہیں جو منکر ہیں، (مزید فرماتے ہیں) اس سے منفرد روایات منقول ہیں، (پھر ذھبیؒ اُس کی بخاری میں نقل کی گئی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں) یہ روایت انتہائی غریب ہے اگر بخاری کی عظمت پیش نظر نہ ہوتی تو یہ خالد کی نقل کردہ منکر روایت ہوتی'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 2، صحفہ 484،483)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری میں خالد کی جو روایت آئی ہے وہ غریب ہے، اور اس بات سے یہ استدلال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ یہ بخاری کا راوی ہے تو اس کی روایت کو مطلقاً قبول کیا جائے گا۔

امام ذھبیؒ، خالد بن مخلد پر آخری حکم لگاتے ہوئے لکھتے ہیں !

'امام ابو داؤدؒ کہتے ہیں یہ صدوق شیعہ ہے، امام احمدؒ کہتے ہیں اس سے منکر روایات مروی ہیں'۔

(الکاشف (عربی)، جلد 1، صحفہ 368)

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'خالد صدوق شیعہ راوی ہے اور اس سے متفرد احادیث مروی ہیں'۔

(تقریب التہذیب(اردو)، جلد 1، صحفہ 233)

ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ خالد بن مخلد رافضی شیعہ راوی ہے، اس سے منکر روایات منقول ہیں، یہ منفرد روایات بھی بیان کرتا ہے، اور اس روایت کو بیان کرنے میں بھی منفرد ہے۔

اہلسنت کے اصولِ حدیث کے مطابق شیعہ راوی کی وہ روایت جو اس کے مذہب کو تقویت دے باطل ہوتی ہے۔

اور ہم یہ اصول بھی بیان کر چکے کہ صدوق راوی اگر منفرد روایت بیان کرئے تو وہ منکر ہوتی ہے اور خالد کے بارے میں تو تصریح بھی ہے کہ یہ منکر روایات بیان کرتا ہے۔

ان تمام دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ روایت موضوع ہے اور اس کو بطورِ حجت قبول کرنا جائز نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوش ہونا

روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے، اس پر روافض ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خوشی کا اظہار کیا۔

روایت کچھ یوں ہے!

سند:

'اخبرنا ابوبکر محمد بن محمدبن علی بن کرتیلا، انا محمد بن علی المقری، انا احمد بن عبداللہ السوسنجردی، انا ابو جعفراحمد بن ابی طالب علی بن محمد الکاتب، انا ابی، انا محمد بن مروان بن عمر السعیدی، اخبرنی جعفر بن احمد بن معدان،نا الحسن بن جهور،ونا المدائنی، عن مسلمة بن محارب قال، قال عبداللہ ابن عباس'

متن:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صلح کے بعد میں پہلی مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

پاس گیا تو انہوں نے کہا، خوش آمدید اے ابن عباس رضی اللہ عنہ میرے اور کسی شخص (علی رضی اللہ عنہ) کے درمیان فتنہ ابھی اتنا نہیں بڑھا تھا کہ اس کی دوری کی وجہ سے تم مجھے اور زیادہ عزیز اور محبوب ہو گئے ہو، اللہ کا شکر ہے کہ جس نے علی رضی اللہ عنہ کو موت دے دی، تو میں (ابن عباس رضی اللہ عنہ) نے کہا اے معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ کو اس کی لکھی ہوئی تقدیر پر ملامت مت کرو اور اس بات کے علاوہ کوئی بات کرو تو اچھا ہے، تم میرے چچا کے بیٹے کے بارے میں ایسی بات نہ کرو تو میں تمہارے چچا کے بیٹے کے بارے میں بھی خاموش رہوں گا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھیک ہے۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 29، صحفہ 288،287)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند میں پانچ علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا مرکزی راوی 'مسلمہ بن محارب' مجہول الحال ہے، اور اس کا سماع بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں۔

امام بخاریؒ نے اس کے ترجمہ میں اس کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے جو یہ اپنے باپ سے

نقل کرتا ہے، لکھتے ہیں!

'مسلمة بن محارب عن ابیه،ان معاویه کتب الی زیاد'۔

(تاریخ الکبیر للبخاری(عربی)، جلد 7، صحفہ 387)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راوی کا خود کا سماع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں اور اس راوی کو صرف ابن حبانؒ نے اپنی الثقات میں شامل کیا ہے جو کہ اس کی ثقاہت ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں کیونکہ امام ابن حبانؒ راویوں کی توثیق کرنے میں متساہل ہیں۔

دوسری علت:

اس روایت میں مسلمہ سے روایت کرنے والا 'مدائنی' کون ہے اس بات کا تعین نہیں ہو سکا۔

تیسری علت:

اس روایت کا راوی 'حسن بن جھور' مجہول العین ہے، اس کا ترجمہ بھی اسماء ورجال کی کسی کتاب میں موجود نہیں۔

چوتھی علت:

اس روایت کا راوی 'جعفر بن احمد بن معدان' مجہول العین ہے۔

پانچویں علت:

اس روایت کا راوی 'محمد بن مروان بن عمر السعیدی' بھی مجہول العین ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا سلسلہ ہی مجہولین کا ہے اور اس کا متصل ہونا ممکن نہیں، اس روایت کو گھڑنے کا ذمہ دار انہیں مجہول راویوں میں سے کوئی ایک ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مداح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی زبانی:

جبکہ اس کے برعکس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا صحیح سند سے جو قول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

سند:

'اخبرنی عبدالملک المیمونی قال، ثنا ابو سلمۃ قال،ثنا عبداللہ بن مبارک ،عن معمر ، عن ھمام بن منبہ، سمعت ابن عباس'

متن:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ حکومت کے لئے بہتر کسی کو نہیں پایا، آپ رضی اللہ عنہ کو تمام لوگوں نے حد درجہ سخی اور کشادہ دل پایا، آپ تنگ نظر، تنگ دل اور متعصب نہیں تھے۔

(کتاب السنۃ لابی خلال (عربی)، جلد 1، روایت 677)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سبھی لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پسند کرتے تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہترین حکمران تھے۔

اور اس کے برعکس جو روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوشی کا اظہار کیا وہ موضوع ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا چاہتے تھے

بعض روافض یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا چاہتے تھے، اور اپنے اس بہتان کو ثابت کرنے کے لئے ایک روایت کا سہارا لیتے ہیں، روایت کچھ یوں ہے کہ !

سند:

'حدثنی حرملة قال، اخبرنا ابن وہب، عن ابن لهيعة، عن یزید بن ابی حبیب قال، اقام عبداللہ بن سعد'

متن:

یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رضائی بھائی) عسقلان چلے گئے، انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے سے انکار کر دیا، اور کہا میں ایسے شخص کے ساتھ کیسے رہ سکتا ہوں جس کے بارے میں

مجھے معلوم ہے کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا خواہشمند تھا، پھر وہ وفات تک وہیں (عسقلان میں) رہے۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ للفسوی (عربی)، جلد 1، صحفہ 254)

(تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر (عربی)، جلد 29، صحفہ 42)

اسناد کا تعاقب:

یہ روایت مرسل ہے کیونکہ 'یزید بن ابی حبیب' ارسال کرتا ہے اور اس نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سراح رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا۔

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'پانچویں طبقہ کا ثقہ فقیہ راوی ہے اور ارسال کرتا ہے'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 2، صحفہ 311)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یزید بن حبیب ارسال کرتا ہے اور یہاں بھی ارسال کر رہا ہے کیونکہ اس نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سراح رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں کیا اور نہ ہی ان کا زمانہ پایا۔

حضرت عبداللہ بن ابی سراح رضی اللہ عنہ کی وفات:

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سراح رضی اللہ عنہ کی وفات کے بارے میں مختلف اقوال ہیں اور راجح قول یہی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فوت ہوئے۔

امام ابن عساکرؒ نقل کرتے ہیں!

'(ایک قول نقل کرتے ہیں کہ)عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں 59 ہجری میں فوت ہوئے،(اور ایک قول نقل کرتے ہیں) کہ 66 ہجری میں فوت ہوئے'۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 29، صحفہ 42)

امام ذھبیؒ نقل فرماتے ہیں!

'امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں کہ ان کی وفات 59 ہجری میں ہوئی،(پھر امام ذھبیؒ خود فرماتے ہیں)اور اصح بات یہ ہے کہ ان کی وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی'۔

(سیر اعلام النُبلاء (عربی)، جلد 9، صحفہ 35)

اور ابن منظور لکھتے ہیں!

'عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کی وفات 36 ہجری میں عسقلان میں ہوئی، اور بعض کہتے ہیں رملہ میں 59 ہجری میں ہوئی، اور بعض کہتے ہیں کہ 66 ہجری میں ہوئی'۔

(مختصر تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 12، صحفہ 225)

امام ابن اثیرؒ فرماتے ہیں!

'عبداللہ بن سعد بن ابی سراح رضی اللہ عنہ عسقلان میں 36 ہجری میں فوت ہوئے، ایک قول ہے 59 ہجری میں ایک قول ہے حضرت امیر معاویہ کے دور کے آخر میں ایک قول ہے 66 ہجری میں (پھر فرماتے ہیں) اور اصح پہلی بات ہے (یعنی 36 ہجری میں)'۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (عربی)، جلد 3، صحفہ 156)

ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی سراح رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں 36 ہجری میں ہوئی، جیسا کہ امام ذھبیؒ اور امام ابن اثیرؒ نے صراحت فرمائی ہے کہ اصح بات یہ ہے کہ ان کی وفات 36 ہجری میں یعنی خلافتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی۔

یزید بن حبیب ابی کی پیدائش:

ملاحظہ فرمائیں یزید بن ابی حبیب کب پیدا ہوا۔

امام ذھبیؒ فرماتے ہیں!

'یزید بن ابی حبیب 50 ہجری کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں پیدا ہوا'۔

(سیر اعلام النُبلاء (عربی)، جلد 6، صحفہ 31)

امام ذھبیؒ ہی تاریخ الاسلام میں فرماتے ہیں!

'ابن لھیعہ کہتے ہیں یزید بن ابی حبیب تقریبا 53 ہجری میں پیدا ہوئے، لیث کہتے ہیں ہمارے شیخ (یزید بن ابی حبیب) حضرت امیر معاویہ کے دورِ حکومت میں پیدا ہوئے'۔

(تاریخ الاسلام للذھبی (عربی)، جلد 8، صحفہ 304)

ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید بن ابی حبیب 53 ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں پیدا ہوئے، تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ اپنے پیدا ہونے سے 17 سال پہلے انہوں نے حضرت عبداللہ بن ابی سراح رضی اللہ عنہ سے سماع کر لیا ہو؟

اگر کوئی حضرت عبداللہ بن ابی سراح رضی اللہ عنہ کی وفات 59 ہجری یا 66 ہجری میں مانتا ہے تو بھی یزید بن ابی حبیب کا 6 سال یا 13 سال کی عمر میں مصر سے عسقلان میں جا کر حضرت عبداللہ بن ابی سراح رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن ابی سراح رضی اللہ عنہ کی وفات کے بارے میں اصح قول وہی ہے جو امام ذھبیؒ اور امام ابن اثیرؒ نے بیان کیا کہ ان کی وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سنہ 36 ہجری میں ہوئی۔

پس ثابت ہوا کہ یہ روایت باطل ہے کیونکہ یزید بن ابی حبیب نے ارسال کیا ہے، اور ان کا سماع حضرت عبداللہ بن ابی سراح سے ثابت نہیں، اس لئے اس روایت کو دلیل بنا کر یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا چاہتے تھے بہتان سے زیادہ کچھ نہیں۔

معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دینا

بعض روافض ایک روایت بیان کر کے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی فرمادیا تھا کہ اگر تم معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے منبر کو دیکھو تو اسے قتل کر دینا، یہ روایت مختلف کتب میں 7 مختلف اسناد سے مروی ہے، ذیل میں اس روایت کی تمام اسناد کا تعاقب ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی سند:

'قال جندل بن والق، ثنا محمد بن بشر، ثنا مجالد، عن ابی الوداک، عن ابی سعید قال'

متن:

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قتل کر دینا۔

(تاریخ الاسلام للذھبی (عربی)، جلد 4، صحفہ 312)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کا راوی 'مجالد بن سعید ہمدانی' ضعیف اور شیعہ ہے اور اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یحییٰ بن معینؒ اور دیگر حضرات کہتے ہیں اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا، امام احمدؒ کہتے ہیں یہ راوی کوئی چیز نہیں، امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ قوی نہیں، اشج کہتے ہیں یہ شیعہ ہے، امام دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، امام بخاریؒ کہتے ہیں یحییٰ بن سعیدؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، فلاس کہتے ہیں یحییٰ بن سعید نے کہا کہ اگر تم مجالد کو کہو کہ یہ روایات شعبی کے حوالے سے مسروق کے حوالے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول بنادو تو وہ ایسا کردے گا (یعنی روایات کی اسناد بدل دے گا) خالد الطحان کہتے ہیں اس سے منکر روایات منقول ہیں'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 6، صحفہ 58،59)

امام ذھبیؒ اس پر الکاشف میں آخری حکم لگاتے ہوئے فرماتے ہیں!

'مجالد بن سعید کو ابن معینؒ نے ضعیف کہا ہے اور انسائیؒ کہتے ہیں یہ قوی نہیں'۔

(الکاشف (عربی)، جلد 2، صحفہ 239)

امام بخاریؒ نے بھی مجالد کو اپنی الضعفاء میں شامل کیا اور کہتے ہیں!

'یحییٰ بن سعید القطانؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، ابن مہدی کہتے ہیں اس سے روایت نہیں لی جائے گی، اور امام احمدؒ کہتے ہیں یہ کوئی شئے نہیں'۔

(کتاب الضعفاء للبخاری (عربی)، صحفہ 112)

امام ذھبیؒ اسی وجہ سے اس روایت کو نقل کرکے خود ضعیف فرماتے ہیں!۔

'اس میں مجالد ضعیف ہے'۔

(تاریخ الاسلام للذھبی (عربی)، جلد 4، صحفہ 313)

دوسری سند:

'اخبرنا ابو القاسم بن السمرقندی، انا ابو القاسم بن مسعدة، انا حمزة بن یوسف، انا ابو احمد بن عدی، انا علی بن العباس، نا علی بن المثنی، نا الولید بن قاسم، عن مجالد ، عن ابی الوداک، عن ابی سعید'

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 59، صحفہ 155)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں:

پہلی علت:

اس سند میں بھی 'مجالد بن سعید ' ہے جس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

دوسری علت:

اس کا راوی 'ولید بن قاسم 'ضعیف ہے اس سے استدلال جائز نہیں، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، ابن حبانؒ کہتے ہیں یہ ثقہ راویوں سے ایسی روایات نقل کرنے میں منفرد ہے جو اُن کی احادیث سے مشابہت نہیں رکھتی، اس لئے یہ اس حد سے نقل گیا ہے کہ اس سے استدلال کیا جائے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 7، صحفہ 150)

اور اس طُرق کو ابن جوزیؒ بھی اپنی 'الموضوعات' میں لائے اور فرماتے ہیں!

'ابو سعید کی حدیث میں مجالد ہے ابن مہدی اور امام احمدؒ اس کے بارے میں کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں ہے، یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں اس کی حدیث سے احتجاج نہیں کیا جائے گا، اور اس میں ولید بن قاسم

ہے جس کو یحییٰؒ نے ضعیف کہا ہے،اور ابن حبانؒ کہتے ہیں یہ ثقہ راویوں سے ایسی روایات نقل کرنے میں منفرد ہے جو اُن کی احادیث سے مشابہت نہیں رکھتی،اس لئے یہ اس حد سے نقل گیا ہے کہ اس سے استدلال کیا جائے'۔

(کتاب الموضوعات لابن جوزی (عربی)، جلد 2، صحفہ 26)

تیسری سند:

'نا محمد بن ابراہیم الاصبھانی، نا احمد بن الفرات، نا عبدالرزاق،انا جعفر بن سلیمان،عن علی بن زید، عن ابی نضرة،عن ابی سعید'

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 59، صحفہ 156)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں بھی دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کے راوی 'جعفر بن سلیمان' پر کلام ہے، کہ یہ شیعہ تھا اور اس کی کچھ روایات منکر ہیں،

جن سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں !

'یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید القطانؒ نے کہا ہے کہ اس کی روایات کو نقل نہیں کیا جائے گا انہوں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، ابن سعد کہتے ہیں یہ ثقہ ہے تاہم اس میں ضعف پایا جاتا ہے، اوراس میں تشیع بھی ہے، (امام ذھبیؒ کہتے ہیں) جعفر کی نسبت رفض کی طرف کی جاتی تھی، ابن حبانؒ نقل کرتے ہیں کہ جریر بن یزید نے اس سے پوچھا کیا تم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے ہو؟ تو اس نے کہا بُرا تو میں نہیں کہتا البتہ جسے چاہوں ناپسند کر سکتا ہوں تو کہتے ہیں یہ شخص رافضی ہے اور گدھے کی مثل ہے، محمد بن ابو بکر کہتے ہیں عبدالرزاق کے علاوہ جعفر کو کسی نے خراب نہیں کیا یعنی تشیع کے حوالے سے، (ذھبیؒ مزید لکھتے ہیں) اس کی نقل کردہ روایات زیادہ تر غیر مستند ہیں، یہ بعض روایات نقل کرنے میں منفرد ہے جن میں سے بعض منکر ہیں اور اس سے استدلال کرنے میں اختلاف کیا گیا ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 2، صحفہ 178 تا 180)

اس سب سے معلوم ہوتا ہے کہ جعفر بن سلیمان کی بیان کردہ بعض روایات منکر ہیں اور اس میں

تشیع تھا۔

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'علی بن زید' شیعہ اور ضعیف ہے اور اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ نقل فرماتے ہیں!

'یحییٰ بن معینؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، یحیی بن سعید القطانؒ، علی بن زید کی حدیث سے احتیاط کیا کرتے تھے، حماد بن زید کہتے ہیں علی بن زید حدیث کو الٹ پلٹ کر دیتا تھا، یزید بن زریع کہتے ہیں علی بن زید رافضی ہے، امام احمدؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، یحییٰ کہتے ہیں یہ قوی نہیں ہے، (مزید کہتے ہیں) یہ کوئی چیز نہیں ہے، احمد عجلی کہتے ہیں یہ شیعہ تھا اور قوی نہیں ہے، امام بخاریؒ و امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا، ابن خزیمہ کہتے ہیں اس کے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے میں اس سے استدلال نہیں کروں گا، (پھر امام ذھبیؒ نے اس کی نقل کردہ کچھ منکر روایات کو بیان کیا)'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 5، صحفہ 172 تا 174)

ان تمام جروحات سے ثابت ہوتا ہے کہ علی بن زید کی روایت قبول نہیں کی جا سکتی، اس لئے یہ طُرق

بھی باطل ہوا،اور امام ابن جوزیؒ نے اس طُرق کو بھی 'الموضوعات' میں شامل کیا ہے، فرماتے ہیں !

'اس طُرق میں علی بن زید ہے، امام احمدؒ ویحییٰؒ کہتے ہیں یہ کوئی شئے نہیں ہے، ابو حاتمؒ کہتے ہیں اس کو وہم ہوتا ہے اور خطا کرتا ہے اس لئے اس کو ترک کر دیا گیا، اور شعبہ کہتے ہیں یہ اختلاط کا شکار ہے'۔

(کتاب الموضوعات لابن جوزی(عربی)، جلد2، صحفہ26)

چوتھی سند:

' انا ابو احمد، انا علی بن عباس،نا عباد بن یعقوب، نا حکم بن ظهیر ،عن عاصم، عن زر، عن عبدالله بن مسعود'

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر(عربی)، جلد59، صحفہ156)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں بھی دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'عباد بن یعقوب' رافضی اور متروک الحدیث ہے اور اس سے منکر روایات منقول

ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اُس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یہ غالی شیعہ تھااور بدعتیوں کا سردار تھا،ابن خزیمہ کہتے ہیں ہمیں ایک ایسے شخص نے حدیث بیان کی جو اپنی روایت میں ثقہ ہے لیکن اپنے دین میں اس پر تہمت عائد کی گئی ہے،اوراس کا نام عباد ہے، (یعنی جو روایات عباد اپنے شیعہ مذہب کی تقویت میں نقل کرے ان میں قابلِ اعتماد نہیں) عبدان اہوازی نے ایک ثقہ راوی کا بیان نقل کیاہے کہ عباد صحابہ کرام کو بُرا کہتا تھا،ابن عدیؒ کہتے ہیں اس نے فضائل کے بارے میں ایسی روایات نقل کی ہیں جن کو میں منکر کہتا ہوں، صالح جزرہ کہتے ہیں عباد، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتاہے اور کہتاہے کہ اللہ کی شان کے لائق نہیں کہ وہ طلحہ وزبیر کو جنت میں داخل کرے جنہوں نے حضرت علی کی بیعت کرنے کے بعد ان سے لڑائی کی تھی، قاسم بن زکریا کہتے ہیں میں عباد کے پاس گیا وہ احادیث کا سماع کرنے والے کا امتحان لیتا تھا،اس نے پوچھا سمندر کو کس نے بنایاہے؟ میں نے کہا اللہ نے،اُس نے کہا ایسا ہی ہے،اسے کس نے بنایاہے؟ میں نے کہا آپ بتادیں اُس نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے بنایاہے،اُس نے پوچھا سمندر کو جاری کس نے کیاہے؟ میں نے کہا اللہ نے،اُس نے کہا ایسا ہی ہے،اُسے جاری کس نے کیا ہے؟ میں نے کہا جناب آپ ہی بتادیں،عباد نے کہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسکو جاری کیا ہے،عباد نے اپنے ساتھ

ایک تلوار لٹکار کھی تھی میں نے پوچھا یہ کس لیے ہے ؟ تو عباد نے کہا یہ میں نے تیار رکھی ہے تاکہ میں اس کے ذریعہ امام مہدی کے ساتھ مل کر لڑائی کروں،(قاسم بن زکریا کہتے ہیں) جب میں نے عباد سے وہ روایات سُن لی جو میں سننا چاہتا تھا تو میں پھر سے اس کے پاس گیا،اُس نے پھر سے پوچھا سمندر کو کس نے بنایا ہے ؟ میں نے جواب دیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے بنایا ہے اور حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے اسے جاری کیا ہے پھر میں کھڑا ہو کر وہاں سے بھاگ نکلا،اور عباد پیچھے سے چیخ کر کہتا رہا اس فاسق کو اللہ کے دشمن کو پکڑو اور قتل کر دو،ابن حبان رحؒ کہتے ہیں یہ شیعہ فرقہ کا داعی تھا اور اس نے مشہور راویوں کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں،اس کی وجہ سے یہ متروک قرار پایا،یہی وہ شخص ہے جس نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ 'جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دینا'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 4، صحفہ 62،63)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت عباد بن یعقوب ہی کی گھڑی گئی ہے اور ابن حبان رحؒ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ اسی کی نقل کردہ منکر روایت ہے،اور عباد رافضی شیعہ تھا اور منکر و موضوع روایات بیان کرتا تھا،اس لئے اس کی کسی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'حکم بن ظہیر' بھی منکرالحدیث ومتروک ہے،اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'اس نے عباد بن یعقوب سے روایات نقل کی ہیں،یحییٰؒ کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں ہے،دوسرے قول کے مطابق یہ کوئی چیز نہیں ہے،امام بخاریؒ کہتے ہیں یہ منکرالحدیث ہے،اور دوسرے قول کے مطابق محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے،(پھر اس کی نقل کردہ منکر روایات میں اسی روایت کا تذکرہ کیا کہ)اس نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبیﷺ نے فرمایا جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قتل کر دینا'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد2، صحفہ 388،389)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم بن ظہیر بھی متروک ہے اور اس کی روایت سے بھی استدلال جائز نہیں۔

امام ابن جوزیؒ نے اِس طُرق کو بھی 'الموضوعات' میں شامل کیا،لکھتے ہیں!

'ابن مسعود کی حدیث میں عباد بن یعقوب ہے جو کہ غالی شیعہ ہے،اور اس سے فضائل اہلبیت میں منکر روایات منقول ہیں،ابن حبانؒ کہتے ہیں یہ رافضیت کا داعی تھا اور اس نے مشہور راویوں کے حوالے سے منکر روایات بیان کی ہیں جس وجہ سے یہ ترک ہونے کا مستحق قرار پایا،اور دوسرا اس میں حکم بن ظہیر ہے،اس کے بارے میں یحییٰ کہتے ہیں یہ کوئی شئے نہیں،نسائیؒ کہتے ہیں متروک ہے،اور ابن حبانؒ کہتے ہیں ثقہ راویوں سے موضوع روایات نقل کرتا ہے'۔

(کتاب الموضوعات لابن جوزی(عربی)، جلد2، صحفہ26)

پانچویں سند:

'سليمان بن حرب، نا حماد بن زيدقال، قيل لايوب،ان عمرو بن عبيد ،روى عن الحسن ان رسول الله قال'

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر(عربی)، جلد59، صحفہ157)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں بھی دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کی پہلی علت اس کا مرسل ہونا ہے کیونکہ حسن بصریؒ تابعی ہیں اور انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ نہیں پایا۔

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'عمرو بن عبید' کذاب اور متروک الحدیث ہے اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ فرماتے ہیں!

'یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں اس کی روایت کو لکھا نہیں جائے گا، امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے، یونس کہتے ہیں یہ جھوٹ بولتا تھا، حمید بیان کرتے ہیں اس نے حسن بصری کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کی ہیں، امام دار قطنیؒ اور دیگر حضرات کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، عقیلی کہتے ہیں کہ سعید بن عامر کے سامنے عمرو بن عبید کا کسی چیز کے حوالے سے ذکر کیا کہ اُس نے یہ کہا ہے، تو انہوں نے کہا اس نے جھوٹ بولا ہے، وہ جھوٹ بولنے والوں اور گناہگار لوگوں میں سے ایک تھا، (ذھبیؒ کہتے ہیں) یحییٰ بن سعید القطان نے عمرو کو متروک قرار دیا ہے، حماد بن سلمہ کہتے ہیں کہ حمید نے مجھے کہا تم عمرو بن عبید سے استفادہ ہرگز نہ کرنا کیونکہ یہ حسن بصری کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتا

ہے، حماد بن زید کہتے ہیں میں نے ایوب سے کہا، عمرو بن عبید نے حسن بصری کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ 'جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دینا' تو ایوب نے کہا عمرو نے جھوٹ بولا ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 5، صحفہ 327 تا 330)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عمرو بن عبید کذاب راوی ہے اور اس روایت کے بارے میں ایوب سختیانیؒ نے صراحت کی ہے کہ یہ عمرو بن عبید نے یہ حسن بصری کی طرف جھوٹ منسوب کیا ہے۔

ابن جوزیؒ نے اِس طُرق کو بھی 'الموضوعات' میں شامل کیا لکھتے ہیں !

'حسن بصری کے طُرق میں عمرو بن عبید کذاب ہے، یہ عمرو نے جھوٹ بولا ہے، یحییٰ کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں، ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے، ابو جعفر عقیلیؒ کہتے ہیں نبی ﷺ سے یہ متن (یعنی یہ روایت کہ معاویہ کو منبر پر دیکھو تو قتل کر دینا) صحیح سند سے ثابت نہیں اور نہ ہی ایسی کوئی چیز ثابت ہے'۔

(کتاب الموضوعات لابن جوزی (عربی)، جلد 2، صحفہ 26)

چھٹی سند:

'حدثنی الحسن محمد بن الخلال قال، حدثنا یوسف بن ابی حفص الزاهد قال،حدثنا محمد بن اسحاق الفقیہ قال، حدثنی ابو النضر الغازی قال، حدثنا الحسن بن کثیر قال،حدثنا بکر بن ایمن القیسی قال، حدثنا عامر بن یحییٰ الصریمی قال،حدثنا ابوالزبیر ، عن جابر قال،قال رسول اللہ'

(تاریخ بغداد(عربی)، جلد2، صحفہ 73)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند کے بارے میں امام خطیب بغدادیؒ خود ہی فرماتے ہیں!

'میں نے یہ روایت اِس سند کے علاوہ کسی سند سے نہیں لکھی،اور اس سند میں محمد بن اسحاق شاموخ اور ابوزبیر کے درمیان کے تمام راوی (یعنی ابوالنظر، حسن بن کثیر، بکر بن ایمن اور عام بن یحییٰ) مجہول ہیں۔

(تاریخ بغداد(عربی)، جلد2، صحفہ 73)

اور امام ابن عساکرؒ اس روایت کو نقل کر کے خطیبؒ کا یہی قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں!

'اور محمد بن اسحاق شاموخ کی احادیث میں کثیر روایات منکر ہیں'۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر(عربی)، جلد59، صحفہ 158)

اور امام ابوالفضل عبدالرحیم بن حسین عراقیؒ 'عامر بن یحییٰ الصریمی' کے ترجمہ میں یہی روایت نقل کر کے لکھتے ہیں!

'اس نے ابی زبیر عن جابر سے مرفوعاً روایت نقل کی ہے کہ معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دینا، بکر بن ایمن سے روایات نقل کرتا ہے، امام خطیبؒ کہتے ہیں یہ مجہول ہیں، اور یہ حدیث منکر ہے'۔

(ذیل میزان الاعتدال (عربی)، صحفہ 222)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ مجہولین کا ہے اور یہ روایت انہیں مجہولین میں سے کسی نے گھڑ کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی منسوب کی ہے، اس لیے یہ سند بھی باطل اور منکر ہے اور اس سے بھی استدلال جائز نہیں۔

ساتویں سند:

'حدثنی ابراہیم العلاف البصری قال ، سمعت سلاماً ابا المنذر یقول،قال عاصم بن بھدلة، حدثنی زر بن حبیش، عن عبداللہ بن مسعود قال ، قال رسول اللہ'

(انساب الاشراف (عربی)، جلد 5، صحفہ 137)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کے راوی 'عاصم بن بہدلہؒ' صدوق ہیں پر ان کی روایت پر کلام کیا گیا ہے، قراءتِ سبعہ کے قاری ہیں۔

امام بلخیؒ اُن کے ترجمہ میں لکھتے ہیں!

'ابو عبید کہتے ہیں، عاصم کی احادیث مضطرب ہیں، یہ آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا، اور صدقہ بن فضل کہتے ہیں عاصم مضطرب الحدیث ہے'۔

(قبول الاخبار و معرفۃ الرجال للبلخی (عربی)، جلد 2، صحفہ 105)

امام ابن سعدؒ اُن کے بارے میں کہتے ہیں!

'عاصم ثقہ ہے، لیکن یہ حدیث میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے'۔

(طبقات ابن سعد (عربی)، جلد 6، صحفہ 317)

امام ذھبیؒ اُن کے ترجمہ میں لکھتے ہیں!

'قراءت میں یہ ثبت ہے، اور علم حدیث میں ثبت سے کم درجہ کا ہے کیونکہ یہ سچا ہے لیکن وہم کا

شکار ہو جاتا ہے، یحییٰ القطان ؒ کہتے ہیں میں نے عاصم نامی جو راوی بھی پایا ہے اس کا حافظہ خراب ہی پایا ہے، ابن سعد کہتے ہیں یہ ثقہ ہے پر احادیث میں بکثرت غلطیاں کرتا ہے۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 4، صحفہ 35)

امام ابن حجرؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یعقوب بن سفیان کہتے ہیں یہ ثقہ ہے پر اس کی حدیث میں اضطراب ہے، ابن خراش کہتے ہیں اس کی روایت میں نکارت ہے، دار قطنیؒ اور عقیلیؒ کہتے ہیں اس کا حافظہ خراب تھا، حماد بن سلمہ کہتے ہیں آخری عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا'۔

(تہذیب التھذیب(عربی)، جلد 3، صحفہ 314تا316)

امام ابن حجرؒ مزید فرماتے ہیں!

'صدوق صاحبِ اوہام راوی ہے قراءت میں حجت ہے اور صحیحین میں اس کی روایت مقرونا آئی ہے'۔

(تقریب التہذیب(اردو)، جلد 1، صحفہ 413)

اوران کے شاگرد 'سلام ابوالمنذر' جو کہ خود صدوق ہیں پر ان کی روایت پر بھی کلام کیا گیا ہے۔

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'اس کی حدیث کی متابعت نہیں کی گئی'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 3، صحفہ 252)

ان سب دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ عاصم اپنی ذات کے اعتبار سے صدوق ہیں پر یہ اختلاط کا شکار ہو گئے تھے اور حدیث میں غلطیاں کرتے تھے اور ان کی حدیث میں اضطراب پایا جاتا ہے، اور ان کے شاگرد کی احادیث کی متابعت نہیں کی گئی۔

ان تمام وجوہات کی بناپر یہ روایت سخت ضعیف ہے بلکہ منکر ہے، اور اس کو دلیل بنانا جائز نہیں۔

اس متن کی دیگر تمام روایات جو مختلف اسناد سے مختلف کتب میں موجود ہیں ان سب کا دار و مدار ان 6 راویوں پر ہی ہے۔

1۔ مجالد بن سعید

2۔ ولید بن قاسم

3۔ علی بن زید

4۔ عباد بن یعقوب

5۔ حکم بن ظہیر

6۔ عمرو بن عبید

اور یہ تمام راوی کذاب، منکرالحدیث، رافضی شیعہ، اور سخت ترین ضعیف ہیں اس لئے ان راویوں کی روایت سے استدلال جائز نہیں اور اس متن کی روایت کسی ایک صحیح سند کے ساتھ بھی منقول نہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے بھی ان تمام روایات کو موضوعات میں شمار کیا ہے، لکھتے ہیں!

'(عباد بن یعقوب کا طُرق نقل کر کے کہتے ہیں) روایت موضوع ہے، عباد رافضی متروک، کذاب ہے، (مجالد اور علی بن زید کا طُرق نقل کر کے کہتے ہیں) مجالد اور علی کوئی شئے نہیں ہیں، (اور عمرو بن عبید کا طُرق نقل کر کے کہتے ہیں) اس میں عمرو کذاب ہے، (اور پھر عقیلیؒ کا قول نقل کرتے ہیں) نبی ﷺ سے یہ متن (یعنی یہ روایت کہ معاویہ کو منبر پر دیکھو تو قتل کر دینا) ثابت نہیں'۔

(اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ(عربی)، جلد 1، صحفہ 424،425)

اور جیساکہ ہم اوپر امام عقیلیؒ کی صراحت دکھا چکے ہیں کہ اس متن کی تمام روایات باطل ہیں جیساکہ

ابن جوزیؒ نے نقل فرمایا!

ابو جعفر عقیلیؒ کہتے ہیں نبی ﷺ سے یہ متن (یعنی یہ روایت کہ معاویہ کو منبر پر دیکھو تو قتل کر دینا) صحیح سند سے ثابت نہیں اور نہ ہی ایسی کوئی چیز ثابت ہے'۔

(کتاب الموضوعات لابن جوزی (عربی)، جلد 2، صحفہ 26)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت کہ (معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دینا) موضوع ہے، اور اس کا ایک طُرق بھی صحیح نہیں اس لئے اس روایت کو دلیل بنا کر یہ کہنا کہ نبی ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسے الفاظ کہے کسی صورت جائز نہیں۔

ممکن ہے کچھ رافضی کہیں کہ اہلسنت کے اصولِ حدیث کے مطابق کثرتِ طُرق سے روایت کا ضعف ختم ہو جاتا ہے اور روایت حسن درجہ کی ہو جاتی ہے، تو یہ غلط فہمی بھی دور کرتے چلیں کہ کثرتِ طُرق سے فقط کم درجہ کی ضعیف روایت کا ضعف ختم ہوتا ہے نہ کہ ایسی روایت کا جس کی اسناد میں کذاب، شیعہ رافضی، منکرالحدیث، متروک الحدیث، مضطرب الحدیث راوی ہوں، بلکہ ایسی روایات کثرتِ طُرق سے مزید موضوع ہو جاتی ہیں، کیونکہ شر کی زیادتی سے شر بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا۔

جیسا کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ فرماتے ہیں !

'موضوع حدیث کسی طرح کار آمد نہیں ہے، اور کثرت طُرق کے باوجود اس کا عیب ختم نہیں ہو سکتا کیونکہ شر کی زیادتی سے شر مزید بڑھتا ہے، نیز موضوع، معدوم چیز کی طرح ہے، اور معدوم چیز نہ قوی ہو سکتی ہے نہ قوی بنائی جا سکتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف(اردو)، جلد 5، صحفہ 538)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موضوع روایت کثرت طُرق کے باوجود قوی نہیں ہو سکتی بلکہ کثرت طُرق سے یہ مزید موضوع ہو جاتی ہے، اس لیے اس روایت کو دلیل بنا کر یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دینا، بہتان کے سوا کچھ نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مال کی خاطر حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ کو قید کرنا

بعض روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مال کے لالچی تھے، اور انہوں نے حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مالِ غنیمت میرے پاس لے آؤ لیکن انہوں نے اس پر عمل نہ کیا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو قید کر دیا اور وہ وہیں فوت ہو گئے۔

اس روایت کی 3 اسناد ہیں، روایت کچھ یوں ہے!

پہلی سند:

'حدثنی ابوبکر بن بالویۃ، ثنا محمد بن احمدبن النضر، ثنا معاویہ بن عمرو،ثنا ابو اسحاق الفزاری، عن هشام، عن الحسن'

متن:

حسن کہتے ہیں کہ زیاد نے حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ کو خراسان کا والی مقرر کیا، ان لوگوں کے ہاتھ بہت سارا مالِ غنیمت لگا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی جانب (زیاد کے ذریعہ) پیغام بھجوایا کہ

پورا مال امیر المؤمنین (یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کے لئے رکھ لیا جائے، اور اس میں سے سونا اور چاندی اور کچھ بھی مسلمانوں میں تقسیم نہ کیا جائے، اس خط کے جواب میں حضرت حکم رضی اللہ عنہ نے زیاد کو خط لکھا 'اما بعد! تم نے خط میں لکھا ہے اور اس میں امیر المؤمنین کا تذکرہ کیا ہے، جبکہ میرے پاس امیر المؤمنین کے خط سے پہلے اللہ کی کتاب موجود ہے، میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کسی انسان پر زمین اور آسمان ڈال دیے جائیں، لیکن وہ آدمی اللہ سے تقویٰ اختیار کرے، تو اللہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی راہِ نجات بنا دیتا ہے والسلام'، اس کے بعد حضرت حکم رضی اللہ عنہ نے منادی کو حکم دیا کہ پورے شہر میں اعلان کر دو کہ کل صبح تمام لوگ اپنے مالِ غنیمت لینے میرے پاس آئیں، اگلے دن حضرت حکم رضی اللہ عنہ نے پورا مال لوگوں میں تقسیم کر دیا، حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر ناراض ہو کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر دیا اور قید میں ڈال دیا، اور وہ قید میں ہی فوت ہو گئے۔

(مستدرک الحاکم (اردو)، جلد 5، روایت 5869)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کا راوی 'ہشام بن حسان قردوسی' ثقہ ہے پر تدلیس کرتا تھا، اور اس روایت میں بھی

تدلیس کررہا ہے 'ھشام عن الحسن 'اور یہ تیسرے طبقہ کا مدلس ہے جب تک سماع کی تصریح نہ کرے اس درجہ کے راوی کی روایت قبول نہیں کی جاتی۔

امام ابن حجرؒ نے 'ہشام بن حسان 'کو اپنے مدلسین کے تیسرے طبقہ میں شامل کیا ہے۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 47)

اور تیسرے طبقہ کے مدلسین کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یہ وہ مدلسین ہیں جن کی (معنن) حدیث سے آئمہ نے احتجاج نہیں کیا، جب تک سماع کی تصریح نہ کریں ان کی (معنن) احادیث مطلقاً رد کی جاتی ہیں'۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 13)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ھشام کی یہ روایت قابل قبول نہیں کیونکہ یہ تدلیس کررہا ہے اور ایسا مدلس راوی جو درجہ دوم کا مدلس نہ ہو اور سماع کی تصریح نہ کرے اس کی 'معنن' مطلقاً رد ہوتی ہے اس سے احتجاج جائز نہیں۔

یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ مختلف کتب میں موجود ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، جلد 9، روایت 31303)

(بغیۃالباحث عن زوائد مسند الحارث (عربی)، صحفہ 689، روایت 673)

(الاستیعاب فی معرفۃالاصحاب (عربی)، جلد 1، صحفہ 357،358)

ان کتب میں بھی یہ روایت 'ھشام' کی سند سے ہی ہے، اوران میں بھی تدلیس کررہا ہے 'ہشام عن الحسن' اور 'ہشام عن ابن سیرین' اور سماع کی تصریح موجود نہیں اس لئے اس روایت سے استدلال جائز نہیں۔

دوسری سند:

'اخبرنا محمد بن حسین بن حفص الاشنانی، ثنا حسین بن حریث، ثنا اوس بن عبداللہ بن بریدہ، حدثنی سھل، عن ابیہ عبداللہ'

(الکامل فی ضعفاءالرجال (عربی)، جلد 2، صحفہ 329)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کی سند میں 'اوس بن عبداللہ بن بریدہ' ہے، یہ راوی متروک الحدیث ہے اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے بارے میں نقل کرتے ہیں!

'امام بخاریؒ کہتے ہیں فیہ نظر، امام دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ متروک ہے، امام احمد بن حنبلؒ نے اس کی روایت کو منکر کہا ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 1، صحفہ 375)

امام بخاریؒ اپنی الضعفاء میں اس کے بارے میں کہتے ہیں!

'اوس بن عبداللہ بن بریدہ فیہ نظر'۔

(کتاب الضعفاء للبخاری (عربی)، صحفہ 132)

اور امام بخاریؒ جب کسی راوی کے بارے میں 'فیہ نظر' کہیں تو اس سے مراد راوی پر متروک و متہم کی جرح ہوتی ہے۔

جیسا کہ امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں!

'امام بخاریؒ اُس کے بارے میں فیہ نظر کہتے ہیں جو راوی متروک ہو'۔

(القول المسدد (عربی)، صحفہ 17)

اور امام ذھبیؒ فرماتے ہیں!

'امام بخاریؒ جب کسی راوی کو فیہ نظر کہیں اس سے مراد ان کے نزدیک اس راوی کا متہم ہونا ہوتا ہے'۔

(الکاشف للذھبی (عربی)، جلد 1، صحفہ 68)

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں!

'امام بخاریؒ اُس راوی کے بارے میں فیہ نظر کہتے ہیں جو متروک ہو'۔

(تدریب الراوی (عربی)، جلد 1، صحفہ 188)

ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس بن عبداللہ بن بریدہ متروک الحدیث روای ہے اور اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

دوسری علت:

اوس بن عبداللہ کا بھائی 'سھل بن عبداللہ بن بریدہ 'منکرالحدیث ہے ہے اس کے حالات ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اُس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'امام ابن حبانؒ کہتے ہیں یہ منکرالحدیث ہے اس کے حوالے سے اس کے بھائی اوس نے ایک منکر روایت نقل کی ہے،(امام ذھبیؒ کہتے ہیں) میں کہتا ہوں وہ روایت جھوٹی ہے، جو اس نے اپنے بھائی اور باپ کے حوالے سے نقل کی ہے'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 3، صحفہ 328)

امام ابن جوزیؒ اُس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے کہتے ہیں!

'امام ابن حبانؒ کہتے ہیں یہ منکرالحدیث ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین(عربی)، جلد 2، صحفہ 28)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ اوس بن عبداللہ بن بریدہ متروک الحدیث اور اس کا بھائی سھل بن عبداللہ بن بریدہ منکرالحدیث راوی ہے اور ان کی روایات سے استدلال جائز نہیں۔

تیسری سند:

'اخبرنا محمد بن ناصر قال، اخبرنا ابو الحسین بن مبارک بن عبدالجبار قال، اخبرنا ابو الحسن احمد بن عبداللہ الانماطی قال، اخبرناابو حامد بن حسین قال، اخبرنا احمد بن حارث بن محمد بن عبدالکریم المروزی قال، حدثنی جدی محمد بن عبدالکریم قال،اخبرنا الهیثم بن عدی قال،اخبرنا ہشام بن حسان الفردوسی قال ،حدثنا محمد بن سیرین قال'

(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم (عربی)، جلد 5، صحفہ 229)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کا راوی 'ہیثم بن عدی' کذاب ومتروک الحدیث ہے اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام بخاریؒ کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں ہے یہ جھوٹ بولتا تھا،یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں ہے جھوٹ بولتا تھا،امام ابوداؤدؒ کہتے ہیں یہ کذاب ہے،امام نسائیؒ اور دیگر حضرات نے کہا ہے یہ متروک الحدیث ہے،عباس دوری کہتے ہیں ہمارے اصحاب نے ہمیں یہ بات بتائی کہ ہیثم کی کنیز نے ہمیں یہ بتایا کہ میرا آقا رات کے زیادہ تر حصہ میں نماز ادا کرتا رہتا تھا اور جب صبح ہوتی تو وہ بیٹھ کر جھوٹ بولنا

شروع کر دیتا تھا'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 7، صحفہ 131،130)

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'امام بخاریؒ اور یحییٰؒ کہتے ہیں یہ کذاب ہے، امام ابو داؤدؒ اور امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ متروک ہے، امام نسائیؒ مزید کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے، امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے، امام عجلیؒ کہتے ہیں یہ کذاب ہے، امام ساجیؒ کہتے ہیں یہ کذاب ہے، امام حاکمؒ کہتے ہیں یہ ثقہ راوی سے منکر احادیث بیان کرتا ہے'۔

(لسان المیزان(عربی)، جلد 8، صحفہ 361تا363)

ان جروحات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہیثم بن عدی کذاب اور متروک الحدیث راوی ہے اور اس کی روایت کو دلیل بنانا جائز نہیں۔

اور اس واقعہ کے برعکس جو واقعہ صحیح سند سے منقول ہے وہ امام ابن عساکرؒ نے نقل کیا!

'قتادہ کہتے ہیں جب حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کا جوابی خط زیاد کے پاس پہنچا تو اس نے جوابی خط اور اپنے مکتوب کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، جب یہ مکتوب اور خط حضرت امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے سب کے سامنے زیاد کے خط کا تذکرہ کیا اور حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کے جواب کو بیان کیا کہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ نے مرکز کی طرف سے دی گئی ہدایات کے برعکس اموال غنائم میں سے خمس کو الگ کر کے باقی مال مجاہدین میں اس وقت تقسیم کر دیا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟ اس پر بعض نے کہا کہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ کو اس عمل کی وجہ سے صلیب پر چڑھایا جائے، بعض نے کہا ان کے اعضاء کاٹ دیے جائیں، بعض نے کہا جتنا مال انہوں نے تقسیم کیا ہے اس کا تاوان وصول کیا جائے، ان آراء کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ کتنے بُرے وزیر ہو، تم سے تو فرعون کے وزیر اچھے تھے، تم مجھے کہتے ہو کہ ایسے شخص کو سزا دوں اور اس کے اعضاء کاٹ دوں جس نے اللہ کے فرمان کو میرے حکم پر ترجیح دی، اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو میری بات پر مقدم رکھا، اس شخص (حضرت حکم رضی اللہ عنہ) نے بہت اچھا اور عمدہ کردار ادا کیا، اور اچھے عمل کا مظاہرہ کیا، (پھر قتادہ کہتے ہیں) یہ واقعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عمدہ مناقب میں شمار ہوتا ہے'۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 59، صحفہ 170)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جب حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کا جوابی خط پہنچا تو انہوں نے ان کو سزا دینے کی بجائے ان کی تعریف و مداح کی اور جن وزیروں

نے ان کو سزا دینے کا مشورہ دیا تو ان کی تذلیل کی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مال کا کوئی لالچ نہیں تھا اور نہ ہی وہ ظالم تھے اور نہ ہی انہوں نے حضرت حکم رضی اللہ عنہ کو قید کروایا، اور جن روایات میں ایسا کچھ ملتا ہے وہ سب روایات باطل ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قبر سے سیاہ غبار نکلنا

بعض روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جسم قبر میں سلامت نہیں کیونکہ ان کی قبر کو کھولا گیا تھا اور ان کی قبر سے جسم کی جگہ سیاہ غبار کی مانند دھاگا نکلا، اس پر بطورِ دلیل ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے کہ عباسی خلیفہ عبداللہ بن علی نے بنوامیہ کی دشمنی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قبر کو اکھیڑ دیا تھا تو ان کے جسم کی جگہ صرف سیاہ غبار کی مانند ایک دھاگا نکلا۔

واقعہ کچھ یوں ہے !

سند:

'قرات بخط ابی الحسن الرازی، حدثنی ابو العباس محمود بن محمد بن الفضل الرافقی، حدثنی محمد بن موسیٰ العمی ویعرف بحبش الصینی،حدثنی علی بن محمد بن سلیمان النوفلی قال، سمعت ابی یقول'

متن:

محمد سلیمان بن نوفلی کہتا ہے کہ جب عبداللہ بن علی سب سے پہلے دمشق میں داخل ہوا تو میں اس

کے ساتھ تھا وہ تلوار کے ساتھ دمشق میں داخل ہوا تھا اور اس نے آتے ہی تین گھڑی تک قتل و غارت کی، اور دمشق کی مسجد کو ستر دن تک اپنی سواریوں اور اونٹوں کا اصطبل بنائے رکھا، پھر اس نے بنوامیہ کی قبروں کو اکھیڑا اور اس نے معاویہ کی قبر میں غبار کی مانند صرف ایک سیاہ دھاگا پایا، اور اس نے عبدالملک بن مروان کی قبر کو بھی اکھیڑا اور ایک کھوپڑی پائی، اور وہ قبروں میں ایک ایک عضو پاتا تھا، ہشام بن عبدالملک کو اس نے صحیح سالم پایا، اس کی ناک کے سرے کے سوا کوئی چیز بوسیدہ نہیں تھی، عبداللہ نے اسے کوڑوں سے مارا حالانکہ وہ مردہ تھا، اور اسے کئی دن تک صلیب پر لٹکائے رکھا اور پھر اسے جلا دیا، اور اس کی راکھ کو کوٹ کر ہوا میں بکھیر دیا۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 53، صحفہ 127،126)

اس واقعہ کو امام ابن کثیرؒ نے بھی 'تاریخ ابن کثیر (اردو)، جلد 10، صحفہ 59،60' پر امام ابن عساکر کے حوالے سے ہی نقل کیا ہے۔

اسناد کا تعاقب:

اس واقعہ کی سند کے چاروں راوی محمود بن محمد بن فضل رافقی، محمد بن موسیٰ عمی، علی بن محمد بن سلیمان النوفلی، اور اس کا باپ محمد بن سلیمان نوفلی چاروں مجہول ہیں اور ان کی ثقاہت ثابت نہیں،

امام ابن عساکر نے ان کے ترجمہ میں کسی پر کوئی جرح وتعدیل نقل نہیں کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سبھی راوی مجہول ہیں۔

محمود بن محمد بن فضل رافقی یہ مجہول الحال ہے، اس کا ترجمہ امام ابن عساکرؒ نے تاریخ مدینہ دمشق (عربی)، جلد 57، صحفہ 127، 126 پر نقل کیا ہے۔

محمد بن موسیٰ عمی کا ترجمہ اسماء ورجال کی کسی کتاب میں موجود نہیں یہ راوی بھی مجہول الحال ہے۔

علی بن محمد بن سلیمان نوفلی کا ترجمہ اہلسنت رجال کی کسی کتاب میں موجود نہیں، البتہ شیعہ رجال کی کتاب 'المفید من معجم رجال الحدیث (عربی)، صحفہ 410 'پر اس کا ترجمہ موجود ہے اور وہاں بھی اسے مجہول لکھا گیا ہے۔

محمد بن سلیمان نوفلی یہ مجہول العین ہے، اس کا ترجمہ امام ابن عساکرؒ نے تاریخ مدینہ دمشق (عربی)، جلد 53، صحفہ 126 تا 128 پر نقل کیا ہے، اور شیعہ رجال کی کتاب 'المفید من معجم رجال الحدیث (عربی)، صحفہ 534' پر شیعہ زاکر نے اس کو بھی مجہول لکھا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سند کا سارا سلسلہ ہی مجہولین کا ہے، اور ان راویوں کی ظاہری و باطنی عدالت ثابت نہیں اور اس سند کے راویوں کو شیعہ بھی مجہول مانتے ہیں تو ایسی روایت کو کیسے قبول کیا

جا سکتا ہے؟

امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں!

'مجہول (راوی کی روایت) سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا'۔

(لسان المیزان (عربی)، جلد 1، صحفہ 198)

امام ابو عمرو بن الصلاحؒ فرماتے ہیں!

'اور وہ مجہول راوی جس کی ظاہری و باطنی عدالت ثابت نہ ہو اس کی روایت غیر مقبول ہوتی ہے'۔

(علوم الحدیث لابن الصلاح (عربی)، صحفہ 111)

امام احمد رضا خان بریلویؒ بھی ان سے یہی نقل فرماتے ہیں کہ!

'مجہول العین جس کو صرف ایک راوی نے روایت کیا ہے اسے اکثر نے رد کیا ہے، دوسرا وہ مجہول راوی جس کی ظاہری و باطنی عدالت دونوں ثابت نہ ہوں اسے جمہور نے رد کیا ہے'۔

(فتاویٰ رضویہ شریف (اردو)، جلد 5، صحفہ 445)

اس لئے ایسی روایات کہ جس کے تمام راوی مجہول ہوں اور ان کی عدالت ثابت نہ ہو سے استدلال

کرتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قبر کو اکھیڑا گیا اور ان کی توہین کی گئی حرام ہے، اور یہ روایت تو روافض کے اپنے رجال کے اصولوں پر بھی باطل ہے تو اس سے روافض بھی استدلال کیسے کر سکتے ہیں؟

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا گروہ جہنم میں

بعض روافض کا دعویٰ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا گروہ جہنمی ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا تم ان جو جنت کی طرف بُلاتے ہو وہ تم کو جہنم کی طرف، اس روایت کو پیش کر کے روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ نے جنگ صفین میں شہید کیا تھا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا گروہ جہنمی ہوا۔

اس روایت کو حدیثِ عمار بھی کہا جاتا ہے، یہ روایت مختلف کتب میں مختلف الفاظ کے ساتھ موجود ہے، جبکہ یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ کہ 'تقتله الفئة الباغية،يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار' صرف عکرمہ کی سند سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

صحیح بخاری میں یہ روایت 'خالد الحذاء عن عكرمہ' کی سند سے اس طرح منقول ہے کہ !

عکرمہ کہتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے اور اپنے بیٹے علی کو کہا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے احادیث سنو، ہم دونوں گئے تو دیکھا کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ ایک باغ کو

درست کر رہے ہیں، انہوں نے اپنی چادر سے کمر کو گھٹنوں تک لپیٹا اور بیٹھ کر احادیث سنانے لگے، حتیٰ کہ مسجد نبوی کی تعمیر کا ذکر آیا تو فرمایا، ہم ایک، ایک اینٹ اٹھاتے تھے جبکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو، دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کے جسم سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمانے لگے، افسوس عمار تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا عمار ان کو جنت کی طرف بلاتے ہیں اور وہ انہیں جہنم کی طرف بلاتے ہیں، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

(صحیح بخاری (اردو)، جلد 1، روایت 447)

(صحیح بخاری (اردو)، جلد 3، روایت 2812)

روایت کا تعاقب:

یہ دو جملے 'تقتله الفئة الباغية' یعنی 'تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا' اور 'يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار' یعنی 'تم ان کو جنت کی طرف بلاتے ہو اور وہ تمہیں جہنم کی طرف بلاتے ہیں' صرف عکرمہ کی روایت میں ہیں، کسی اور کی روایت میں یہ دونوں جملے اکٹھے نہیں ہیں، اور بخاری کی روایت میں 'تقتله الفئة الباغية' کے الفاظ زائد ہیں، اور یہ الفاظ بخاری کے قدیم قلمی نسخوں میں بھی موجود نہیں ہیں اور

اس کے بارے میں تصریحات موجود ہیں کہ امام بخاریؒ نے خود یہ الفاظ 'تقتله الفئة الباغية' بخاری سے مِٹا دیے تھے کیونکہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ صراحت کر دی تھی کہ انہوں نے خود یہ حدیث نبی ﷺ سے نہیں سُنی اور نہ ہی یہ زیادت، اس لئے اس روایت کے اندر اِدراج ہے اور یہ روایت مضطرب ہے، اس کا ذکر آگے کیا جائے گا۔

امام بخاریؒ نے صرف یہ الفاظ نقل کیے کہ نبی ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا 'افسوس عمار تم ان کو جنت کی طرف بلاتے ہو اور وہ تم کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں'۔

بخاری میں موجود الفاظ تقتله الفئة الباغية کی حقیقت:

صحیح بخاری کے قدیم قلمی نسخوں میں صرف ابن سعادۃ کا نسخہ موجود ہے اور اس نسخہ میں بھی ' تقتله الفئة الباغية' کے الفاظ موجود نہیں۔

اور جامعۃ الملک السعود کے قدیم نسخہ میں بھی یہ الفاظ 'تقتله الفئة الباغية' موجود نہیں۔

سب سے پہلے یہ الفاظ اس روایت کے اندر صحیح بخاری کے 'نسخہِ یونینیۃ' میں شامل کیے گئے اور ان الفاظ کے اوپر لکھ دیا گیا کہ 'ساقط' یعنی یہ الفاظ قدیم نسخوں میں موجود نہیں۔

(صحيح البخاری للنسخة اليونينية، دار طوق النجاۃ (عربی)، جلد 1، صحفہ 97)

اور پھر سلطان عبدالحمید نے نسخہ یونینیۃ کو مدِ نظر رکھ کر ایک نسخہ تیار کروایا جس کو 'نسخہِ السلطانیۃ' کہا جاتا ہے، اس نسخہ میں ان الفاظ کو روایت میں شامل کر کے نیچے حواشی میں لکھ دیا گیا کہ!

'تقتله الفئة الباغية ساقط عند ابى ذر، والاصيلى'

یعنی ابوذر ہروی اور اصیلی کے نسخہ میں 'تقتله الفئة الباغية' کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

(صحيح البخاري للنسخة السلطانية،دار التاصيل (عربی)، جلد 1، صحفہ 491)

اور امام مھلب بن ابی صفرہ تمیمیؒ کے نقل کردہ بخاری کے نسخہ میں بھی 'تقتله الفئة الباغية' کے الفاظ نہیں ہیں۔

(المختصر النصیح فی تھذیب الکتاب الجامع الصحیح (عربی)، جلد 1، صحفہ 324)

ان تمام کتب کے اصلی کتابی صحفات ویب سائیٹ پر دیکھیں: صحیح بخاری کے قدیم نسخے

اور آج بخاری کے جو نسخے رائج ہیں وہ نسخہِ سلطانیہ کو مد نظر رکھ کر ہی لکھے جاتے ہیں اور نسخہِ سلطانیہ میں حواشی میں جو وضاحتیں موجود تھیں اِن نسخوں میں اُن کو بیان نہیں کیا گیا، اسی لیے آج یہ الفاظ بخاری میں موجود ہیں اور لوگ ان الفاظ کو اسی حدیث کا حصہ سمجھتے ہیں۔

تقتله الفئة الباغية کے الفاظ بخاری میں زائد ہیں:

ذیل میں محدثین کی صراحت ملاحظہ فرمائیں کہ یہ الفاظ 'تقتله الفئة الباغية' بخاری میں زائد ہیں اور امام بخاریؒ نے یہ الفاظ نہیں لکھے یا لکھ کر خود ہی ان کو حذف کر دیا۔

امام محمد بن فتوح الحمیدیؒ (المتوفی 488ھ) اس روایت کو ان الفاظ کے بغیر نقل کر کے فرماتے ہیں!

'نبیﷺ نے فرمایا' ویح عمار یدعوھم الی الجنة ویدعونه الی النار' (پھر فرماتے ہیں) اس حدیث میں کچھ زیادت بھی مشہور ہو گئی ہے (یعنی تقتله الفئة الباغية) لیکن ان الفاظ کو امام بخاریؒ نے نہیں لکھا، ابو مسعود دمشقی اپنی کتاب میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث عبد العزیز بن المختار، خالد بن عبد اللہ الواسطی، یزید بن زریع، محبوب بن حسین اور شعبہ سے مروی ہے اور سبھی اسناد کا دار و مدار خالد الحذا عن عکرمہ پر ہے، اور امام بخاریؒ نے اس حدیث کے اندر اس زیادت کو نقل نہیں کیا، اور ہمارے نزدیک اس حدیث میں یہ زیادت بخاری کی حدیث کے علاوہ کسی حدیث میں نہیں ہے'۔

(الجمع بین الصحیحین البخاری و مسلم (عربی)، جلد 2، صحفہ 462،461)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حمیدیؒ کے مطابق بھی اس روایت میں باغی گروہ کے الفاظ زائد ہیں اور امام بخاریؒ نے ان کو نہیں لکھا، اور سبھی اسناد کا دار و مدار خالد بن مہران اور عکرمہ پر ہے۔ (اس کا

ذکر آگے آئے گا کہ اس میں عکرمہ کا اضطراب اور روایت میں اِدراج ہے)۔

امام ابن الدیبع الشافعیؒ اس حدیث کو تقتله الفئة الباغية کے الفاظ کے ساتھ نقل کر کے فرماتے ہیں !

'یہ بخاری نے نقل کی ہے اور تقتله الفئة الباغية کے الفاظ ذکر نہیں کیے'۔

(تیسیر الوصول الی جامع الاصول من حدیث الرسول (عربی)، جلد 3، صحفہ 278)

اس سے معلوم ہوا کہ امام ابن الدیبعؒ کے نزدیک بھی ان الفاظ کو امام بخاریؒ نے نقل نہیں کیا۔

امام ابن بطالؒ (المتوفی 449ھ) نے بھی بخاری کی شرح میں اس حدیث کو 'تقتله الفئة الباغية' کے الفاظ کے بغیر نقل کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اس روایت میں باغی گروہ کے الفاظ موجود نہیں۔

(شرح صحیح البخاری لابن بطال (عربی)، جلد 2، صحفہ 98)

امام محمد سفارینی حنبلیؒ (المتوفی 1188ھ) بھی اس حدیث کو باغی گروہ کے الفاظ کے بغیر نقل کر کے فرماتے ہیں !

'اور اس روایت کو یوں بھی بیان کیا جاتا ہے 'تقتله الفئة الباغية يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار' اور امام بخاریؒ نے اس زیادت یعنی تقتله الفئة الباغية کو نہیں لکھا، یہ روایت کہ تقتله الفئة الباغية صحیح مسلم

وغیرہ کی ہے'۔

(لوامع الانوار البھیۃ وسواطع الاسرار(عربی)، جلد 2، صحفہ 342)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام سفارینیؒ کے نزدیک بھی یہ الفاظ بخاری میں زائد ہیں اور یہ الگ الفاظ ہیں جو کہ مسلم وغیرہ کی حدیث میں ہیں جن میں جنت اور جہنم کی طرف بلانے کا ذکر نہیں ہے۔

امام مزیؒ (المتوفی 442ھ) بھی اس حدیث کو باغی گروہ کے الفاظ کے بغیر نقل کر کے فرماتے ہیں!

'اس حدیث میں 'تقتله عمار الفئة الباغية' کے الفاظ نہیں ہیں'۔

(تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف(عربی)، جلد 3، صحفہ 427)

امام بیہقیؒ بھی اس روایت کو نقل کر کے کہتے ہیں!

'یہ روایت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں نقل کی اور 'تقتله الفئة الباغية' کے الفاظ نہیں لکھے'۔

(دلائل النبوۃ(عربی)، جلد 2، صحفہ 546)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ صحیح بخاری کی اس روایت میں 'تقتله الفئة الباغية' کے الفاظ غیر محفوظ ہیں اور امام بخاریؒ نے ان الفاظ کو نقل نہیں کیا، اور یہ الفاظ راوی کی زیادت ہیں۔

یدعوھم الی الجنة ویدعونه الی النار کے الفاظ کا معنی:

بخاری کی اس حدیث کہ 'نبی ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دو دو اینٹیں اٹھاتے دیکھ کر فرمایا افسوس عمار کہ تم ان کو جنت کی طرف بلاتے ہو اور وہ تم کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں' کا مفہوم ملاحظہ فرمائیں۔

اس روایت کے بارے میں محدثین میں دو آراء ہیں، بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث خوارج کے بارے میں ہے اور بعض کہتے ہیں یہ کفارِ مکہ کے بارے میں ہے،اور محدثین نے اس بات کی صراحت بھی کی ہے کہ یہ روایت کسی صحابی کے بارے میں بلکل نہیں ہے۔

خوارج کے متعلق ہونے کی رائے:

امام ابن بطالؒ فرماتے ہیں!

'امام مھلب کہتے ہیں یہ فرمان کہ 'یدعوھم الی الجنة ویدعونه الی النار' یہ خوارج کے بارے میں ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو خوارج کی طرف بھیجا تھا تاکہ خوارج ان کی جماعت میں شامل ہو جائیں،اور یہ فرمان کسی صحابی (یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کے بارے میں نہیں ہے،اور بعض مفسرین جو کہ اصحابِ رسول ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت

عمار رضی اللہ عنہ کو خوارج کی طرف بھیجا تھا تاکہ وہ ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں شامل ہونے کا کہیں'۔

(شرح صحیح البخاری لابن بطال (عربی)، جلد 2، صحفہ 99،98)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض محدثین کا گمان اس حدیث کے بارے میں یہ ہے کہ یہ حدیث خوارج کے بارے میں ہے کیونکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں آنے کی دعوت دی لیکن خوارج حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف بلاتے تھے۔

کفارِ قریش کے متعلق ہونے کی رائے:

امام ابن حجر عسقلانیؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

'یہ کسی صحابی کے بارے میں نہیں ہے اور ممکن ہے کہ اس سے مراد کفارِ قریش ہیں (کیونکہ صحابہ کفار کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور کفار مسلمانوں کو کہتے تھے کہ ہمارے دین میں واپس آجاؤ) جیسا کہ بعض صریح شروحات سے معلوم ہوتا ہے'۔

(فتح الباری بشرح صحیح البخاری (عربی)، جلد 1، صحفہ 646)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابن حجرؒ کے نزدیک اس روایت میں جہنم کی طرف بلانے والے سے

مراد کوئی صحابی نہیں بلکہ کفارِ قریش ہیں۔

تقتله الفئة الباغية کے الفاظ راوی کا اِدراج ہیں:

امام ابن حجرؒ اس روایت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

'اور اس حدیث میں یہ زائد الفاظ 'تقتله الفئة الباغية' حمیدی نے اپنی جامع میں نقل نہیں کیے اور کہا ہے کہ امام بخاریؒ نے ان کو ذکر نہیں کیا، میں (ابن حجرؒ) کہتا ہوں کہ امام بخاریؒ نے ان الفاظ کو خود مِٹادیا تھا کیونکہ اس کی وجہ ایک بہت گہرا نقطہ تھا اور وہ یہ کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ اعتراف کیا کہ انہوں نے یہ زیادت (تقتله الفئة الباغية) نبی ﷺ سے نہیں سنی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں ادراج ہے'۔

(فتح الباری بشرح صحیح البخاری (عربی)، جلد 1، صحفہ 646)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابن حجرؒ کے نزدیک بھی امام بخاریؒ نے اِن الفاظ کو بخاری سے مِٹادیا تھا کیونکہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے صراحت کردی کہ انہوں نے یہ حدیث نبی ﷺ سے خود نہیں سُنی (جیساکہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے) اس لئے باغی گروہ والی زیادت کو امام بخاریؒ نے نقل نہیں کیا، اور یہ الفاظ بخاری کی روایت میں اِدراج تھا۔

عکرمہ کی بیان کردہ حدیثِ عمار میں اضطراب:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام عکرمہ کی بیان کردہ 'حدیث عمار' میں اضطراب ہے، اور عکرمہ کی روایت میں اضطراب پایا جاتا ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبلؒ نے صراحت فرمائی ہے، کہتے ہیں!

'عکرمہ مضطرب الحدیث ہے اور اس کی روایت میں اختلاف پایا جاتا ہے'۔

(سیر اعلام النُبلاء (عربی)، جلد 5، صحفہ 26)

اب اس روایت میں عکرمہ کا اضطراب ملاحظہ فرمائیں۔

یہی روایت جب عکرمہ سے امام حاکمؒ نے نقل کی اس میں جو الفاظ ہیں ملاحظہ فرمائیں!

سند:

'حدثنا ابواحمد الحسین بن علی التمیمی، حدثنا ابوالقاسم عبداللہ بن محمد البغوی، حدثنا ابوکامل الجحدری، حدثنا عبدالعزیز بن المختار، حدثنا خالد الحذاء، عن عکرمہ عن ابن عباس'

متن:

عکرمہ کہتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے اور اپنے بیٹے علی کو کہا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

کے پاس جاؤاوران سے خوارج کے متعلق احادیث سنو، ہم دونوں گئے تو حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ باغ میں کام کر رہے تھے، انہوں نے ہمیں دیکھا تو اپنی چادر درست کر کے ہم سے باتیں کرنے لگے، حتی کہ مسجد نبوی کی تعمیر کا ذکر آیا تو فرمایا، ہم ایک، ایک اینٹ اٹھاتے تھے جبکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو، دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے نبی ﷺ نے جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کے جسم سے مٹی جھاڑتے ہوئے بولے، اے عمار اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح تم ایک ایک اینٹ کیوں نہیں اٹھا رہے؟ تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں اللہ سے زیادہ اجر کا طلبگار ہوں تو نبی ﷺ نے فرمایا! اے عمار افسوس تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے، حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

(مستدرک الحاکم (اردو)، جلد 2، روایت 2653)

اس روایت سے تو ہر چیز ہی تبدیل ہو جاتی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر بھیجا کہ جا کر خوارج کے متعلق احادیث سنو پھر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ روایت سنائی، اب کیا کوئی رافضی اس روایت کے مطابق یہ کہے گا کہ نبی ﷺ کا یہ فرمان خوارج کے بارے میں تھا، اور خوارج نے ان کو قتل کیا، کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو خوارج کے متعلق احادیث سننے کو کہا تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے تب یہ روایت ان کو سنائی، اس لئے اس روایت سے بلکل واضح ہو

جاتاہے کہ عکرمہ کی روایت میں اضطراب ہے،اور روایت میں اِدراج کیا گیاہے۔

اب صحیح مسلم کی روایت ملاحظہ فرمائیں جس سے روزِروشن کی طرح یہ بات واضح ہو جائے گی کہ عکرمہ کی روایت مضطرب ہےاور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث خود نبی ﷺ سے نہیں سُنی،اور نہ ہی یہ واقعہ مسجدِ نبوی ﷺ کی تعمیر کے وقت کا ہے۔

امام مسلم ؒ نقل فرماتے ہیں!

'حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے ایک ایسے شخص نے خبر دی جو مجھ سے بہتر ہے(کسی اور صحابی نے)کہ رسول ﷺ نے جب آپ نے خندق کھودنے کا آغاز کیا تو عمار رضی اللہ عنہ سے ایک بات ارشاد فرمائی،آپ ﷺ نے عمار رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمانے لگے،سمیہ کے بیٹے کی مصیبت،تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا'۔

(صحیح مسلم (اردو)،جلد 5،حدیث 7320)

اس روایت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے 'حدیثِ عمار' خود نبی ﷺ سے نہیں سُنی بلکہ کسی اور صحابی سے سُنی،اور نہ ہی یہ واقعہ مسجدِ نبوی کی تعمیر کے وقت کا ہے بلکہ غزوہ خندق کے دوران یہ سب پیش آیا اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے زیادت بھی منقول

نہیں ہے، اِسی لیے امام بخاریؒ نے عکرمہ کی روایت سے 'تقتله الفئة الباغية' کے الفاظ کاٹ دیے۔

ثابت ہوتا ہے کہ 'تقتله الفئة الباغية' اور 'يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار' ایک ہی روایت کے الفاظ نہیں ہیں، اور جس روایت میں یہ دو جملے اکھٹے ہیں وہ روایت ہی عکرمہ کی وجہ سے مضطرب ہے۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ بخاری کی اس روایت میں اضطراب ہے اور 'تقتله الفئة الباغية' کے الفاظ اس میں زیادت واِدراج ہے اور کسی صحیح و مرفوع حدیث سے یہ دو جملے 'تقتله الفئة الباغية' اور 'يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار' اکھٹے ہونا ثابت نہیں، اور بخاری کی روایت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ کے جہنمی ہونے کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہ خوارج یا کفارِ مکہ کے بارے میں ہے، جیسا کہ محدثین کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے، اس لئے اس روایت کو دلیل بنا کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا گروہ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ جہنم کی طرف بلانے والے اور جہنمی ہیں، حرام ہے۔

فی زمانہ لفظِ باغی کا اطلاق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے جائز نہیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ کے بارے میں صرف باغی گروہ کے الفاظ ثابت ہیں اس

سے زیادہ کچھ نہیں، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کر کے ان کی بیعت کر لی تو اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر باغی لفظ کا اطلاق کرنا بھی جائز نہیں۔

اور فی زمانہ تو جب باغی کا معنی مُفسد ہو گیا ہے صحابہ میں سے کسی پر اس لفظ کا اطلاق حرام ہے۔

مولانا امجد علی اعظمیؒ فرماتے ہیں!

'عرفِ شرع میں بغاوت مطلقاً مقابلہِ امامِ برحق کو کہتے ہیں عناداً ہو خواہ اجتہاداً، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حسبِ اصطلاحِ شرع اِطلاق فئہ باغیہ آیا ہے، مگر اب کہ باغی بمعنی مفسد و معاند و سرکش ہو گیا اور دشنام سمجھا جاتا ہے، اب کسی صحابی پر اس کا اطلاق جائز نہیں'۔

(بہار شریعت (اردو)، حصہ اول، امامت کا بیان، صحفہ 260،259)

اس لئے فی زمانہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے لفظ باغی کا استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر علامہ عینیؒ کا اعتراض

بعض روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ اہلسنت کے امام علامہ عینیؒ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کا انکار کیا ہے اور ان پر تنقید کی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پتہ تھا کہ عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا تو ان کی خطاء کو اجتہادی کیسے کہا جا سکتا ہے حالانکہ حدیث ان کے سامنے تھی۔

یہ سب کہہ کر روافض علامہ عینیؒ کو آڑ بنا کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، ملاحظہ فرمائیں!

اعتراض:

علامہ غلام رسول سعیدیؒ نے علامہ عینیؒ کا قول نقل فرمایا ہے کہ!

(علامہ عینیؒ کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ حضرت امیر معاویہ کی خطاء کو اجتہادی خطاء کیسے کہا جائے گا؟ حالانکہ ان کو یہ حدیث پہنچ چکی تھی جس میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے افسوس ابن سمیہ کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی، ابن سمیہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

گروہ نے قتل کیا، کیا معاویہ رضی اللہ عنہ برابر سرابر ہونے پر راضی نہیں ہیں کہ ان کو ایک اجر ملے گا؟

(شرح صحیح مسلم (اردو)، جلد 7، صحفہ 791)

اعتراض کا جواب:

اس اعتراض کا جواب علامہ غلام رسول سعیدیؒ نے خود ہی یہ اعتراض نقل کر کے دیا ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدیؒ فرماتے ہیں!

'اللہ تعالیٰ، علامہ عینیؒ کی مغفرت فرمائے انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ جب ان کو یہ حدیث پہنچ چکی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا تھا کہ ان کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ نے ہی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا، اور ان کے قتل کے بعد تو نص صریح سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موقف کا حق ہونا واقع ہو گیا تھا حالانکہ اس کے بعد بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے موقف سے رجوع نہیں کیا، (علامہ غلام رسول سعیدیؒ جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں) علامہ عینیؒ کے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد پر کوئی اعتراض نہیں ہے، ہاں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حق ضرور واضح ہو گیا تھا، لیکن حضرت امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہاں بھی التباس اور اشتباہ ہو گیا، انہوں نے کہا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کا باعث حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لے لیتے تو جنگ کی نوبت ہی نہ آتی اور نہ ہی حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوتے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل صحیح نہیں ہے، لیکن یہ تاویل بھی ان کی اجتہادی خطاء پر مبنی تھی، علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری کے شروع میں خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مجتہد ہونے کا اعتراف کیا ہے وہ لکھتے ہیں، حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ نے قتل کیا تھا لیکن وہ مجتہد تھے اور اپنے ظن کی اتباع کرنے میں ان پر کوئی ملامت نہیں ہے، اگر تم یہ کہو کہ مجتہد جب صحیح اجتہاد کرے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور اگر غلط اجتہاد کرئے تو ایک اجر ملتا ہے تو یہاں کیا معاملہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے اقناعی جواب دیا ہے، اور صحابہ کے حق میں اس کے خلاف کہنا لائق نہیں ہے، کیونکہ اللہ نے صحابہ کی تعریف کی ہے اور ان کی فضیلت کی شہادت دی ہے، قرآن مجید میں ہے 'تم بہترین امت ہو' مفسرین نے بیان کیا ہے اس سے مراد صحابہ ہیں'۔

(شرح صحیح مسلم (اردو)، جلد 7، صحفہ 792،791)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ عینیؒ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی تنقید نہیں کی، بلکہ ان کے بارے میں یہ کہا کہ ان کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد رجوع کر لینا چاہیے تھا لیکن ان کو پھر

سے خطاء لاحق ہو گئی، اور علامہ عینیؒ نے خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک اجر ملنے کا ذکر بھی کیا ہے کہ ان کو ایک اجر ملے گا، اور یہ کہا ہے کہ ان کی شان میں گستاخانہ بات کرنا جائز نہیں، کیونکہ اللہ نے ان کی تعریف کی ہے اور ان کی فضیلت بیان کی ہے اور ان کو بہترین لوگ قرار دیا ہے۔

اس لئے روافض کا اس قول سے استدلال کرنا روافض کے اپنے پیروں پر کلہاڑی ہے کیونکہ علامہ عینیؒ خود کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اُن کے اجتہاد پر ایک اجر ملے گا اور ان کی شان میں کوئی نازیبا جملہ استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ قرآن میں اللہ نے تمام صحابہ کی تعریف کی ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا شراب پینا

بعض روافض حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر الزام لگاتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شراب پیا کرتے تھے، اس پر روافض ایک روایت پیش کرتے ہیں جو کچھ یوں ہے!

سند:

'حدثنا زید بن الحباب، حدثنی حسین، حدثنا عبد الله بن بریدة قال'

متن:

حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں، ایک مرتبہ میں اور میرے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے ہمیں بستر پر بٹھایا، پھر کھانا پیش کیا جسے ہم نے کھایا، (ثم اتینا بالشراب) پھر پینے کے لئے مشروب لایا گیا، جسے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیا پھر میرے والد کی طرف برتن بڑھایا، تو انہوں نے کہا (ما شربته منذ حرمه رسول الله) جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے میں نے اسے نہیں پیا، پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں قریش کا خوبصورت

ترین نوجوان تھا،اور سب سے عمدہ دانتوں والا تھا،مجھے دودھ یا اچھی باتیں کرنے والے شخص کے علاوہ اس سے بڑھ کر کسی چیز میں لذت محسوس نہیں ہوتی تھی۔

(مسند احمد (اردو)، جلد 10، حدیث 23329)

یہ روایت 'ما شربتہ منذ حرمہ رسول اللہ' کے الفاظ کے ساتھ منکر ہے،اور اس روایت میں شراب کا ذکر بھی نہیں ہے بلکہ لفظ ہے 'بالشراب' اور عربی میں یہ مشروب/پینے کو کہتے ہیں خواہ وہ پانی ہو شہد ہو یا دودھ ہو(اس پر بھی ہم ذیل بھی دلائل دیں گے)اور شراب کو عربی میں 'خمر' کہتے ہیں۔

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'زید بن حباب 'صدوق ہے پر یہ روایت میں غلطیاں کرتا ہے۔

امام ذھبیؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں یہ صدوق ہے، لیکن بکثرت غلطیاں کرتا ہے'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 3، صحفہ 152)

امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں !

'میں نے امام احمدؒ کو کہتے ہوئے سنا، زید بن حباب صدوق ہے، معاویہ بن صالح کی حدیث میں مضبوط ہے اور دیگر سے روایت کرنے میں کثیر غلطیاں کرتا ہے'۔

(سوالات ابی داؤد لامام احمد(عربی)، صحفہ 319)

عبداللہ اپنے والد امام احمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ !

'(امام احمدؒ کہتے ہیں) زید بن حباب صالح شخص ہے، لیکن یہ حدیث میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے'۔

(العلل و معرفۃ الرجال الاحمد روایۃ ابنہ عبداللہ(عربی)، جلد 2، صحفہ 96)

ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ زید بن حباب کی روایت میں بہت زیادہ غلطیاں پائی جاتی ہیں اور یہاں بھی اس سے خطا ہوئی ہے کیونکہ دوسری جگہ یہی روایت اسی سند کے ساتھ منقول ہے جس میں یہ الفاظ نہیں ہیں، وہ بھی ہم ذیل میں بیان کریں گے۔

دوسری علت:

اس روایت کے راوی 'حسین بن واقد' سے منکر روایات منقول ہیں،اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں یہ ثقہ ہے،امام احمدؒ نے اس کی بعض روایات کو منکر قرار دیا ہے اور اس کے تذکرہ پر اپنے سر کو حرکت دی گویا کہ وہ اس سے راضی نہ تھے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 2، صحفہ 358)

امام احمدؒ فرماتے ہیں!

'اس سے مناکیر منقول ہیں،اور عقیلیؒ فرماتے ہیں امام احمدؒ نے اس کی حدیث کو منکر قرار دیا ہے'۔

(موسوعۃ اقوال الامام احمد فی رجال الحدیث وعللہ (عربی)، جلد 1، صحفہ 273،272)

ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ متن منکر ہے اور اس میں راوی سے خطاء ہوئی ہے کیونکہ یہی روایت اسی سند سے مصنف ابن ابی شیبہ میں ان الفاظ کے ساتھ ہے کہ!

'حضرت عبداللہ بن بریدہؒ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے

انہوں نے میرے والد کو اپنے ساتھ (تخت پر) بٹھالیا، پھر کھانا لایا گیا ہم نے کھایا، (واتی بشراب فشرب) پھر مشروب لایا گیا ہم نے پی لیا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو جوانی میں مجھے لذیز لگتی تھی اور اب میں اس کو لیتا ہوں سوائے دودھ اور اچھی بات کے، کہ میں اب بھی انہیں لیتا ہوں'۔

(مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، جلد 9، روایت 31201)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اور ان کے والد نے وہ مشروب پی لیا تھا اور وہ دودھ تھا، نہ کہ شراب، اور ساتھ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسند احمد کی روایت میں راوی سے خطاء ہوئی ہے اور وہ متن منکر ہے جس میں اس مشروب کو حرام کہا گیا ہے۔

اب ملاحظہ فرمائیں کہ عربی میں 'الشراب' مشروب/پینے کو کہتے ہیں جس میں دودھ، پانی، شہید وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

'میں نے اپنے اس پیالے سے رسول اللہ کو (الشراب کلہ العسل، والنبیذ، والماء واللبن) ہر قسم کا مشروب پلایا ہے، شہد، نبیذ، پانی اور دودھ'۔

(صحیح مسلم(اردو)، جلد 4، حدیث 5237)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی میں 'الشراب 'یعنی مشروب ہر پینے والی چیز جیسے دودھ، پانی، شہید کو کہتے ہیں، اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں 'الشراب' سے شراب مراد لی جائے تو کیا کوئی صحیح مسلم کی اِس حدیث میں 'الشراب کلہ 'کا ترجمہ 'تمام قسم کی شرابیں' کرنے کی ہمت کر سکتا ہے؟

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ !

'حضرت جریرؒ کہتے ہیں حضرت ابن شبرمہؒ (لا یشرب الا الماء واللبن) پانی اور دودھ کے علاوہ کوئی مشروب نہیں پیتے تھے'۔

(سنن نسائی(اردو)، جلد 7، روایت 5761)

اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ 'یشرب 'کا معنی مشروب/پینا ہے اور یہ شراب کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شراب نہیں پی بلکہ انہوں نے دودھ پیا تھا، اس لئے یہ کہنا کہ وہ شراب پیتے تھے جہالت و تعصب کے سوا کچھ نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوش ہونا

بعض روافض کہتے ہیں کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی تو وہ بہت خوش ہوئے کہ آج حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے، روافض بطورِ دلیل یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ !

سند:

'وحدث محمد بن جرير الطبرى، عن محمد بن حميد الرازى، عن على بن مجاہد،عن محمد بن اسحاق، عن الفضل بن عباس بن ربيعةقال'

متن:

فضل بن عباس کہتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی تو اہل خضراء نے بھی تکبیر کہی، تو فاختہ بنت قرظۃ آئیں اور کہا امیر المؤمنین آپ کس بات پر خوش ہیں کہ تکبیر کہہ رہے ہیں تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا 'حسن بن علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں' جب اس کی خبر حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ کیا آپ کو پتہ ہے کہ حسن بن علی فوت ہو گئے ہیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کیا اِسی وجہ سے تکبیر کہہ رہے ہو؟ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا 'ہاں'۔

(مروج الذھب للمسعودی (عربی)، جلد 3، صحفہ 8)

یہ واقعہ امام دمیریؒ نے 'وفیات الاعیان (عربی)، جلد 2، صحفہ 66' اور ابن خلکانؒ نے 'حیاۃ الحیوان (عربی)، جلد 1، صحفہ 81' پر ابن خلکانؒ کے حوالے سے مختلف الفاظ کے ساتھ بغیر سند کے نقل کیا ہے، یعنی اس واقعہ کی اصل مؤرخ مسعودی کی کتاب ہی ہے۔

اسناد کا تعاقب:

اس واقعہ کی سند میں چار علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'محمد بن حمید رازی' متروک الحدیث ہے اس کے حالات ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یہ ضعیف ہے، یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں اس نے بکثرت منکر روایات نقل کی ہیں، امام بخاریؒ کہتے ہیں فیہ نظر (اور یہ جملہ امام بخاریؒ متروک راوی کے بارے میں استعمال کرتے ہیں)، امام ابوزرعہ نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے، فضلک رازی کہتے ہیں میرے پاس ابن حمید کی بیان کردہ پچاس ہزار احادیث ہیں لیکن میں ان میں سے ایک حرف بھی روایت نہیں کرتا، محمد بن شاذان کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ ابن حمید کذاب ہے، صالح جزرہ کہتے ہیں ہم ابن حمید کو ہر حدیث میں متہم قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ لوگوں سے احادیث حاصل کرتا تھا اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ تبدیل کر دیتا تھا، ابن خراش کہتے ہیں اللہ کی قسم ابن حمید جھوٹ بولتا ہے، ابو علی نیشاپوری کہتے ہیں میں نے امام ابن خزیمہؒ سے کہا، اگر آپ ابن حمید سے بھی سند حاصل کر لیتے تو مناسب ہوتا کیونکہ امام احمدؒ نے اس کی تعریف کی ہے، تو انہوں نے جواب دیا، امام احمدؒ اس سے واقف نہیں تھے، اگر وہ اُس سے اُسی طرح واقف ہوتے جیسے ہم ہیں تو کبھی اس کی تعریف نہ کرتے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 6، صفحہ 149،148)

ان تمام جروحات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ راوی سخت ضعیف و متروک ہے اور اس کی بیان کردہ روایات منکر ہیں اس لئے اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'علی بن مجاہد' کذاب ہے، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اُس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'اس نے ابن اسحاق سے روایات نقل کی ہیں، یحییٰ بن ضریس نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے اور دیگر حضرات نے بھی اسی کا ساتھ دیا ہے (یعنی اسے کذاب قرار دیا ہے)، یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں یہ حدیث ایجاد کرتا تھا'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 5، صحفہ 199)

امام ذھبیؒ خود اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'علی بن مجاہد کذاب ہے'۔

(المغنی فی الضعفاء(عربی)، جلد 2، صحفہ 23)

امام ابن حجرؒ اُس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'نوویں طبقہ کا متروک راوی ہے'۔

(تقریب التہذیب(اردو)، جلد 1، صحفہ 644)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ 'علی بن مجاہد' بھی کذاب ہے اور اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

تیسری علت:

علی بن مجاہد (کذاب) کا محمد بن اسحاق سے سماع ثابت نہیں۔

امام ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں!

'یحییٰ بن ضریس کہتے ہیں علی بن مجاہد نے ابن اسحاق سے سماع نہیں کیا'۔

(کتاب الجرح والتعدیل(عربی)، جلد 6، صحفہ 205)

چوتھی علت:

اس روایت کا راوی 'محمد بن اسحاق' مدلس ہے اور تدلیس کر رہا ہے 'محمد بن اسحاق عن فضل بن عباس'، اور یہ چوتھے طبقہ کا مدلس ہے۔

امام ابن حجرؒ نے اس کو مدلسین کے چوتھے طبقہ میں شامل کیا ہے۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 51)

اور چوتھے طبقہ کے مدلسین کی 'معنن' کے بارے میں امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں!

'یہ وہ ہیں جن (کی معنن) کے بارے میں اتفاق ہے کہ ان کی حدیث سے ہرگز احتجاج نہیں کیا جاسکتا جب تک یہ سماع کی تصریح نہ کریں، یہ کثرت سے ضعفاء اور مجہولین سے تدلیس کرتے ہیں'۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 14)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے اور اس سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر خوش تھے جائز نہیں۔

کتاب مروج الذھب کی حقیقت:

اور اس کتاب 'مروج الذھب' کا مصنف 'مسعودی' بھی شیعہ ہے۔

شیعوں نے اس کو شیعہ مورخین میں شامل کیا ہے۔

جیسا کہ ملا باقر مجلسی، شیعہ علما کے نام بیان کرتے ہوئے کہتا ہے!

'اوران میں فاضل شیعہ شیخ علی بن حسین بن علی المسعودی ہیں جو کہ مروج الذھب کتاب کے مصنف ہیں'۔

(بحار الانوار (عربی)، جلد 55، صحفہ 299)

اور شیعہ زاکر محمد بن احمد بن ادریس حلبی بھی مسعودی کی اِسی کتاب 'مروج الذھب' سے ایک بات کا حوالہ نقل کرتے ہوئے کہتا ہے !

'جیسا کہ ابوالحسن علی بن الحسین المسعودی نے اپنی کتاب مروج الذھب اور معادن الجوہر میں کہا ہے، (پھر کہتا ہے) یہ ایک اچھی اور کثیر الفوائد کتاب ہے، اور یہ مصنف (یعنی مسعودی) ہمارے اصحاب میں سے ہے اور حق کا معتقد ہے'۔

(کتاب السرائر الحاوی لتحریر الفتاویٰ (عربی)، جلد 1، صحفہ 615)

شیعہ زاکر جواد العاملی بھی کہتا ہے کہ !

'اور علی بن حسین المسعودی جو کہ کتاب مروج الذھب کا مصنف ہے وہ شیعہ ہے'۔

(مفتاح الکرامۃ (عربی)، جلد 12، صحفہ 247)

ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف مسعودی بھی شیعہ ہے اور شیعوں نے اسے اپنے شیوخ میں شمار کیا ہے۔

اور ہم یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ یہ روایت سند کے اعتبار سے بھی موضوع ہے اس لئے اس روایت اور اس مصنف کی کتب کی کسی روایت سے ہر گز استدلال جائز نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلم خواتین کو لونڈیاں بنایا گیا

روافض، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کے مقرر کردہ گورنر نے مسلمان عورتوں کو قید کر کے ان کو لونڈیاں بنا کر بازار میں فروخت کیا، اس اعتراض پر جو دلیل دی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں!

سند:

'حدثنا زید بن الحباب قال، اخبرنا موسیٰ بن عبیدة قال، اخبرنی زید بن عبدالرحمٰن بن ابی سلامة ابو سلامة، عن ابی الرباب و صاحب لہ انہماسمعا ابا ذر'

متن:

ابوالرباب اور اس کا ایک ساتھی کہتا ہے کہ ہم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دعا مانگتے ہوئے سُنا تو ہم نے ان سے کہا آپ نے اس شہر میں نماز پڑھی ہم نے اس سے زیادہ قیام، رکوع اور سجدے کے اعتبار سے لمبی نماز نہیں دیکھی، جب آپ فارغ ہوئے تو آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی اور یوم البلاء

اور یوم العورۃ سے پناہ مانگی اس کی کیا وجہ ہے ؟ تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو چیز تمہارے لئے اجنبی ہے میں تمہیں اس کی خبر دیتا ہوں، یوم البلاء (مصیبت کا دن) تو اس دن مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے، اور یوم العورۃ (ستر کھولنے کا دن) سے مراد یہ ہے کہ بلاشبہ مسلمان عورتیں قید کی جائیں گی اور ان کی پنڈلیوں کو کھولا جائے گا اور ان میں سے جو موٹی پنڈلی والی ہو گی اس کو موٹی پنڈلی کی وجہ سے خرید لیا جائے گا میں نے اللہ سے دُعا کی ہے کہ میں وہ زمانہ نہ پاوں اور تم دونوں وہ زمانہ پاؤ گے راوی (ابو رباب) کہتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیرین بن ابی ارطاۃ کو یمن بھیجا اس نے مسلمان عورتوں کو قید کر کے بازار میں (فروخت کرنے کے لئے) کھڑا کیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، جلد 11، روایت 38771)

یہ روایت امام ابن عبد البرؒ نے بھی 'الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (عربی)، جلد 1، صحفہ 161' پر اسی سند سے نقل کی ہے۔

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند میں چار علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'زید بن حباب' جو کہ صدوق ہے البتہ اس کی روایات میں غلطیاں پائی جاتی ہیں اور جب یہ مجہول و ضعیف راویوں سے روایت کرے تو وہ روایت منکر ہوتی ہے۔

امام ذھبیؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یہ عبادت گزار ثقہ و صدوق ہے، امام احمدؒ فرماتے ہیں یہ ثقہ ہے لیکن بکثرت غلطیاں کرتا ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 3، صحفہ 152)

امام ابن حبانؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یہ خطاء کرتا ہے، جب یہ مشاہیر سے روایت نقل کرے تو اس کی حدیث کا اعتبار کیا جائے گا اور جب یہ مجہول راویوں سے روایت کرے تو وہ روایت منکر ہو گی'۔

(الثقات لابن حبان (عربی)، جلد 8، صحفہ 250)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زید بن حباب جب ضعیف راوی سے روایت کرے تو اس کی روایت منکر ہوتی ہے اور یہاں بھی یہ ضعیف راوی سے ہی روایت کر رہا ہے دوسری علت میں ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری علت:

اس روایت کا دوسرا راوی 'موسیٰ بن عبیدۃ' سخت ضعیف و منکرالحدیث ہے اس کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام احمدؒ فرماتے ہیں اس کی حدیث کو تحریر نہیں کیا جائے گا، امام نسائی اور دیگر حضرات کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، ابن عدیؒ کہتے ہیں اس کی روایات کا ضعیف ہونا واضح ہے، یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں ہے، ایک مقام پر فرمایا اس کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جائے گا، یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں یہ انتہائی ضعیف الحدیث ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 6، صفحہ 518)

امام ذھبیؒ خود اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'موسیٰ بن عبیدہ کا ضعیف ہونا مشہور ہے'۔

(المغنی فی الضعفاء (عربی)، جلد 2، صفحہ 335)

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'چھٹے طبقہ کا ضعیف راوی ہے'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 2، صحفہ 223)

امام ابن جوزیؒ نے بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کیا اور فرماتے ہیں!

'امام احمدؒ کہتے ہیں کہ موسیٰ بن عبیدہ کی حدیث کو لکھا نہیں جائے گا، امام یحییٰ کہتے ہیں اس کی حدیث سے احتجاج نہیں کیا جائے گا (مزید کہتے ہیں) یہ کذاب نہیں ہے لیکن اس کی احادیث منکر ہیں، امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے، اور علی بن جنید کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے، امام نسائیؒ اور دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین (عربی)، جلد 3، صحفہ 147)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ بن عبیدہ سخت ضعیف و منکر الحدیث راوی ہے اور اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

تیسری علت:

اس روایت کا راوی 'زید بن عبدالرحمٰن بن ابی سلامۃ' مجہول الحال ہے اس کا ترجمہ کسی کتابِ اسماء ورجال میں موجود نہیں۔

چوتھی علت:

اس روایت کا مرکزی راوی 'ابی الرباب' اور اس کا ساتھی 'صاحب لہ' دونوں مجہول ہیں، ان کا تعین بھی نہیں ہو سکا کہ یہ کون ہیں کیسے ہیں ثقہ ہیں یا ضعیف، آیا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے یا نہیں۔

یہ ابو الرباب، 'مطرف بن مالک القشیری' بھی نہیں ہے کیونکہ مطرف، حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ اور ابن ابی اوفی اور محمد بن سیرینؒ وغیرہ سے روایت کرتا ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں کرتا۔

ان تمام وجوہات کی بناء پر یہ روایت منکر و باطل ہے اور اس سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمان عورتوں کو باندی بنا کر فروخت کیا جاتا رہا کسی صورت جائز نہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں حرام کام ہونا اور حسن رضی اللہ عنہ کی موت کو مصیبت نہ سمجھنا

بعض روافض، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی موت کو مصیبت نہیں سمجھتے تھے اور ان کے گھر میں ایسے حرام کام ہوتے تھے جن سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا تھا، اس پر روافض جو دلیل پیش کرتے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

یہ روایت دو اسناد سے دو مختلف طرح کے الفاظ سے مروی ہے۔

پہلی سند:

'حدثنا عمرو بن عثمان بن سعيد الحمصي، حدثنا بقيه بن وليد، عن بحير، عن خالد قال'

متن:

خالد بن معدان سے روایت ہے کہ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ، عمرو بن اسود اور قبیلہ بنو اسد کا ایک آدمی جو اہل قنسرین میں سے تھا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ وفات پا گئے ہیں؟ تو حضرت

مقدام رضی اللہ عنہ نے 'اناللہ وانا الیہ راجعون' پڑھا، (فقال لہ فلان) تو ایک شخص نے کہا کیا تم اس کو مصیبت سمجھتے ہو؟ تو حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کی وفات کو مصیبت کیوں نہ سمجھوں؟ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا تھا اور کہا تھا 'یہ (حسن رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور حسین رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ سے ہیں' (فقال الاسدی) قبیلہ بنو اسد کے آدمی نے کہا (حسن رضی اللہ عنہ) دہکتا کوئلہ تھا جسے اللہ نے بجھا دیا، حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا، میں آج تمہیں غصہ دلا کر رہوں گا اور وہ کچھ سناؤں گا جو تم کو بُرا لگے گا، پھر کہا، اے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر غلط کہوں تو میری تردید کرنا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایسا ہی کروں گا، تو حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے) کہا 'ہاں'، مقدام رضی اللہ عنہ نے پھر کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے؟ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے) کہا 'ہاں'، مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالیں پہننے اور ان پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے؟ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے) کہا 'ہاں'، حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا، اے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم! میں یہ سب کچھ تمہارے گھر میں دیکھ رہا ہوں، اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے مقدام مجھے معلوم تھا میں تم سے ہر گز نہیں

بچ سکوں گا۔

(سنن ابوداؤد(اردو)، جلد 4، روایت 4131)

اس روایت کو بیان کر کے روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایسے حرام کام ہوتے تھے جن سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا تھا، ایک بات یہاں ذہن نشین رکھیں کہ اس روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ 'فقال لہ فلان، اتعدھامصیبۃ' یعنی کسی شخص نے کہا کہ کیا آپ حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کو مصیبت سمجھتے ہیں، نہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے۔

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کا راوی 'بقیہ بن ولید' مدلس ہے اور یہ تدلیسِ تسویہ کرتا ہے، اور یہاں بھی یہ تدلیس تسویہ کر رہا ہے لہذا جب تک یہ پوری سند میں سماع کی تصریح نہ کرے اس کی روایت مطلقاً رد ہو گی، اس کی تدلیسِ تسویہ پر دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

امام ابن حجرؒ اس کو مدلسین کے چوتھے طبقہ میں شامل کر کے کہتے ہیں!

'بقیہ بن ولید یہ ضعفاء اور مجہولین سے بہت زیادہ تدلیس کرتا ہے۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس(عربی)، صحفہ 49)

اور چوتھے طبقہ کے مدلسین کی 'معنن' کے بارے میں امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں !

'یہ وہ ہیں جن (کی معنن) کے بارے میں اتفاق ہے کہ ان کی حدیث سے ہر گز احتجاج نہیں کیا جاسکتا جب تک یہ سماع کی تصریح نہ کریں، یہ کثرت سے ضعفاء اور مجہولین سے تدلیس کرتے ہیں (پھر خاص طور پر فرماتے ہیں) جیسے بقیہ بن ولید'۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 14)

اور امام ابن حجرؒ، بقیہ کی ایک روایت کے بارے میں کہتے ہیں !

'ابن جریج کہتے ہیں اس میں بقیہ نے تدلیسِ تسویہ کی ہے'۔

(تلخیص الحبیر (عربی)، جلد 3، صحفہ 309)

امام ابن حجرؒ، بقیہ کی ایسی ہی ایک سند 'بقیہ عن مسلم عن عبیداللہ' کے بارے میں فرماتے ہیں !

'بقیہ صدوق ہے پر تدلیسِ تسویہ کرتا ہے، اور یہ روایت اس نے اپنے شیخ، اور شیخ کے شیخ سے معنن (یعنی عن کے ساتھ) بیان کی ہے'۔

(موافقۃ الخبر الخبر فی تخریج احادیث (عربی)، جلد 1، صحفہ 276)

حافظ بوصیریؒ ایک روایت جس میں بقیہ تدلیس کر رہا ہے کا ضعف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں!

'اور بقیہ بن ولید جو کہ مدلس ہے اور تدلیس تسویہ کرتا ہے'۔

(مصباح الزجاجۃ (عربی)، جلد 1، صحفہ 701)

امام احمد بن عبد الرحیم العراقیؒ، بقیہ کے بارے میں کہتے ہیں!

'بقیہ بن ولید تدلیس کرنے میں مشہور ہے یہ اکثر ضعفاء سے تدلیس کرتا ہے یعنی تدلیسِ تسویہ کرتا ہے جو کہ تدلیس کی فحش ترین قسم ہے۔

(کتاب المدلسین (عربی)، صحفہ 37)

حافظ صلاح الدین العلائیؒ، بقیہ کے بارے میں کہتے ہیں!

'بقیہ بن ولید اس (تدلیس) میں مشہور ہے اور یہ ضعفاء سے (تدلیس) کرتا ہے یعنی (تدلیسِ) تسویہ کرتا ہے'۔

(جامع التحصیل فی احکام المراسیل (عربی)، صحفہ 105)

سبط ابن عجمی الشافعیؒ، بقیہ کے بارے میں کہتے ہیں!

'یہ ضعفاء سے تدلیس کرنے میں مشہور ہے اس کا مطلب یہ کہ یہ تدلیسِ تسویہ کرتا ہے'۔

(التبیین لاسماء المدلسین (عربی)، صحفہ 16)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ بقیہ بن ولید تدلیسِ تسویہ کرتا ہے اور اس کی روایت تب تک قابل حجتِ نہیں جب تک پوری سند میں سماع کی تصریح نہ کرے،اور ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بقیہ کی تدلیس کی وجہ سے باطل ہے اور اس سے استدلال جائز نہیں۔

دوسری سند:

'حدثنا حیوۃ بن شریح الحمصی، حدثنا بقیہ بن ولید، حدثنا بحیر بن سعد، عن خالد بن معدان قال'

متن:

خالد بن معدان سے روایت ہے کہ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ اور عمرو بن اسود، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ وفات پا گئے ہیں؟ تو حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے 'انا للہ وانا الیہ راجعون' کہا، تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ اس کو مصیبت سمجھتے ہیں؟ تو حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کی

وفات کو مصیبت کیوں نہ سمجھوں ؟ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا تھا اور کہا تھا 'یہ (حسن رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور حسین رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ سے ہیں '۔

(مسند احمد (اردو)، جلد 7، حدیث 17321)

اس روایت کو پیش کر کے روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ اس میں یہ صراحت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کو مصیبت نہ سمجھنے کے الفاظ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہیں، اور اس میں 'بقیہ بن ولید' نے سماع کی تصریح بھی کر دی ہے، لیکن یہ روایت پھر بھی باطل ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اسناد کا تعاقب :

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت :

ہم نے اوپر بیان کیا تھا کہ تدلیسِ تسویہ کرنے والا راوی جب تک پوری سند میں سماع کی تصریح نہ کرے تب تک اس کی تدلیس رفع نہیں ہوتی، اور اس پر ابن حجرؒ کا ایک روایت کے بارے میں حکم بھی بیان کیا تھا کہ اُس روایت کے ضعف کے بارے ابن حجرؒ کہتے ہیں 'بقیہ نے یہ روایت اپنے شیخ اور شیخ کے شیخ سے 'عن' کے ساتھ بیان کی ہے '، جبکہ اِس سند میں بقیہ نے اپنے شیخ سے سماع کی تصریح

تو کر دی لیکن شیخ کے شیخ سے سماع کی تصریح نہیں کی 'بقیہ حدثنا بحیر بن عن خالد '، اس لئے یہ روایت بھی باطل ہے، جب تک بقیہ پوری سند میں سماع کی تصریح نہ کرے تب تک اس کی روایت باطل ہی ہو گی، ذیل میں اس پر دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

امام ابن الملقنؒ، بقیہ کی ایک روایت جس میں اس نے صرف شعبہ سے سماع کی تصریح کی ہے کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یہاں بقیہ نے 'نا شعبہ ' کہہ کر سماع کی تصریح کی ہے لیکن یہ چیز اس کو فائدہ نہیں دے گی کیونکہ یہ تدلیسِ تسویہ کرنے کے بارے میں مشہور ہے '۔

(البدر المنیر فی تخریج الاحادیث (عربی)، جلد 5، صحفہ 102)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابن الملقنؒ کے مطابق بھی بقیہ تدلیسِ تسویہ کرتا ہے اور جس روایت کے بارے میں امام ابن الملقنؒ نے یہ فرمایا ہے اس کی باقی سند کچھ یوں ہے 'بقیہ نا شعبہ عن المغیرۃ' تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک بقیہ پوری سند میں سماع کی تصریح نہ کرے تب تک اس کی روایت قابل قبول نہیں۔

اسی طرح امام ابن حجرؒ ایک سند 'بقیہ حدثنی یونس عن الزهری ' کے بارے میں فرماتے ہیں!

'اس میں بقیہ نے تدلیسِ تسویہ کی ہے کیونکہ اس نے اپنے شیخ سے آگے 'عن' سے روایت بیان کی ہے'۔

(تلخیص الحبیر (عربی)، جلد 2، صحفہ 86)

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب تک بقیہ بن ولید پوری سند میں سماع کی تصریح نہ کرے گا تب تک اس کی روایت قابل قبول نہیں۔

مسند احمد کی اِسی روایت کی سند کے جیسی ہی ایک سند جو کچھ یوں ہے 'بقیہ ثنا بحر بن سعد عن خالد بن معدان' کے بارے میں امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں!

'بقیہ نے اس سند میں سماع کی تصریح کر دی ہے (بقیہ ثنا بحیر) لیکن 'بحیر عن خالد' کی طرف دیکھا جائے کیونکہ بقیہ، تدلیسِ تسویہ کرتا ہے'۔

(اتحاف المھرۃ بالفوائد المبتکرۃ (عربی)، جلد 13، صحفہ 234،233)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابن حجرؒ نے اُس سند پر اِس وجہ سے اعتماد نہیں کیا کیونکہ بقیہ نے اپنے شیخ کے شیخ خالد بن معدان سے سماع کی تصریح نہیں کی، اور یہاں بقیہ نے تدلیسِ تسویہ کی ہے، جیسا کہ امام ابن حجرؒ کے قول سے معلوم ہو رہا ہے۔

اور امام ابن حجرؒ، بقیہ کی ایک روایت جس کی پوری سند میں اس نے سماع کی تصریح کی ہے (بقیہ ثنا مسلم بن زیاد قال سمعت انس بن مالک) کے بارے میں فرماتے ہیں!

'بقیہ بن ولید تدلیسِ تسویہ کرتا ہے، (لیکن اس سند میں) اس نے اپنے شیخ، اور شیخ کے شیخ سے سماع کی صراحت کر رکھی ہے، لہٰذا تدلیس کا شک رفع ہوا'۔

(نتائج الافکار فی تخریج احادیث الاذکار (عربی)، جلد 2، صحفہ 377)

اس سے ثابت ہوا کہ بقیہ کی تدلیس کا شبہ تب ہی دور ہو گا جب وہ پوری سند میں سماع کی تصریح کرے ورنہ نہیں، یعنی اگر مسند احمد کی روایت کی سند یوں ہوتی 'بقیہ حدثنا بحیر حدثنا خالد' تو یہ روایت صحیح کہلاتی۔

دوسری علت:

اس روایت کی دوسری علت اس میں بقیہ کا حمصی راوی سے روایت کرنا ہے "حدثنا حيوة بن شريح الحمصي، حدثنا بقیہ بن ولید' اور حمصی راوی عدمِ سماع کو صیغہِ سماع سے بیان کر دیتے تھے یعنی 'عن' کے صیغہ کی جگہ 'حدثنا' کہہ دیتے تھے، جیسا کہ امام ابوزرعہؒ اس حدیث 'ابو تقی الحمصی قال حدثنی بقیہ قال حدثنی عبدالعزیز عن نافع' کے بارے میں فرماتے ہیں!

'بقیہ نے یہ حدیث عبدالعزیز سے نہیں سنی یہ روایت اہل حمص سے ہے(ابو تقی الحمصی قال حدثنا بقیہ)اور اہل حمص اس میں تمیز نہیں کرتے(یعنی 'عن' کو حدثنا/حدثنی/سمعت/قال، کے صیغہ سے نقل کردیتے ہیں)'۔

(کتاب العلل لابن ابی حاتم(عربی)، جلد6، صحفہ 271)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حمصی راوی 'عن' کے صیغہ کو 'حدثنا' وغیرہ سے نقل کردیتے ہیں، یعنی اصل میں یہ سند یوں ہی ہے 'حدثنا حیوۃ بن شریح الحمصی، حدثنا بقیہ بن ولید، عن بحیر بن سعد، عن خالد بن معدان' لیکن حمصی راوی نے عدمِ سماع کے صیغہ 'عن' کو صیغہِ سماع 'حدثنی' سے نقل کر دیا، اور ہم یہ پہلے ہی ثابت کر چکے ہیں کہ جب تک بقیہ پوری سند میں سماع کی تصریح نہ کرے اس کی 'معنن' مطلقاً رد اور روایت بے اصل ہو گی۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں حرام کام ہوتے تھے یا وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کو مصیبت نہیں سمجھتے تھے، باطل و بے اصل ہے اور اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کروانا

روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کیا اور کروایا کرتے تھے اور ممبروں پر ان کو گالیاں دلوایا کرتے تھے، اس پر روافض 11 مختلف روایات پیش کرتے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں۔

پہلی روایت:

اس اعتراض پر پیش کی جانے والی پہلی روایت چار اسناد سے مروی ہے۔

پہلی سند:

'حدثنا علی بن عاصم، قال حصین ، اخبرنا عن ھلال بن یساف، عن عبداللہ بن ظالم المازنی قال'

متن:

عبداللہ بن ظالم المازنی کہتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ سے روانہ ہوئے تو وہاں کا

گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو بنادیا، انہوں نے ایسے خطیب لگادیے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہتے تھے، عبداللہ بن ظالم کہتے ہیں میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا تھا، وہ شدید غصے میں آئے اور اٹھ گئے، انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں بھی ان کے پیچھے چل دیا، انہوں نے کہا کیا تم اس آدمی کو دیکھ رہے ہو جو اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے اور ایک جنتی آدمی پر لعنت کرنے کا حکم دیتا ہے، میں نو آدمیوں کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سب جنتی ہیں اور اگر میں دسویں کے بارے میں بھی گواہی دے دوں کہ وہ بھی جنتی ہے تو میں گنہگار نہیں ہوں گا، عبداللہ بن ظالم کہتے ہیں میں نے ان سے دریافت کیا کہ وہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا، اے حرا (پہاڑ)! تو سکون کر جا، تجھ پر اس وقت جو لوگ موجود ہیں وہ یا تو نبی ہیں یا صدیق یا شہید، میں (عبداللہ بن ظالم) نے دریافت کیا وہ کون کون ہیں؟ انہوں نے کہا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ، اس سے آگے وہ خاموش ہو گئے، میں (عبداللہ) نے پوچھا اور دسواں آدمی کون ہے؟ انہوں (سعید بن زید رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا میں خود۔

(مسند احمد (اردو)، جلد 1، حدیث 1644)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس سند کا راوی 'علی بن عاصم' منکر الحدیث ہے، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں یہ نیک شخص تھا تاہم اس کی غلطیوں کی کثرت اور خطاؤں کی وجہ سے اسے منکر قرار دے دیا گیا، یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں ہے، یزید بن ہارون کہتے ہیں ہم اسے جھوٹ کے حوالے سے ہی جانتے ہیں، امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے، امام بخاریؒ کہتے ہیں محدثین کے نزدیک یہ قوی نہیں ہے، خالد الحذا نے اس کی روایات کو منکر قرار دیا ہے، امام ذھبیؒ فرماتے ہیں اپنی ذات کے حوالے سے صدوق ہے البتہ یہ ضعیف ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 5، صحفہ 181 تا 184)

امام ذھبیؒ اس پر آخری حکم لگاتے ہوئے فرماتے ہیں!

'علی بن عاصم ضعیف ہے'۔

(الکاشف للذھبی (عربی)، جلد 2، صحفہ 42)

امام ابن جوزیؒ اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے فرماتے ہیں !

'یزید بن ہارون اس کے بارے میں کہتے ہیں ہم اسے جھوٹ بولنے کے حوالے سے ہی جانتے ہیں، امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں ہے، امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین (عربی)، جلد 2، صحفہ 195)

امام بخاریؒ بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے کہتے ہیں !

'علی بن عاصم ہمارے نزدیک قوی نہیں ہے'۔

(کتاب الضعفاء للبخاری (عربی)، صحفہ 81)

امام ابن حبانؒ نے بھی اس کو 'المجروحین' میں شامل کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی ان کے نزدیک بھی ضعیف ہے۔

(کتاب المجروحین من المحدثین (عربی)، جلد 2، صحفہ 89)

ان تمام جروحات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سخت ضعیف اور منکر الحدیث ہے، اس لئے اس روای کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

دوسری علت:

یہ روایت منقطع ہے، کیونکہ ہلال بن یساف نے عبداللہ بن ظالم المازنی سے سماع نہیں کیا۔

جیسا کہ امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں!

'ہلال بن یساف نے عبداللہ بن ظالم سے سماع نہیں کیا'۔

(اقوال الدار قطنی فی رجال الحدیث (عربی)، صحفہ 693)

اور 'علل' میں بھی اس سند کے بارے میں فرماتے ہیں!

'ہلال بن یساف نے عبداللہ بن ظالم سے سماع نہیں کیا'۔

(العلل الدار قطنی (عربی)، جلد 2، صحفہ 245)

امام عبدالقادر المقریزی بھی اس روایت کے بارے میں یہی کہتے ہیں کہ!

'ہلال بن یساف نے عبداللہ بن ظالم سے سماع نہیں کیا'۔

(امتاع الاسماع (عربی)، جلد 5، صحفہ 58)

امام نسائیؒ بھی یہ روایت نقل کر کے فرماتے ہیں!

'ہلال بن یساف نے عبداللہ بن ظالم سے سماع نہیں کیا'۔

(سنن الکبریٰ للنسائی (عربی)، جلد 7، صحفہ 332)

اور امام بخاریؒ نے اس روایت کو عبداللہ بن ظالم کی وجہ سے ضعیف کہا ہے جو کہ ہم چوتھی سند میں بیان کریں گے۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ راویت سخت ضعیف ہے، اس کا راوی علی بن عاصم متروک ہے اور اس روایت کی سند بھی منقطع ہے۔

دوسری سند:

'حدثنا محمد بن العلاء، عن ابن ادریس، اخبرنا حصین، عن هلال بن يساف، عن عبدالله بن ظالم'

تیسری سند:

'سفيان، عن منصور، عن هلال، عن عبدالله بن ظالم'

(سنن ابو داؤد(اردو)، جلد 4، روایت 4648)

(سنن الکبرٰ للنسائی(عربی)، جلد 7، صحفہ 333)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی دوسری اور تیسری سند بھی 'ہلال عن عبداللہ' سے ہے، اور یہ ہم اوپر بیان کر چکے کہ ہلال بن یساف نے عبداللہ بن ظالم سے سماع نہیں کیا اس لئے ان اسناد میں بھی انقطاع ہے اور یہ روایات بھی منقطع ضعیف ہیں، اور ان سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

چوتھی سند:

اس روایت کی چوتھی سند کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ ہے، جیسا کہ امام ابو داؤد یہ روایت نقل کر کے کہتے ہیں۔

'رواہ اشجعی، عن سفیان، عن منصور، عن ہلال بن یساف، عن ابن حیان، عن عبداللہ بن ظالم'

سند:

' اخبرنی عبداللہ بن محمد بن عمار قال، حدثنا قاسم الجرمی قال، حدثنا سفیان، عن منصور، عن ھلال

بن يساف ، عن فلان بن حيان، عن عبدالله بن ظالم قال'

(سنن الکبریٰ للنسائی(عربی)، جلد 7، صحفہ 332)

اسناد کا تعاقب:

یہ سند بھی ثابت نہیں کیونکہ اس میں ہلال بن یساف کا شیخ ابن حیان مجہول ہے، جیسا کہ امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'غیر معروف ہے اس کا نام بھی ذکر نہیں کیا گیا'۔

(تقریب التہذیب(اردو)، جلد 2، صحفہ 508)

اور امام بخاریؒ بھی عبداللہ بن ظالم کے ترجمہ میں ان روایات کے بارے میں فرماتے ہیں!

'اس نے دس لوگ جنت میں جائیں گے والی روایت نقل کی ہے (پھر اس سے منقول اسناد کا ذکر کرتے ہیں کہ) ہلال بن یساف عن عبداللہ بن سعید سے اور بعض میں ابن حیان کا اضافہ ہے (پھر فرماتے ہیں) اور یہ روایات صحیح نہیں ہیں'۔

(التاریخ الکبیر للبخاری(عربی)، جلد 5، صحفہ 125،124)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ اس روایت کی تمام اسناد باطل ہیں اور اس کی کوئی ایک ایسی سند نہیں ہے جو صحیح ہو، اس لئے اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کرواتے تھے حرام ہے۔

دوسری روایت:

اس اعتراض پر پیش کی جانے والی دوسری روایت کچھ یوں ہے!

سند:

'حدثنی المدائنی، عن عبداللہ بن فائد و سحیم بن حفص قال'

متن:

سحیم بن حفص کہتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دلواؤ اور ان کی تنقیص بیان کرو۔

(انساب الاشراف (عربی)، جلد 5، صحفہ 30)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس کا مرکزی راوی 'سحیم بن حفص' مجہول الحال ہے کتبِ رجال میں اس پر جرح و توثیق نہیں ملتی، صرف حافظ مزیؒ نے خلیفہ بن خیاط کے ترجمہ میں یہ بیان کرتے ہوئے کہ یہ کس کس سے روایت کرتا ہے سحیم بن حفص کے بارے میں کہا ہے کہ یہ اخباری ہے لکھتے ہیں !

'اور ابوالیقظان عجیفی اخباری سے اور اس کا نام سحیم بن حفص ہے'۔

(تھذیب الکمال فے اسماء الرجال (عربی)، جلد 8، صحفہ 316)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سحیم بن حفص مجہول ہے کیونکہ اس کے بارے پر کتبِ رجال میں جرح و تعدیل نہیں ملتی، اس لئے اس راوی کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے کسی صحابی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

دوسری علت:

اس روایت کی دوسری علت اس کا منقطع ہونا ہے، سحیم بن حفص نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات 60 ہجری میں ہوئی اور سحیم بن حفص 190 ہجری میں فوت ہوا ان کے درمیان 130 سال کا فرق ہے۔

مؤرخ شہاب الدین یاقوب الحموی المتوفی 626 ہجری اس کے بارے میں لکھتا ہے !

'سحیم بن حفص ابوالیقظان الاخباری سنہ 190 ہجری میں فوت ہوا'۔

(معجم الادباء (عربی)، جلد 3، صحفہ 1342)

ادیب ربیع سلیمان الحوات الشفشاونی نے بھی اس کے بارے میں لکھا ہے کہ !

'ابوالیقظان سحیم بن حفص سنہ 190 ہجری میں فوت ہوا'۔

(السر الظاہر فیمن احرز بفاس الشرف الباھر (عربی)، صحفہ 36)

اور مؤرخ محمد بن اسحاق الندیم بھی اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ !

'ابوالیقظان جو کہ سحیم بن حفص ہے سنہ 190 ہجری میں فوت ہوا'۔

(کتاب الفہرست (عربی)، صحفہ 138)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت منقطع، باطل ہے اور اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

تیسری روایت:

اس اعتراض پر پیش کی جانے والی تیسری روایت کچھ یوں ہے۔

سند:

'قال هشام بن محمد، عن ابی مخنف، عن مجالد بن سعید ،والصعقب ابن زهیر ،و فضیل بن خدیج، والحسین بن عقبه المرادی،قال حدثنی بعض هذا الحدیث'

متن:

حسین بن عقبہ کہتا ہے مجھے بعض راویوں نے یہ روایت بیان کی کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تو ان کو کچھ باتوں کی تلقین کی، ان میں سے

ایک یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دلواؤ اور ان کی تنقیص بیان کرو۔

(تاریخِ طبری (عربی)، جلد 5، صحفہ 253)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں پانچ علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس سند کا پہلا راوی 'ہشام بن محمد بن سائب کلبی' متروک ورافضی راوی ہے اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام دار قطنیؒ اور دیگر حضرات نے کہا ہے کہ یہ متروک ہے، ابن عساکرؒ کہتے ہیں یہ رافضی ہے اور ثقہ نہیں ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 7، صحفہ 110)

امام ذھبیؒ ہی اس کے بارے میں مزید فرماتے ہیں!

'ہشام بن محمد، یہ اخباری ہے اس کو ترک کر دیا گیا ہے'۔

(المغنی فی الضعفاء(عربی)، جلد2، صحفہ 371)

امام ذھبیؒ نے اس کو 'دیوان الضعفاء' میں بھی شامل کیا اور کہتے ہیں!

'ہشام بن محمد کلبی اس کو ترک کر دیا گیا اور یہ رافضی ہے'۔

(دیوان الضعفاء والمتروکین(عربی)، صحفہ 419)

امام ابن جوزیؒ اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے کہتے ہیں!

'یہ اپنے باپ اور ابو مخنف سے روایت کرتا ہے، امام احمدؒ کہتے ہیں میرا نہیں گمان کہ کسی نے اس کے حوالے سے حدیث روایت کی ہو گی (یعنی اس کی حدیث کو کسی نے قبول نہیں کیا)، اور امام دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ متروک ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین(عربی)، جلد3، صحفہ 176)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ 'ہشام بن محمد' متروک الحدیث اور رافضی ہے، اس لئے اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

دوسری علت:

اس سند کا دوسرا راوی 'ابو مخنف لوط بن یحییٰ' بھی متروک الحدیث اور رافضی ہے، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یہ ہلاکت کا شکار ہونے والا شخص ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جائے گا، ابو حاتمؒ اور دیگر حضرات نے اسے متروک قرار دیا ہے، امام دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں ہے اور کوئی چیز نہیں ہے، ابن عدیؒ کہتے ہیں یہ شیعہ ہے اور جلنے والا شخص ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 5، صحفہ 484)

امام ذھبیؒ 'دیوان الضعفاء' میں اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'لوط بن یحییٰ ابو مخنف متروک ہے'۔

(دیوان الضعفاء والمتروکین (عربی)، صحفہ 333)

امام ابن جوزیؒ اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے کہتے ہیں!

'امام یحییٰؒ کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں اور ایک بار کہا کہ یہ کوئی شئے نہیں ہے، اور امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے، اور امام دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین(عربی)، جلد 3، صحفہ 28)

امام ابو حاتمؒ اُس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'ابو مخنف متروک الحدیث ہے'۔

(کتاب الجرح والتعدیل(عربی)، جلد 7، صحفہ 182)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ ابو مخنف لوط بن یحییٰ بھی متروک الحدیث ہے اور اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

یہ روایت دیگر کتب میں بھی موجود ہے لیکن تمام اسناد کا دار و مدار 'ابو مخنف' پر ہی ہے جو کہ متروک الحدیث ورافضی ہے، اس لئے کسی دوسری کتاب سے بھی اس کو بطورِ دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔

تیسری علت:

اس کی سند کا تیسرا راوی 'مجالد بن سعید' ہے اور اس کا ترجمہ گزر چکا ہے کہ اس کی روایت سے

استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

(دیکھیں: باب معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دینا، پہلی سند کا تعاقب)

چوتھی علت:

اس سند کا راوی 'فضیل بن خدیج' مجہول الحال ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی حاتمؒ اس کے ترجمہ میں کہتے ہیں!

'فضیل بن خدیج ابو مخنف وغیرہ سے روایت کرتا ہے میرے والد (امام ابو حاتم الرازیؒ) کہتے ہیں یہ مجہول ہے اور متروک الحدیث راویوں سے روایت کرتا ہے'۔

(کتاب الجرح والتعدیل (عربی)، جلد 7، صحفہ 72)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فضیل بن خدیج مجہول ہے اور اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

پانچویں علت:

اس روایت کا مرکزی راوی بھی مجہول ہے 'حسین بن عقبہ کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے مجھے روایت بیان کی (الحسین بن عقبہ المرادی، قال حدثنی بعض هذا الحدیث) بعض راوی کون ہیں؟ ان کی

عدالت ثابت ہے یا نہیں؟ ثقہ ہیں یا کذاب؟ یہ سب معلوم کیے بغیر اس روایت سے استدلال جائز نہیں۔

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے اس کے راوی متروک الحدیث و مجہول ہیں اس لئے اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ پر (معاذاللہ) لعنت کرواتے تھے حرام ہے۔

چوتھی روایت:

اس اعتراض پر پیش کی جانے والی چوتھی روایت بھی طبری کی اِسی گزشتہ روایت سے اگلی روایت ہے جو کہ کچھ یوں ہے!

سند:

'قال ابومخنف، قال الصقعب بن زہیر ،سمعت الشعبی یقول'

متن:

شعبی کہتے ہیں کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سات سال اور چند ماہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے گورنر رہے، اور وہ بہت نیک سیرت اور امن وعافیت کے خواہشمند تھے، مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنا اور ان کی مذمت کرنا انہوں نے کبھی ترک نہیں کیا۔

(تاریخِ طبری (عربی)، جلد 5، صحفہ 254)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند میں بھی 'ابو مخنف لوط بن یحییٰ' ہے جس کا ترجمہ گزر چکا ہے کہ یہ رافضی اور متروک الحدیث راوی ہے، جس وجہ سے اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں، اس لئے یہ روایت بھی موضوع ہے اور اس سے استدلال جائز نہیں۔

پانچویں روایت:

اس اعتراض پر پیش کی جانے والی پانچویں روایت جو کہ دو اسناد سے مروی ہے کچھ یوں ہے!

پہلی سند:

'حدثنا محمد بن حسين ابو حصين القاضی قال، نا عون بن سلام قال، نا عیسیٰ بن عبدالرحمٰن السلمی،

عن السدی، عن ابی عبداللہ الجدلی'

متن:

ابو عبداللہ الجدلی کہتا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ کو منبروں پر بُرا بھلا کہا جا رہا ہے؟ تو میں نے کہا سبحان اللہ! نبی ﷺ کو کہاں پر بُرا بھلا کہا جا رہا ہے؟ تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان سے محبت کرنے والوں کو بُرا بھلا نہیں کہا جا رہا؟ اور میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے۔

(معجم الاوسط للطبرانی (عربی)، جلد 6، روایت 5832)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی' صدوق ہے البتہ رافضی شیعہ ہے، جیسا کہ امام

ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'حسین بن واقد کہتے ہیں میں نے سدی سے احادیث کا سماع کیا اور اس کے پاس سے اس وقت تک نہیں اٹھا جب تک میں نے اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے ہوئے نہیں سُنا پھر میں دوبارہ اس کے پاس نہیں گیا'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 1، صحفہ 322)

امام ابن حجرؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'چوتھے طبقہ کا صدوق حدیث میں وہم کر جانے والا راوی ہے، اس پر شیعہ ہونے کا طعن کیا گیا ہے'۔

(تقریب التھذیب (اردو)، جلد 1، صحفہ 77)

اور صدوق شیعہ رافضی کی وہ روایت جو اس کے مذہب کو تقویت دے قبول نہیں کی جاتی۔

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'ابو عبداللہ الجدلی' بھی رافضی ہے، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یہ شیعہ ہے اور بغض رکھنے والا شخص ہے، جوزجانی کہتے ہیں یہ مختار کے جھنڈے کا نگران ہے'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 7، صحفہ 368)

امام ابن سعدؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'ابو عبداللہ الجدلی شدید التشیع (یعنی کٹر رافضی شیعہ) ہے'۔

(طبقات ابن سعد(اردو)، جلد 3، حصہ 6، صحفہ 151)

امام ابن قتیبۃؒ بھی اپنی کتاب میں غالی رافضیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

'ان میں مختار، اور ابو عبداللہ الجدلی، اور زرارۃ بن اعین، اور جابر الجعفی شامل ہیں'۔

(المعارف لابن ابن قتیبۃ(عربی)، صحفہ 624)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ ابو عبداللہ الجدلی رافضی شیعہ ہے، اور اصولِ اہلسنت پر صدوق رافضی شیعہ راوی کی وہ روایت جو اس کے مذہب و بدعت کو تقویت دے اس کو قبول نہیں کیا جاتا۔

جیسا کہ امام ابن حجرؒ یہ اصول بیان فرماتے ہیں کہ!

'رافضی غالی راوی کی نہ ہی روایت قبول کی جاتی ہے اور نہ ہی اس کی کرامت'۔

(تہذیب التھذیب(عربی)، جلد 1، صحفہ 89)

اس لئے یہ روایت باطل ہے اور اس کو دلیل بنانا جائز نہیں۔

دوسری سند:

'اخبرنا احمد بن کامل القاضی، حدثنا محمدبن سعد العوفی،حدثنا یحییٰ بن ابی بکیر،حدثنا اسرائیل، عن

ابی اسحاق،عن ابی عبداللہ الجدلی'

(مستدرک الحاکم(اردو)، جلد 4، روایت 4615)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں بھی دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'ابو اسحاق السبیعی' تیسرے طبقے کا مدلس ہے اور 'عن' سے روایت کر رہا ہے'

ابی اسحاق عن ابی عبداللہ الجدلی'، اور درجہِ سوم کے مدلسین کی 'معنن' مطلقاً رد ہیں جب تک سماع

کی تصریح نہ کریں۔

امام ابن حجرؒ اس کو مدلسین کے تیسرے طبقے میں شامل کر کے فرماتے ہیں!

'عمرو بن عبداللہ السبیعی الکوفی تدلیس کرنے میں مشہور ہے'۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 42)

اور تیسرے طبقہ کے مدلسین کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یہ وہ مدلسین ہیں جن کی (معنن) حدیث سے آئمہ نے احتجاج نہیں کیا، جب تک سماع کی تصریح نہ کریں ان کی (معنن) احادیث مطلقاً رد کی جاتی ہیں'۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 13)

اس لئے یہ روایت ابو اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس سے استدلال درست نہیں۔

دوسری علت:

اس روایت کی سند میں بھی 'ابو عبداللہ الجدلی' ہے جو کہ رافضی ہے اور اس کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں، کہ یہ رافضی ہے اور اس کی ہر وہ روایت جو اس کے مذہب و بدعت کو تقویت دے وہ قبول نہیں کی جائے گی، اس لئے یہ روایت بھی باطل ہے۔

☆

چھٹی روایت:

اس اعتراض پر روافض کی طرف سے پیش کی جانے والی چھٹی روایت 'صحیح مسلم' کی ایک روایت ہے جس کو روافض اپنی نادانی کی بناء پر اس اعتراض کو ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔

متن:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو (کسی جگہ کا) امیر بنایا، پھر اُن سے پوچھا آپ کو ابو تراب (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو بُرا کہنے سے کیا چیز روکتی ہے؟ تو انہوں نے کہا جب تک مجھے تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں کہی تھیں میں ہرگز انہیں بُرا نہیں کہوں گا، (پھر انہوں نے وہ تینوں باتیں بیان فرمائیں)۔

(صحیح مسلم (اردو)، جلد 4، حدیث 6220)

اعتراض کی حقیقت:

اس روایت کو بنیاد بنا کر روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ

عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہنے کا حکم دیا، جبکہ اس روایت میں کہیں پر بھی حکم دینے کا ذکر موجود نہیں ہے۔

بعض روافض اس کے عربی متن سے 'امر معاویہ بن ابی سفیان سعدا' کے جملہ کو بنیاد بنا کر کہتے ہیں کہ اس کا ترجمہ ہے کہ 'حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا'، جبکہ یہ ترجمہ کرنا بلکل غلط ہے، دیگر احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس جملہ کا محاورتاً درست ترجمہ یہی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔

جیسا کہ مختلف احادیث میں ہے۔

'بعث النبیﷺ بعثا وامر علیھم اسامۃ بن زید'

نبی ﷺ نے ایک فوج روانہ فرمائی اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا۔

(صحیح بخاری (اردو)، جلد 3، روایت 3730)

'وکان رسول اللہﷺ ھو صالح اھل البحرین ،وامر علیھم العلاء بن الحضرمی'

نبی ﷺ نے بحرین والوں سے صلح کی تو ان پر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔

(صحیح بخاری(اردو)، جلد4، روایت 4015)

'ان رسو اللهﷺ بعث جیشا، وامر علیهم رجلا'

رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور ایک شخص کو ان کا امیر بنایا۔

(صحیح مسلم(اردو)، جلد4، حدیث 4765)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس روایت کا درست ترجمہ یہی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو (کسی جگہ کا) امیر بنایا۔

اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے کا حکم دیا ہوتا تو روایت میں الفاظ کچھ

یوں ہوتے 'امر معاویہ سعد تسب ابا التراب'۔

اگر 'امر' کا ترجمہ یہ کیا جائے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو پورا

ترجمہ ہی غلط ہو جائے گا۔

جو کے کچھ یوں بنے گا!

'حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ آپ کو ابو تراب رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے سے

کیا چیز روکتی ہے؟'

اب یہ پورا جملہ ہی غلط ہے کہ حکم بھی دیا جارہا ہے اور سوال بھی کیا جارہا ہے، کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا ہے 'ما معنک ان تسب ابا التراب ؟'۔

اگر اس میں لفظ 'امر' کا ترجمہ 'حکم' ہی کرنا ہو تو اس کا ترجمہ یوں بنے گا کہ !

'امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے ہوئے پوچھا کہ آپ کو ابوتراب کو بُرا کہنے سے کیا چیز روکتی ہے؟'۔

یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دے رہے ہیں کہ میرے اس سوال کا جواب دیں۔

اور محاورتاً جو درست ترجمہ ہے جو ہم نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا وہ یہی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کسی جگہ کا امیر بنایا اور پھر ان سے سوال پوچھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ سوال کرنے کا مقصد:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اگر یہ سوال حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہلوانے کے لئے نہیں کیا تو

اس کا مقصد کیا تھا؟

اس بات پر محدثین سے مختلف آراء منقول ہیں جو کہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے، جبکہ کسی نے بھی اس سے یہ استدلال نہیں کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہلوانا چاہتے تھے، بلکہ سبھی نے یہی کہا ہے کہ اس روایت میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے کا حکم دیا ہو۔

حضرت امیر معاویہ اپنے ساتھیوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ادب سکھانا چاہتے تھے:

بعض شارحین کا کہنا ہے کہ اس سوال سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بتانا چاہتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کریں گے، اور اس سے ان کے ساتھیوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہو گی۔

جیسا کہ امام عون الدین یحییٰ بن محمد الشیبانیؒ المتوفی 560 ہجری فرماتے ہیں کہ!

'یہ روایت اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کیے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کا انکار نہیں کیا، یہ بات بعید نہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس (سوال) سے اپنے گھر والوں یا ساتھیوں کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں

کی گئی باتوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ادب سکھانا چاہتے ہوں، یہ بات مروی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف کیا کرتے تھے، اور کہا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے انہیں علم کے ذریعے خوب روشن فرمایا ہے، ان دونوں کے درمیان جب جنگ کی کیفیت تھی وہ تب بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فتویٰ لیا کرتے تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے منکر نہیں تھے!۔

(الافصاح عن معانی الصحاح (عربی)، جلد 1، صحفہ 348)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام عون الدین الشیبانیؒ کے نزدیک بھی اس سوال کا مقصد لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے آشنا کروانا تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کیا کچھ سُنا ہے، نہ کہ ان کو بُرا بھلا کہنے کا حکم دینا مقصود تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے والوں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان واضح کرنا چاہتے تھے:

بعض شارحین کہتے ہیں کہ اس سوال کا مقصد ان لوگوں کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی زبان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے آشنا کروانا تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے تھے۔

جیسا کہ قاضی عیاض مالکیؒ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے کہ!

'اس روایت میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے کا حکم دیا، بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ایسی قوم کے مابین دیکھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے تھے، اور ان کو روکنا ممکن نہ تھا، اس لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ سوال پوچھا کہ آپ کو ابو تراب کو بُرا کہنے سے کیا چیز روکتی ہے؟ تاکہ وہ وہی بات بیان کریں جو انہوں نے نبی ﷺ سے سُنی ہو، اور ایک صحابی کی زبان سے ہی اُن لوگوں پر حجت تمام ہو جائے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے تھے'۔

(اکمال المعلم بفوائد مسلم (عربی)، جلد 7، صفحہ 415)

قاضی عیاض مالکیؒ کی اس شرح کو اصح قرار دیتے ہوئے امام خلفہ وشتانی ابی المالکیؒ اور امام سنوسی الحسینیؒ فرماتے ہیں!

'حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قول کی اصح تاویل یہی ہے جو قاضی عیاض مالکیؒ نے ذکر کی ہے، (پھر فرماتے ہیں) اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت وبلند مرتبہ کے معترف تھے'۔

(مکمل اکمال الاکمال (عربی)، جلد 6، صفحہ 224)

علامہ عبدالعزیز بن احمد بن حامد (المتوفی 1239ھ) بھی اس روایت کے بارے میں یہی کہتے ہیں!

'حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بعض لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے ہوئے سُنا، تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی زبان سے اُن کی فضیلت بیان کرواکران لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے سے روکنا چاہتے تھے'۔

(الناهیة عن طعن امیر المؤمنین معاویہ (عربی)، صحفہ 72)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ شارحین کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس سوال کا مقصد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے کا حکم دینا نہیں تھا بلکہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی زبان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرواکراُن لوگوں کو روکنا اور ان پر حجت قائم کرنا تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے تھے۔

اس لئے اس روایت کو دلیل بناکر یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہیں جائز نہیں، اور نہ ہی اس روایت میں کوئی ایسی بات ہے کہ جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے کا حکم دیا ہو، اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو واقعی حکم دیا ہوتا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ غصہ کرتے اور سختی سے جواب دیتے لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا ایسا نہ کرنا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایسا کہنے کا حکم نہیں دیا محض کسی حکمت کی بناء پر ایک سوال پوچھا جو کہ ہم بیان کر چکے۔

ساتویں روایت:

اس اعتراض پر پیش کی جانے والی ساتویں روایت کچھ یوں ہے۔

سند:

'حدثنی محمد بن اسماعیل الواسطی، عن الفرات العجلی، عن ابیہ ،عن قتادہ'

متن:

قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں خطاب کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر بُرے الفاظ سے کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان کے قاتلین کو پناہ دینے کا ذمہ دار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ٹھہرا دیا، اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ منبر کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔

(انساب الاشراف (عربی)، جلد 5، صحفہ 121)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کا راوی 'الفرات العجلی' اور اس کا 'باپ' دونوں مجہول ہیں ان کا ترجمہ کسی کتاب میں موجود نہیں کہ یہ کون ہیں، آیا ثقہ ہیں یا نہیں۔

ان کی عدالت ثابت کیے بغیر ان کی روایت سے کسی صورت استدلال جائز نہیں، اس لئے یہ روایت بھی محض باطل ہے، اور اس کو دلیل بنا کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کرنا جائز نہیں۔

آٹھویں روایت:

اس اعتراض پر پیش کی جانے والی آٹھویں روایت دو اسناد سے مروی ہے۔

پہلی سند:

'المدائنی، عن غسان بن عبدالحمید ،عن ابیہ '

متن:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کو کہا کہ کھڑے ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرو اور ان پر تنقید کرو۔

(انساب الاشراف (عربی)، جلد 5، صحفہ 105)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'غسان بن عبد الحمید' مجہول ہے۔

امام ذھبیؒ اس راوی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یہ مجہول ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 5، صحفہ 392)

اور امام ابن ابی حاتمؒ بھی اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ!

'غسان بن عبد الحمید بن عبید بن سیار القرشی مجہول ہے'۔

(کتاب الجرح والتعدیل(عربی)، جلد 7، صحفہ 51)

اس راوی کو امام ابن حبانؒ نے 'الثقات' میں شامل کیا ہے، لیکن ہم یہ پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ امام ابن حبانؒ راویوں کی توثیق میں متساہل ہیں، ان کا کسی مجہول راوی کو ثقہ کہنا راوی کی ثقاہت ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں۔

دوسری علت:

غسان کے باپ 'عبدالحمید بن عبید بن سیار القرشی' بھی مجہول ہے، اس کا ترجمہ کسی کتاب میں موجود نہیں، یہ بھی اپنے بیٹے کی طرح مجہول ہے اس لئے اس کی روایت بھی قابل قبول نہیں۔

اس سب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں باپ بیٹا مجہول ہیں اور ان کی روایت سے استدلال جائز نہیں، اس لئے یہ روایت بھی باطل ہے۔

دوسری سند:

'بلغنی عن حفص بن عمر الرازی، عن الحسن بن عمارة، عن منهال بن عمرو قال'

(عیون الاخبار(عربی)، جلد 1، صحفہ 92)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کا راوی 'حسن بن عمارہ' کذاب و متروک الحدیث راوی ہے، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام ابو داؤدؒ امام شعبہؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ حسن بن عمارہ جھوٹ بولتا تھا، امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں یہ متروک ہے، ابن مدینیؒ کہتے ہیں یہ شخص حدیث ایجاد کرتا ہے، امام ابو حاتمؒ، امام مسلمؒ امام دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ متروک ہے، شعبہؒ نے کہا جو سب سے زیادہ جھوٹے شخص کو دیکھنا چاہے وہ حسن بن عمارہ کو دیکھ لے لوگوں نے شعبہ کا یہ قول قبول کر لیا اور حسن بن عمارہ کو ترک کر دیا، امام احمدؒ کہتے ہیں وکیع جب حسن بن عمارہ کی کسی روایت پر مطلع ہوتے تو کہتے اسے پَرے کر دو اسے پَرے کر دو'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 2، صحفہ 313تا315)

امام ذھبیؒ اُس کے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ!

'حسن بن عمارہ ہمارے نزدیک متروک ہے'۔

(المغنی فی الضعفاء(عربی)، جلد 1، صحفہ 244)

امام ابن حجرؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'حسن بن عمارہ بجلی ساتویں طبقہ کا متروک راوی ہے'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 1، صحفہ 180)

امام ابن جوزیؒ اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے فرماتے ہیں!

'شعبہؒ کہتے ہیں یہ کذاب ہے احادیث وضع کرتا تھا، یحییٰ کہتے ہیں یہ کذاب ہے، اور امام احمدؒ، امام رازیؒ، امام نسائیؒ، امام مسلمؒ، امام یعقوب بن شیبہؒ اور علی بن جنید اور امام دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ متروک ہے، زکریا ساجی کہتے ہیں اس بات پر اجماع ہے کہ حسن بن عمارہ کی حدیث کو ترک کیا جائے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین (عربی)، جلد 1، صحفہ 207)

امام نسائیؒ اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'حسن بن عمارہ کوفی متروک الحدیث ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی (عربی)، صحفہ 87)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ 'حسن بن عمارہ' کذاب و متروک راوی ہے اور اس کی کسی

روایت سے استدلال جائز نہیں، اس لئے یہ روایت بھی موضوع ہے۔

نوویں روایت:

اس اعتراض پر پیش کی جانے والی نوویں روایت کچھ یوں ہے۔

متن:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آل مروان میں سے ایک شخص مدینہ کا عامل بنایا گیا (استعمل علی المدینہ رجل من آل مروان)، اس نے مجھے بلایا اور کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہو، حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، تو اُس نے کہا اگر تم انکار کرتے ہو تو یوں کہو ابو تراب پر اللہ کی لعنت ہو، تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابو تراب سے بڑھ کر کوئی نام محبوب نہیں تھا، جب ان کو ابو تراب کے نام سے بلایا جاتا تو بہت خوش ہوتے تھے تو اس (امیر) نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمیں یہ قصہ سنائیں کہ انہیں ابو تراب کا نام کیسے مِلا؟ (تو پھر حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے اس کو پورا واقعہ سنایا)۔

(صحیح مسلم (اردو)، جلد 4، حدیث 6225)

روافض کے اعتراض کی حقیقت:

اس روایت کو دلیل بنا کر جاہل روافض یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر یہ لعنت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کروا رہے تھے، جبکہ اس روایت سے کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ اس روایت میں آل مروان کے کسی شخص کا ذکر کیا ہے کہ جب وہ مدینہ کا امیر بنا تو اس نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو بلایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنے کا حکم دیا، یعنی یہ واقعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات 60 ہجری میں ہوئی۔

مروان بن حکم 65 ہجری میں فوت ہوا، اور اسی کی اولاد میں سے یہ شخص مدینہ کا امیر بنا۔

یعنی جس وقت مروان کی اولاد میں سے کوئی امیر بنا اُس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس دنیا سے پردہ فرما چکے تھے۔

اس لئے اس روایت کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص میں بیان کرنا اور یہ کہنا کہ یہ حکم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیا تھا محض بغض و تعصب ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بہتان ہے۔

☆

دسویں روایت:

اس اعتراض پر پیش کی جانے والی دسویں روایت کچھ یوں ہے۔

سند:

'انبانا ابو الیمن زیدبن الحسن الکندی قال، اخبرناابوالقاسم ھبۃ اللہ بن احمد بن عمر قال،حدثنا ابو القاسم علی بن احمدبن محمد بن البسری قال، اخبرنا ابوالحسن محمد بن جعفر التّمیمی قال، اخبرنا ابوبکر بن ابی دارم قال، حدثنا اسحاق بن یحییٰ بن محمد بن بشر بن سلیم الدھقان قال،حدثنا ابومحمد القاسم بن الخلیفۃ قال،اخبرنا ابن عمرون،عن یحییٰ بن یعلی، عن محمد بن عبداللہ بن ابی رافع،عن عون بن عبداللہ بن ابی رافع،عن ابیہ عبید اللہ'

متن:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اپنی زبان کو لوگوں کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے سے روکو تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایسا نہیں کر سکتا، تو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایسی زمین پر

نہیں رہ سکتا جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہا جا رہا ہو، پھر وہ سمندر کے کنارے جا کر رہنے لگے۔

(بغیۃ الطلب فی تاریخ الحلب (عربی)، جلد 7، صفحہ 3032،3033)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں پانچ علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'اسحاق بن یحییٰ بن محمد بن بشر بن سلیم الدھقان' مجہول ہے، اس کا ترجمہ ہمیں اسماءورجال کی کسی کتاب میں نہیں ملا۔

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'ابو محمد القاسم بن خلیفہ' بھی مجہول ہے، اس کا ترجمہ بھی اسماءورجال کی کتب میں موجود نہیں۔

تیسری علت:

اس روایت کا راوی 'یحییٰ بن یعلیٰ قطوانی' ضعیف اور مضطرب الحدیث ہے، اس کا ترجمہ ملاحظہ

فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام بخاریؒ کہتے ہیں یہ مضطرب الحدیث ہے، امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، (اور پھر امام ذھبیؒ اس کی نقل کردہ منکر روایت کو بیان کرتے ہیں)'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 7، صحفہ 224)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی بھی ضعیف ہے اور اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

چوتھی علت:

اس روایت کا راوی 'محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع' منکر الحدیث ہے، کتاب کے اندر سند میں 'محمد بن عبید اللہ' کی بجائے 'محمد بن عبد اللہ' لکھا گیا ہے جو کہ کاتب کی غلطی ہے، کیونکہ یہ اپنے بھائی سے روایت کر رہا ہے اور اس کا بھائی اپنے والد سے اور وہاں والد کا نام 'عبید اللہ' ہی لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاتب سے غلطی ہوئی ہے، دیکھیں (محمد بن عبداللہ بن ابی رافع، عن عون بن عبداللہ بن ابی رافع، عن ابیہ عبید اللہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی 'محمد بن عبید اللہ بن ابو

رافع 'ہی ہے، محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے امام بخاریؒ کہتے ہیں یہ منکرالحدیث ہے، یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں اس کی نقل کردہ احادیث کوئی چیز نہیں ہیں، امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ انتہائی منکرالحدیث ہے اور اس کی حدیث رخصت ہو گئی تھی'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد6، صحفہ 257)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ راوی ضعیف اور منکرالحدیث ہے اسکی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

پانچویں علت:

اس روایت کا راوی 'ابو بکر بن ابی دارم' جو کہ 'احمد بن محمد بن سری بن یحییٰ' ہے یہ کذاب رافضی ہے حدیثیں گھڑتا تھا، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معاذاللہ فرعون کہتا تھا، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'اس کی کنیت ابو بکر ہے یہ رافضی اور کذاب ہے، امام حاکمؒ کہتے ہیں یہ رافضی اور غیر ثقہ ہے، محمد بن احمد کوفی کہتے ہیں یہ پہلے ٹھیک تھا لیکن پھر اس نے ایسی روایات بیان کرنا شروع کر دیں جن میں صحابہ پر تنقید کی گئی تھی، ایک شخص اِس (ابن ابی دارم) کے پاس آیا اور کہا، اللہ کے فرمان 'فرعون آیا' سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور اس سے پہلے والے سے مراد حضرت ابو بکر ہیں رضی اللہ عنہ، اور 'المؤتفکات' سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں تو اِس (ابن ابی دارم) نے اُس شخص کی موافقت کی'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 1، صحفہ 205)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے جھوٹ کا پلندہ ہے اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں اور اس سے استدلال کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی کرنا حرام ہے۔

گیارھویں روایت:

اس اعتراض پر پیش کی جانے والی گیارھویں اور آخری روایت دو اسناد سے مروی ہے۔

پہلی سند:

'حدثنا محمد بن موسیٰ الشامی، حدثنا یزید بن مہران الخباز،ثنا ابوبکر بن عیاش، عن الاجلح،عن حبیب بن ابی ثابت ،عن عبدالرحمٰن بن البیلمانی قال'

متن:

عبدالرحمٰن بن بیلمانی کہتا ہے ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ایک شخص کھڑا ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہنے لگا تو حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا، اے معاویہ کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ تمارے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہا جا رہا ہے اور تم اسے کچھ نہیں کہہ رہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔

(کتاب السنہ ابن ابی عاصم (عربی)، روایت 1350)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'یزید بن مہران الخباز' ضعیف ہے، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام ابوداؤدؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 7، صحفہ 250)

امام ذھبیؒ نے اس کو 'المغنی فی الضعفاء' میں بھی شامل کیا کہتے ہیں!

'یزید بن مہران الخباز کوفی اس کو ابوداؤدؒ نے ضعیف کہا ہے'۔

(المغنی فی الضعفاء(عربی)، جلد 2، صحفہ 426)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے۔

دوسری علت:

اس روایت کا مرکزی راوی 'عبدالرحمٰن بن بیلمانی' ضعیف ہے اور اس کی روایت سے حجت قائم نہیں کی جاسکتی، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'ابو حاتمؒ نے اسے لین قرار دیا ہے، امام دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، (پھر امام ذھبیؒ کہتے ہیں) اس کے ذریعہ حجت قائم نہیں ہو سکتی'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 4، صحفہ 250)

امام ابن حجرؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'تیسرے طبقہ کا ضعیف راوی ہے'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 1، صحفہ 514)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ راوی بھی ضعیف ہے اور اس کی روایت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا اس لئے یہ روایت بھی باطل ہے۔

دوسری سند:

'نا عبدالسلام بن صالح قال، نا ابن عیینۃ، عن ابن ابی نجیح، عن ابیہ'

متن:

ابو نجیح کہتے ہیں ربیعہ جرشی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہنے لگا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا، یہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہہ رہا ہے اور تم (معاویہ رضی اللہ عنہ) خاموش ہو میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسی علیہ السلام سے تھی۔

(التاریخ الکبیر ابن ابی خیثمہ (عربی)، روایت 2819)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کا راوی 'عبد السلام بن صالح' یہ رافضی ہے، جھوٹ بولتا تھا اور احادیث ایجاد کرتا تھا، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یہ انتہا پسند شیعہ تھا، امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں میرے نزدیک یہ ثقہ نہیں ہے، امام ابو زرعہؒ نے اس کی احادیث کو پَرے کر دیا تھا، عقیلی کہتے ہیں یہ رافضی اور خبیث ہے، ابن عدیؒ کہتے ہیں اس پر (جھوٹ بولنے کی) تہمت عائد کی گئی ہے امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں ہے، امام دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ رافضی اور خبیث ہے اس پر احادیث ایجاد کرنے کا الزام ہے'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 4، صحفہ 316)

امام ذھبیؒ اُس کے بارے میں 'دیوان الضعفاء' میں فرماتے ہیں !

'عبدالسلام بن صالح پر ایک سے زیادہ لوگوں نے جھوٹ بولنے کا الزام لگایا ہے، ابوزرعہؒ کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں ہے، ابن عدیؒ کہتے ہیں یہ مہتم ہے، اور دیگر نے کہا ہے یہ رافضی ہے'۔

(دیوان الضعفاء والمتروکین(عربی)، صحفہ 249)

امام ابن جوزیؒ نے بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی ان کے نزدیک بھی ضعیف ہے، لکھتے ہیں !

'ابوحاتمؒ کہتے ہیں میرے نزدیک یہ سچا نہیں ہے، ابوزرعہؒ نے اس کی احادیث کو پھینک دیا، ابن عدیؒ کہتے ہیں یہ مہتم ہے، عقیلیؒ کہتے ہیں یہ خبیث رافضی ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین(عربی)، جلد 2، صحفہ 106)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ 'عبدالسلام بن صالح' رافضی ہے اور اس پر جھوٹ بولنے اور احادیث ایجاد کرنے کی جرح کی گئی ہے جس وجہ سے اس کی روایت قابلِ استدلال نہیں اور اِس کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی نازیبا جملہ کہنا حرام

ہے۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنا یا کروانا ثابت نہیں اور اس سلسلہ میں کوئی ایک روایت بھی صحیح سند کے ساتھ موجود نہیں جس میں صراحت ہو کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کی ہو یا کروائی ہو یا کرنے کا حکم دیا ہو، اور اِس بارے میں جتنی روایات ہیں سب سخت ضعیف، باطل و موضوع ہیں، جن سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے فحش الفاظ استعمال کرنا

بعض روافض اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں خطبہ دیتے ہوئے فحش الفاظ کا استعمال کیا، اور اس اعتراض دلیل دیتے ہوئے یہ روایت پیش کرتے ہیں۔

سند:

'هوذه عن عوف، عن محمد'

متن:

محمد بن سیرین کہتے ہیں صلح کا معاہدہ کرنے کے لئے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے تو لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے، تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کر قرابت کی وجہ سے لوگوں میں بہت عزت حاصل ہے، اور وہ جوان ہیں مگر کمزور ہیں، تو ان سے کہیں کہ وہ خطبہ دیں وہ کمزور ہونے کی وجہ سے تھک جائیں گے

اور لوگوں کی نظروں میں گر جائیں گے، تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا مگر ان کے اصرار کی وجہ سے اجازت دے دی، پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد و ثناء بیان کر کے فرمایا، آپ لوگ ہر طرف نظر دوڑائیں تو آپ لوگوں کو میرے اور میرے بھائی (حضرت حسین رضی اللہ عنہ) کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جس کے نانا نبی ہوں، میں نے لوگوں کو خون بہانے سے بچانے کے لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ہے، اور پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے سورۃ الانبیاء آیت 111 پڑھی کہ 'اور میں کیا جانوں شاید یہ تمہاری آزمائش ہو اور ایک وقت تک تم کو فائدہ پہنچانا' اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ہاتھ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا، تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا جس میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے فحش الفاظ کا استعمال کیا، پھر منبر سے نیچے اتر آئے، اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا 'شاید یہ تمہاری آزمائش ہو' سے آپ کا کیا مطلب تھا؟ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مطلب اللہ کا ہے'۔

(سیر اعلام النُبلاء (عربی)، جلد 3، صحفہ 272،271)

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 13، صحفہ 275)

اس روایت کو دلیل بنا کر روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی

اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا اور یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت اِسی لئے کی تھی تاکہ لوگ قتل وغارت سے بچ جائیں، لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ دل میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا ہی سمجھتے تھے۔

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند میں تین علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'عوف اعرابی' ثقہ تو ہے لیکن بدعتی رافضی ہے، جیسا کہ امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'ایک قول کے مطابق اس میں تشیع پایا جاتا ہے، عبداللہ بن مبارکؒ نے کہا، عوف کسی بدعت سے اس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک اس کے اندر دو مزید بدعتیں نہ ہوں، یہ قدریہ فرقہ سے بھی تعلق رکھتا ہے اور شیعہ بھی ہے، داؤد بن ابی ہند نے قدریہ فرقہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے عوف کی پٹائی بھی کی، بندار نے لوگوں کے سامنے عوف کی نقل کردہ حدیث بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ! اللہ کی قسم عوف قدریہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا، رافضی شیطان تھا'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 5، صحفہ 360)

اور اہلسنت کے اصولِ حدیث کے مطابق ثقہ بدعتی رافضی راوی کی وہ روایت جو اس کے مذہب کو تقویت دے قابلِ قبول نہیں ہوتی، اس لئے اس روایت کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'ھوذہ بن خلیفہ' البتہ صدوق ہے، جیسا کہ امام ذھبیؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ!

'ھوذہ بن خلیفہ صدوق ہے'۔

(الکاشف للذھبی(عربی)، جلد 2، صحفہ 340)

اور امام ابن حجرؒ بھی اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'نوویں طبقہ کا صدوق راوی ہے'۔

(تقریب التہذیب(اردو)، جلد 2، صحفہ 265)

لیکن 'ھوذہ کی عوف' سے کی گئی روایت ضعیف ہوتی ہے، اس کی عوف سے کی گئی روایت پر کلام کیا

گیا ہے۔

جیسا کہ امام ذھبیؒ نقل فرماتے ہیں کہ !

'احمد بن زہیر کہتے ہیں یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں کہ ھوذہ کی عوف سے کی گئی روایت ضعیف ہے'۔

(سیر اعلام النُبلاء (عربی)، جلد 10، صحفہ 122)

امام بلخیؒ نے بھی امام یحییٰ بن معینؒ کا یہ قول نقل فرمایا، لکھتے ہیں !

'ابن ابی خیثمہ کہتے ہیں یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا ھوذہ کی عوف سے کی گئی روایت ضعیف ہوتی ہے'۔

(قبول الاخبار و معرفۃ الرجال للبلخی (عربی)، جلد 2، صحفہ 114)

امام یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا!

'ھوذہ قابل تعریف نہیں ہے پوچھا گیا کیوں ؟ تو یحییٰ نے کہا کیونکہ اس نے عوف سے ایسی روایات نقل کی ہیں جو کسی اور نے نقل نہیں کیں'۔

(معرفۃ الرجال یحییٰ بن معین (عربی)، جلد 1، صحفہ 73)

یعنی یہ عوف سے منفرد روایات بیان کرتا ہے، اور ہم یہ اصول بھی بیان کر چکے کہ جب ایک صدوق

راوی کسی روایت کو بیان کرنے میں منفرد ہو تو اس کی وہ روایت منکر ہوتی ہے۔

تیسری علت:

اس سند میں انقطاع ہے، محمد بن سیرین کا 41 ہجری میں صلح کے وقت کوفہ میں موجود ہونا ثابت نہیں، کیونکہ محمد بن سیرین سنہ 33 ہجری میں بصرہ میں پیدا ہوئے، اور ان کا 8 سال کی عمر میں کوفہ آکر صلح کے وقت موجود ہونا ثابت نہیں۔

محمد بن سیرین، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اُن کی شہادت سے دو سال پہلے 33 ہجری میں پیدا ہوئے، جیسا کہ انس بن سیرین (محمد بن سیرین کے بھائی) کہتے ہیں!

'محمد بن سیرین جب پیدا ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں دو سال باقی تھے'۔

(تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر (عربی)، جلد 9، صحفہ 316)

محمد بن سیرین کی ولادت کے بارے میں انس بن سیرین سے یہ قول بھی ملتا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے دو سال قبل پیدا ہوئے، لیکن امام ذھبیؒ نے اس قول کا تفصیلی رد کیا ہے اور کہا کہ اگر ایسا ہوتا تو محمد بن سیرین، (عمُر میں) حسن بصری کے برابر ہوتے لیکن وہ ان سے بہت چھوٹے تھے، پھر امام ذھبیؒ نے دوسرے قول کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال باقی رہتے تھے

تب پیدا ہوئے کو درست قرار دیا۔

(سیر اعلام النُبلاء (عربی)، جلد 4، صحفہ 607)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت منکر، منقطع و باطل ہے اور اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں، اس لئے اس روایت کو دلیل بنا کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے منبر پر کھڑے ہو کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اچھا نہیں سمجھتے تھے، کسی صورت جائز نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بدھ کے دن جمعہ پڑھانا

بعض روافض اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بدھ کے دن ہی جمعہ پڑھا دیا، اور اس اعتراض کو ثابت کرنے کے لئے دلیل 'مسعودی' کی کتاب 'مروج الذھب' سے دیتے ہیں۔

مسعودی نے 'بلاسند' ایک واقعہ نقل کیا ہے۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ !

صفین سے واپسی پر کوفہ کا ایک شخص اونٹ پر دمشق میں داخل ہوا، تو دمشق کا ایک آدمی اس سے کہنے لگا کہ یہ میری اونٹی ہے، جو صفین میں مجھ سے چھین لی گئی تھی، ان دونوں کا واقعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچ گیا، دمشقی آدمی نے پچاس آدمی بطورِ گواہ پیش کیے جنھوں نے گواہی دی کہ یہ اسی شخص کی اونٹی ہے، تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوفی کے خلاف فیصلہ دیا اور کہا کہ یہ اونٹی دمشقی آدمی کو دے دے، کوفی نے کہا اللہ آپ کو خوش رکھے یہ اونٹی تو نہیں اونٹ ہے، حضرت امیر معاویہ نے کہا جو حکم دیا جا چکا ہے وہ نافذ ہو گیا ہے، اور لوگوں کے چلے جانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے خفیہ طور پر کوفی آدمی کو اپنے پاس بلایا اور اس سے اونٹ کی قیمت دریافت کی اور اس کو دوگنی قیمت

دی، اوراس کو کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچادو، میں ایسے ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ اُن سے جنگ کر رہا ہوں جو اونٹ اور اونٹی میں تمیز نہیں کرتے، اور ان کی اطاعت کا یہ عالم ہے کہ میں نے ان کو صفین کی طرف جاتے ہوئے بدھ کے دن جمعہ کی نماز پڑھادی۔

(مروج الذھب للمسعودی (عربی)، جلد 3، صحفہ 32،33)

واقعہ کی حقیقت:

جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ یہ واقعہ 'مسعودی' نے 'بلاسند' نقل کیا ہے یعنی اس کی کوئی سند موجود نہیں۔

اور مسعودی چوتھی صدی ہجری کا مؤرخ ہے تو اس نے تین سو سال پہلے کا واقعہ کہاں سے نقل کر لیا؟ اور ویسے بھی مسعودی شیعہ ہے، جیسا کہ ہم ثابت کر چکے۔

(دیکھیں: باب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوش ہونا)

اس لئے یہ واقعہ محض جھوٹ ہے۔

کسی شیعہ کی کتاب سے ایک 'بلاسند' روایت سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ایک جلیل القدر صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کی نماز بدھ کے دن پڑھادی یہ محض تعصب و جہالت ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوانا

بعض روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دلوایا تھا، اور اس اعتراض پر 4 روایات پیش کرتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

پہلی روایت:

اس اعتراض پر پیش کی جانے والی پہلی روایت کچھ یوں ہے!

سند:

'قال هيثم بن عدى'

متن:

ہیثم بن عدی کہتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے (حضرت حسن رضی اللہ عنہ) کی بیوی سہیل بنت عمرو کو ایک ہزار دینار کے بدلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دینے کا کہا، انہوں نے زہر اُس کے پاس بھیجا تو

اُس نے ایسا کر دیا (یعنی زہر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دے دیا)۔

(انساب الاشراف (عربی)، جلد 3، صحفہ 295)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کا راوی 'ہیثم بن عدی' کذاب اور متروک الحدیث راوی ہے، اس لئے اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

اس راوی کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

(دیکھیں: باب حضرت امیر معاویہ کا مال کی خاطر حضرت حکم بن عمرو کو قید کرنا، تیسری سند کا تعاقب)

دوسری روایت:

اس اعتراض پر پیش کی جانے والی دوسری روایت کچھ یوں ہے!

سند:

'قال، وانا محمد بن سعد،انا محمد بن عمر ،نا عبداللہ بن جعفر ،عن عبداللہ بن حسن قال'

متن:

عبداللہ بن حسن کہتے ہیں، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ عورتوں سے نکاح کیا، عورتیں ان کے پاس بہت کم عرصہ گزار پاتیں، سب عورتیں جن سے آپ شادی کرتے، وہ آپ سے محبت کرتیں، کہا جاتا ہے کہ ان کو زہر دیا گیا، لیکن وہ بچ گئے، پھر زہر دیا گیا، لیکن وہ پھر بچ گئے، جب آخری دفعہ زہر دیا گیا تو وہ فوت ہوگئے، جب ان کی وفات کا وقت قریب تھا تو طبیب نے کہا اِن کی انتڑیاں زہر نے کاٹ دی ہیں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو محمد! مجھے بتایئے کہ آپ کو زہر کس نے دیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیوں اے بھائی؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں اسے آپ کو دفن کرنے سے پہلے قتل کردوں گا، اس پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے میرے بھائی یہ دنیا چند فانی راتوں پر مبنی ہے، اس شخص کو چھوڑ، میں اسے اللہ کے ہاں مل لوں گا، یہ کہہ کر انہوں نے اس کا نام بتانے سے انکار کردیا، میں (عبداللہ بن حسن) نے بعض لوگوں سے سنا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے کسی خادم کو زہر دینے پر اکسایا تھا۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 13، صحفہ 284،283)

(سیر اعلام النُبلاء (عربی)، جلد 3، صحفہ 274)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کا راوی '**محمد بن عمر بن واقد**' جو کہ '**واقدی**' کے نام سے مشہور ہے، یہ کذاب اور متروک الحدیث راوی ہے، اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام احمدؒ فرماتے ہیں یہ کذاب ہے، یہ احادیث کو الٹ پلٹ دیتا تھا، یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں ہے اس کی حدیث کو تحریر نہیں کیا جائے گا، امام بخاریؒ اور امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ متروک ہے، امام ابو حاتمؒ اور امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ حدیث ایجاد کرتا تھا، امام علی بن مدینیؒ کہتے ہیں واقدی حدیث ایجاد کرتا تھا، ابن راھویہ کہتے ہیں میرے نزدیک یہ ان افراد میں سے ہے جو حدیث ایجاد کرتے تھے'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد6، صحفہ 283تا285)

امام ذھبیؒ اس پر آخری حکم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں!

'امام بخاریؒ وغیرہ نے کہا ہے یہ متروک ہے'۔

(الکاشف للذھبی(عربی)، جلد2، صحفہ 205)

امام ابن حجرؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں !

'نوویں طبقہ کا متروک راوی ہے'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 2، صحفہ 120)

امام نسائیؒ بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے کہتے ہیں !

'یہ متروک الحدیث ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی (عربی)، صحفہ 217)

امام ابن جوزیؒ بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے کہتے ہیں !

'امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں یہ کذاب ہے اور احادیث ایجاد کرتا تھا، امام بخاریؒ، امام رازیؒ اور امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے، اور امام رازیؒ اور امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ احادیث وضع کرتا تھا'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین (عربی)، جلد 3، صحفہ 78،79)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ واقدی کذاب اور متروک الحدیث ہے اور یہ روایت موضوع ہے

اس لئے اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

☆

تیسری روایت:

اس اعتراض پر پیش کی جانے والی تیسری روایت یوں ہے!

سند:

' حدثنی احمد بن عبید اللہ قال، حدثنی عیسی بن مہران قال، حدثنا یحییٰ بن ابی بکیرقال،حدثنا شعبہ،عن ابی بکر بن حفص قال'

متن:

ابو بکر بن حفص کہتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد کے دس سال گزرنے کے بعد فوت ہوئے، کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہی ان دونوں کو زہر دلوایا تھا۔

(مقاتل الطالبین لابی الفرج الاصفہانی (عربی)، صحفہ 80،81)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت میں تین علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'احمد بن عبید اللہ' شیعہ ہے اور شیعہ کے اکابرین میں سے ہے۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یہ شیعہ کے اکابرین میں سے ہے، یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ یہ قدریہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 1، صحفہ 180)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی شیعہ اکابرین میں سے ہے یعنی غالی شیعہ ہے۔

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'عیسیٰ بن مہران' یہ رافضی اور کذاب ہے۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یہ رافضی اور انتہائی سخت جھوٹا ہے، ابن عدی کہتے ہیں اس نے موضوع احادیث بیان کی ہیں اور یہ رفض میں جلنے والا شخص ہے، امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ کذاب ہے، خطیبؒ کہتے ہیں یہ رافضیوں کے

شیاطین اوران کے مردود لوگوں میں سے ایک ہے، اس کی تصانیف میں سے ایک کتاب میرے پاس پہنچی جو صحابہ کرام پر طعن اوران کی تکفیر کے بارے میں ہے، تو اُس میں موجود موضوع روایات کی وجہ سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میری ہڈیوں پر کپکپی طاری ہو گئ'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 5، صحفہ 381)

معلوم ہوا یہ راوی بھی کذاب اور رافضی ہے، اس کی روایت سے بھی استدلال جائز نہیں۔

تیسری علت:

اس کتاب کا مصنف 'علی بن حسین ابوالفرج الاصفہانی' بھی شیعہ ہے، اور اس کو جھوٹا بھی کہا گیا ہے۔

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یہ الاغانی کتاب کا مصنف ہے اور شیعہ ہے، اس نے عجیب و غریب روایات نقل کی ہیں، اور ایسی روایات نقل کی ہیں جن کی صفت نہیں بیان کی جا سکتی، خطیب بغدادیؒ نے اپنی سند سے شیخ ابو محمد حسن بن حسین کا قول نقل کیا کہ ابوالفرج سب سے بڑا جھوٹا تھا'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 5، صحفہ 168)

معلوم ہوا کہ ابوالفرج بھی شیعہ اور کذاب ہے اس لئے اس کی کتاب کی کسی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بھی موضوع ہے اور اس سے ہرگز استدلال جائز نہیں۔

چوتھی روایت:

اس اعتراض پر پیش کی جانے والی چوتھی روایت کچھ یوں ہے!

سند:

'حدثنی احمد بن عبید اللہ بن عمار قال، حدثنا عیسیٰ بن مہران قال، حدثنا عبید بن الصباح الخزاز قال، حدثنی جریر عن مغیرہ قال'

متن:

مغیرہ کہتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جعدہ کی طرف پیغام بھیجا کہ اگر تم حضرت حسن رضی اللہ عنہ

کوزہر دے دوگی توتم کوایک لاکھ درہم دوں گااوراپنے بیٹے یزید سے تمہاری شادی کردوں گا، تو(جعدہ نے)حضرت حسن رضی اللہ عنہ کوزہر دے دیا، تو(حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے)اس کومال دے دیالیکن یزید سے اس کی شادی نہیں کروائی۔

(مقاتل الطالبین لابی الفرج الاصفہانی(عربی)، صحفہ 80)

یہ روایت مؤرخ بلخی نے بھی اِسی حوالے سے 'کتاب البداء والتاریخ(عربی)، جلد 2، صحفہ 238' پر نقل کی ہے۔

اسناد کا تعاقب:

اس روایت میں چار علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کاراوی 'عبید بن الصباح' ضعیف ہے اوراس سے منکرروایات منقول ہیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام ابوحاتمؒ نے اسے ضعیف قراردیاہے، (پھراس کی نقل کردہ منکرروایات میں سے ایک کاذکر

کیا)'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 5، صحفہ 56)

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'احمد بن عبید اللہ بن عمار' یہ شیعہ ہے اور شیعہ کے اکابرین میں سے ہے، اس کا ترجمہ پچھلی روایت کے تعاقب میں گزر چکا ہے۔

تیسری علت:

اس روایت کا راوی 'عیسی بن مہران' کذاب اور رافضی ہے اس کا ترجمہ بھی پچھلی روایت کے تعاقب میں گزر چکا ہے۔

چوتھی علت:

اس کتاب 'مقاتل الطالبین' کا مصنف 'علی بن حسین ابوالفرج الاصفہانی' بھی شیعہ اور کذاب ہے اس کا ترجمہ بھی سابقہ روایت کے تعاقب میں ملاحظہ فرمائیں۔

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بھی موضوع ہے اور اس سے استدلال درست نہیں، اور

اس بارے میں کوئی ایک روایت بھی صحیح سند سے ثابت نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دلوایا، اس لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کرنا ایک الزام سے زیادہ کچھ نہیں۔

اور اس اعتراض کا رد کرتے ہوئے امام ذھبیؒ فرماتے ہیں!

'میں (ذھبیؒ) کہتا ہوں یہ بات صحیح نہیں (کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوایا)، اور ا بات پر کون مطلع ہو سکا ہے؟ (کہ کس نے ان کو زہر دلوایا)'۔

(تاریخ الاسلام للذھبی (عربی)، جلد 4، صحفہ 40)

علامہ ابن کثیر بھی اس اعتراض کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں!

'میرے نزدیک تو یہ بات بھی صحیح نہیں کہ یزید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوایا، اور اس کے والد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہنا بطریق اولیٰ صحیح نہیں ہے'۔

(البدایہ والنہایہ (عربی)، جلد 11، صحفہ 209)

اس لئے یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوایا کسی صورت درست نہیں۔

اللہ، معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ نہ بھرے

اکثر روافض، صحیح مسلم کی ایک روایت پیش کر کے کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُلایا لیکن وہ کھانا کھانے میں مشغول تھے اس لیے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بُلانے پر نہیں آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بددُعا دی تھی، کہ اللہ معاویہ کا پیٹ نہ بھرے۔

روایت کچھ یوں ہے!

متن:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور میرے دونوں شانوں کے درمیان پیار سے تھپکی لگائی اور فرمایا جاؤ میرے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُلا لاؤ، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر کہا وہ کھانا کھا رہے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ مجھ سے فرمایا، جاؤ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُلا لاؤ، میں نے پھر آکر کہا وہ کھانا کھا رہے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا 'اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے'۔

(صحیح مسلم (اردو)، جلد 5، حدیث 6628)

اس روایت کو دلیل بنا کر روافض یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلایا لیکن وہ نبی ﷺ کے بُلانے پر نہیں آئے تو نبی ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بددُعا دی کہ ان کا پیٹ نہ بھرے، ذیل میں ان اعتراضات کا علمی و تحقیقی جواب ملاحظہ فرمائیں۔

روافض کے پہلے اعتراض کا رد:

پہلی بات تو یہ کہ اس روایت سے روافض کا یہ استدلال کرنا کہ نبی ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُلایا اور انہوں نے آنے سے منع کر دیا یہ بات اس روایت سے کہیں بھی ثابت نہیں ہوتی، اس روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ 'نبی ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُلا لاؤ، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کی کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں'، اس روایت میں کہیں بھی یہ جملہ موجود نہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جا کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُلایا ہو اور انہوں نے کہا ہو کہ میں کھانا کھا رہا ہوں، بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ چھوٹے بچے تھے وہ گئے انہوں نے جا کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا تو واپس آکر ویسے ہی نبی ﷺ کو بتایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کھانا کھا رہے ہیں، اِس لیے یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے

نبی ﷺ کے بُلانے پر کھانا کھانے کو ترجیح دے کر نبی ﷺ کے پاس آنے سے منع کر دیا، یہ محض روافض کا تعاصب ہے۔

روافض کے دوسرے اعتراض کا رد:

اس روایت سے روافض کا دوسرا استدلال کہ نبی ﷺ کا یہ جملہ (اللہ معاویہ کا پیٹ نہ بھرے) بطورِ بددُعا تھا، یہ بھی روافض کی جہالت و تعاصب کے سوا کچھ نہیں، کیونکہ یہ جملہ بھی بطورِ بددُعا نہیں ہے، اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

اس طرح کے جملے جو بظاہر سخت جملے محسوس ہوتے ہیں، عرب کے کلام میں یہ عام بات چیت میں بطورِ عادت بولے جاتے ہیں اور ان سے مراد ان کی اصل نہیں ہوتی۔

جیسا کہ امام نوویؒ اس باب کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

'(نبی ﷺ کا مسلمانوں میں سے) کسی کو بُرا کہنا، بددُعا کے کلمات کہنا یا اس جیسے ہی دیگر جملے کہنا اِس سے مرادِان کی اصل نہیں ہے، بلکہ یہ اہل عرب کا کلام میں بِلانیت اس جیسے کلمات کا استعمال کرنا ہے، جیسے کہ (نبی ﷺ کا) یہ کہنا تیرے ہاتھ مٹی میں پڑیں اور (یہ کہنا) تو بانجھ ہو تو سر منڈی ہو، اور جیسے کہ یہ حدیث کہ تیری عمر نہ بڑھے اور یہ حدیث معاویہ کا پیٹ نہ بھرے اور اِسی طرح کے دیگر

جملے ان میں سے کسی جملے کا مقصد بد دُعا نہیں ہے'۔

(صحیح مسلم بشرح النووی (عربی)، جلد 16، صحفہ 152)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جملہ نبی ﷺ نے بطورِ بد دُعا نہیں فرمایا بلکہ اس جیسے جملے اہل عرب بلا نیت کلام میں استعمال کرتے ہیں اور اس سے ان کا مقصد ہر گر بد دُعا نہیں ہوتا۔

امام مسلمؒ نے یہ روایت اس باب میں نقل فرمائی ہے کہ 'نبی ﷺ نے کسی پر لعنت کی ہو، کسی کو بُرا کہا ہو یا اس کے خلاف بد دُعا کی ہو اور وہ اس کا مستحق نہ ہو تو وہ اس کے لئے اجر اور رحمت کا باعث بن جائے' تو امام نوویؒ نے یہ صراحت بھی کی ہے کہ امام مسلمؒ کے نزدیک بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اِن (بظاہر) سخت الفاظ کے مستحق نہیں تھے، اور فرماتے ہیں نبی ﷺ کے یہ الفاظ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مناقب میں ہیں اور یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے نبی ﷺ کی دُعا ہے۔

جیسا کہا امام نوویؒ اِسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں!

'امام مسلمؒ کا اس حدیث کے بارے میں خیال یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس (بظاہر) بد دُعا کے مستحق نہیں تھے اس لئے انہوں نے یہ روایت اس باب میں نقل کی ہے، اور امام مسلمؒ کے علاوہ (محدثین) نے اس حدیث کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں باب میں نقل کیا ہے،

کیونکہ حقیقت میں یہ اُن کے لئے دُعا ہے'۔

(صحیح مسلم بشرح النووی (عربی)، جلد 16، صحفہ 156)

اسی روایت کے بارے میں ایک اور محدث کا موقف ملاحظہ فرمائیں کہ وہ اس روایت کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

یہ روایت سب سے پہلے جس کتاب میں نقل کی گئی وہ کتاب 'مسند ابوداود الطیالسی' ہے جس میں یہ روایت امام ابوداود الطیالسی سے صرف تین واسطوں سے نبی ﷺ سے جاملتی ہے جو کہ کچھ یوں ہے!

سند:

'حدثناهشام وابوعوانۃ، عن ابی حمزۃ القصاب، عن ابن عباس '

متن:

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُلا کر لاؤ، میں نے آکر کہا کہ وہ کھانا کھارہے ہیں نبی ﷺ نے مجھے دوبارہ بھیجا میں نے پھر آکر کہا وہ کھانا کھارہے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا 'اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے'۔

(مسند ابی داود الطیالسی (عربی)، جلد 4، حدیث 2869)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد اسی کے نیچے اس کتاب کے راویوں میں سے ایک راوی '**محدث عبداللہ بن جعفر بن فارس**ؒ' اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں!

'اللہ بہتر جانتا ہے اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ دنیا میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ نہ بھرے تاکہ قیامت کے دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھوکے نہ رہیں، جیسا کہ نبی ﷺ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے دنیا میں جس کا پیٹ سب سے زیادہ بھرا ہو گا قیامت کے دن وہ سب سے زیادہ بھوکا ہو گا'۔

(مسند ابی داود الطیالسی (عربی)، جلد 4، صحفہ 465)

اور یہ کوئی عام شخصیت نہیں ہیں یہ خود ایک بہت بڑے محدث ہیں۔

امام ذھبیؒ اُن کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'ابو محمد عبداللہ شیخ، امام اور صالح محدث ہیں، محدث جعفر بن احمد بن الفارس کے بیٹے ہیں، ابن مندہؒ کہتے ہیں دنیا کے پانچ شیوخ ہیں، (جن میں) ابن الفارس اصبھان (شامل ہیں)'۔

(سیر اعلام النُبلاء (عربی)، جلد 15، صحفہ 555،554)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بہت بڑے محدث کے نزدیک بھی نبی ﷺ کا یہ فرمان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بددُعا نہیں بلکہ دُعا کے طور پر ہے، کیونکہ جس کا پیٹ دنیا میں سب سے زیادہ بھرا ہوا ہوگا وہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا ہوگا، تو اسی لئے نبی ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ دُعا دی تاکہ قیامت کے دن وہ بھوکے نہ ہوں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ علم اور حِلم سے بھر جائے:

جیسا کہ ہم یہ ثابت کر چکے کہ صحیح مسلم کی روایت میں نبی ﷺ کا فرمان بددُعا کے طور پر نہیں تھا بلکہ وہ ایک دُعا تھی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ دنیا میں کھانے سے نہ بھرے، اب ملاحظہ فرمائیں کہ نبی ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا کی کہ ان کا پیٹ علم و حکمت سے بھر جائے۔

امام بخاریؒ، سندِ حسن سے روایت نقل کرتے ہیں کہ!

سند:

'قال اسحاق بن یزید، نامحمد بن مبارک الصوری، قال ناصدقۃ بن خالد، قال حدثنی وحشی ابن حرب بن وحشی، عن ابیہ، عن جدہ قال'

متن:

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ کے ساتھ سواری پر سوار تھے، تو نبی ﷺ نے پوچھا اے معاویہ رضی اللہ عنہ تمہارے جسم کا کون سا حصہ میرے زیادہ قریب ہے؟ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی 'پیٹ' تو نبی ﷺ نے فرمایا 'اے اللہ اِسے (معاویہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ کو) علم اور حِلم (بُردباری) سے بھر دے'۔

(التاریخ الکبیر للبخاری (عربی)، جلد 8، صحفہ 180)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے یہ دُعا فرمائی کہ ان کا پیٹ علم سے بھر جائے، ان دونوں روایات کو جمع کیا جائے تو معنی بلکل واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ دنیا میں معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ کھانے سے نہ بھرے بلکہ علم سے بھرے تاکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قیامت کے دن بھوکے لوگوں میں نہ ہوں۔

دیگر صحابہ کے بارے میں اس طرح کے الفاظ:

جیسا کہ ہم بیان کر چکے کہ اس طرح کے جملے جو بظاہر تو بہت سخت معلوم ہوتے ہیں اہل عرب یہ عام کلام میں بغیر نیت کے بطورِ عادت استعمال کیا کرتے تھے، اس لئے دیگر صحابہ کرام کے لیے بھی ایسے

جملے ملتے ہیں۔

جیسا کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا!

'ابوذر تیری ماں تم پر روئے، ابوذر تمہاری ماں کے لئے بربادی ہو'۔

(سنن ابوداؤد (اردو)، جلد 1، روایت 332)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، شیعوں کے نزدیک بھی جلیل القدر صحابی ہیں، تو کیا کوئی شیعہ اس روایت کو دلیل بنا کر یہ کہہ سکتا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو بدُعا دی؟

جیسے یہاں پر بھی نبی ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو بدُعا نہیں دی بلکہ یہ جملہ بطورِ حیرت تھا کیونکہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے کچھ بکریاں دے کر جنگل میں بھیجا تھا اور وہ وہاں جنبی ہو گئے تھے اور ان کو غسل کے لیے پانی نہ ملا تو وہ ویسے ہی رہے کیونکہ وہ تیمم کے بارے میں بھی نہیں جانتے تھے، اس پر نبی ﷺ نے بطورِ حیرت یہ جملہ ارشاد فرمایا، ویسے ہی صحیح مسلم کی روایت میں بھی نبی ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے وہ جملہ بطورِ بدُعا نہیں بلکہ دُعا کے طور پر ارشاد فرمایا تھا جو کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔

ایسا ایک واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ملتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں !

'رسول ﷺ ایک مرتبہ میرے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات میں تشریف لائے اور ہم سے کہا کیا تم لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے ؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب ہمیں اٹھانا چاہے گا اٹھادے گا، جب میں نے یہ بات کہی تو نبی ﷺ واپس چلے گئے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا، لیکن میں نے نبی ﷺ کو واپس جاتے ہوئے کہتے ہوئے سُنا کہ نبی ﷺ نے اپنی ران پر ہاتھ مار کر یہ آیت پڑھی کہ 'انسان ہمیشہ سے تمام چیزوں سے زیادہ جھگڑالو ہے' (سورۃ الکہف، آیت 54)۔

(صحیح بخاری (اردو)، جلد 6، روایت 7465)

اب اگر اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے کوئی ناصبی یہ کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جھگڑالو تھے اس لئے نبی ﷺ نے ان کے رد میں یہ آیت پڑھی، تو کیا کوئی رافضی اس کی اس تاویل کو قبول کرے گا؟

اگر نہیں تو جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس روایت سے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ وہ جھگڑالو تھے اس لیے نبی ﷺ نے ان کے لیے یہ آیت پڑھی اس طرح صحیح مسلم کی روایت سے بھی

یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے بد دُعا دی، لیکن اگر پھر بھی کوئی نہ مانے تو اس کو چاہیے کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہے کہ وہ جھگڑالو تھے اس لیے نبی ﷺ نے ان کے لئے یہ آیت پڑھی۔

جیسا کہ اب ثابت ہو چکا کہ صحیح مسلم کی یہ روایت کہ 'اللہ معاویہ کا پیٹ نہ بھرے' یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی ﷺ کی بد دُعا نہیں بلکہ دُعا ہے، اور اس طرح کے جملے اہل عرب عام بات چیت میں استعمال کرتے ہیں جو بظاہر سخت جملے محسوس ہوتے ہیں لیکن ان کا مقصد ان کی اصل نہیں ہوتا، اور اس پر ہم محدثین کی صراحت بھی دِکھا چکے ہیں، اور اس کے ساتھ ہم یہ بھی بیان کر چکے کہ نبی ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دُعا فرمائی تھی کہ ان کا پیٹ علم سے بھر جائے۔

اگر اب بھی کوئی رافضی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہے کہ یہ جملہ ان کے لئے بد دُعا تھا تو اُس کو پھر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی یہ کہنا ہو گا کہ نبی ﷺ نے اُن کو بھی بد دُعا دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی یہ کہنا ہو گا کہ نبی ﷺ نے ان کے بارے میں سورۃ الکہف کی آیت نمبر 54 کی تلاوت کی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جھگڑالو تھے اسی لئے نبی ﷺ نے ان کے لئے اس آیت کی تلاوت کی، جو کہ روافض کے لئے ممکن نہیں۔

اس لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اِس روایت سے بددُعا کا استدلال کرنا محض روافض کا تعاصب اور جہالت ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ بڑھ جانا

بعض روافض پچھلے باب میں جس روایت کی تفصیل بیان کی گئی ہے اس کو بد دعا ثابت کرنے اور اس سے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ یہ واقعی بد دعا تھی اور اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ بڑھ گیا تھا ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ بڑا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ جمعہ کا خطبہ بھی بیٹھ کر پڑھتے تھے اور یہ نبی ﷺ کی بد دعا کا اثر تھا، اور جمعہ کا خطبہ بیٹھ کر پڑھنے والے کو حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے خبیث کہا ہے اس لئے یہ الفاظ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے بھی ہوئے (معاذ اللہ)۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کی جانے والی وہ روایت کچھ یوں ہے!

سند:

'حدثنا جرير ،عن مغيره، عن شعبی قال'

متن:

شعبی کہتے ہیں سب سے پہلے بیٹھ کر خطبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پڑھا اور یہ تب ہوا جب وہ بوڑھے ہو گئے تھے، جسم فربہ اور پیٹ بڑھ گیا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، جلد 11، روایت 36885)

(الاحاد والمثانی (عربی)، جلد 1، صحفہ 380)

اور حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کچھ یوں ہے!

متن:

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مسجد میں آیا، تو دیکھا کہ عبدالرحمن بن ام حکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے، تو میں نے کہا اس خبیث کو دیکھو بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے جبکہ اللہ فرماتا ہے 'اور جب وہ تجارت یا کوئی مشغلہ دیکھتے ہیں تو ادھر ٹوٹ پڑتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھڑا چھوڑ دیتے ہیں'۔

(صحیح مسلم (اردو)، جلد 2، حدیث 2001)

ان دو روایات کو بیان کر کے روافض کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا کی وجہ سے بڑا ہو گیا تھا اور حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر خطبہ دینے والے کو خبیث کہا ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر خطبہ دیا اس وجہ سے یہ الفاظ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے

بھی ہوئے (معاذاللہ)۔

پہلی بات تو یہ کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا ہر اُس شخص کے لیے نہیں تھا جو بیٹھ کر خطبہ دے کیونکہ خطبہ دیتے ہوئے کھڑے ہونا سنت ہے اور اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر خطبہ دے تو بھی جائز ہے، کیونکہ جب شرعی عذر کی وجہ سے نماز بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہے تو خطبے کے لئے کھڑا ہونا تو محض سنت ہے، حضرت عجرہ رضی اللہ عنہ کا عبدالرحمن بن ام حکم کے لیے یہ کہنا اس وجہ سے تھا کیونکہ وہ فاسق تھا اور اُس نے جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے سُنت کو ترک کیا اس وجہ سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اہمیت کو اُس کے سامنے واضح کرنے کے لیے یہ فرمایا اور آیت کی تلاوت فرما کر یہ بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔

دوسری بات یہ کہ مصنف ابن ابی شیبہ کی یہ روایت ضعیف ہے جس کو بطورِ دلیل پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ بڑھ گیا تھا اور وہ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے، تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

اسناد کا تعاقب:

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت سخت ضعیف اور ناقابلِ استدلال ہے کیونکہ اس کی سند کا راوی 'مغیرہ بن مقسم' مدلس ہے اور 'عن' سے روایت کر رہا ہے، اور یہ تیسرے طبقے کا مدلس ہے۔

امام ذھبیؒ اُس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'ابن فضیل کہتے ہیں یہ تدلیس کرتا ہے، اس لیے اس کی صرف اُس حدیث کو قبول کیا جائے گا جس میں اس نے یہ کہا ہو کہ ابراہیم نے ہمیں یہ حدیث بیان کی (یعنی جس میں سماع کی تصریح کرے)'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 6، صحفہ 471)

امام ابن حجرؒ اُس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'چھٹے طبقہ کا ثقہ راوی ہے تاہم تدلیس کرتا تھا'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 2، صحفہ 206)

اور امام ابن حجرؒ نے ہی اس کو مدلسین کے تیسرے طبقے میں شامل کیا ہے۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 46)

اور تیسرے طبقے کے مدلسین کے بارے میں امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں!

'یہ وہ مدلسین ہیں جن کی (معنن) حدیث سے آئمہ نے احتجاج نہیں کیا، جب تک سماع کی تصریح نہ کریں ان کی (معنن) احادیث مطلقاً رد کی جاتی ہیں'۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس(عربی)، صحفہ 13)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ کی یہ روایت قابلِ قبول نہیں، اور اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

اِس روایت کے برعکس ایک صحیح روایت میں یہ موجود ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار خطبہ بیٹھ کر دیا کیونکہ ان کو پیروں کی شکایت تھی۔

جیسا کہ ابن ابی عاصم کی روایت میں ہے!

سند:

'حدثنا ابوبکر بن ابی شیبہ، نا یحییٰ بن آدم، عن اسرائیل ،عن ابی اسحاق قال'

متن:

ابو اسحاق السبیعی کہتے ہیں سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر خطبہ دیا اور لوگوں کے پاس آکر عذر پیش کیا کہ مجھے پیروں کی شکایت ہے۔

(الاحاد والمثانی(عربی)، جلد 1، صحفہ 380)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار بیٹھ کر خطبہ پڑھا اور اِس کی وجہ اُن کے پیروں کا کوئی مسئلہ تھا، نہ کہ ان کا پیٹ بڑھ جانا۔

اور ہم یہ بیان کر چکے کہ شرعی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر خطبہ پڑھنا جائز ہے کیونکہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا سنت ہے، جیسا کہ ہماری فقہ میں بھی اس کی صراحت موجود ہے کہ!

'کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا سنت ہے اگر بیٹھ کر یا لیٹ کر خطبہ پڑھے تو بھی جائز ہے'۔

(فتاویٰ عالمگیری (اردو)، جلد 1، صفحہ 385)

اس لئے یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بددعا دی تھی جس وجہ سے ان کا پیٹ بڑا ہو گیا تھا اور وہ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے محض بہتان ہے، اور نہ ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن ام حکم کو خبیث کہا تو معاذاللہ یہ الفاظ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے بھی ہوئے، کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شرعی عذر کی وجہ سے ایسا کیا نہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی دشمنی میں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرنے والوں کو پکڑوانا

بعض روافض اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرنے والوں کو پکڑواکر ان کواذیتیں دی اوران کے دور میں اُن کے گورنر 'بسر بن ابی ارطاہ'(ان کی صحابیت میں اختلاف ہے) نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں افعالِ قبیحہ سرانجام دیے۔

اس اعتراض پر جو روایت پیش کی جاتی ہے تقریباً ایک جیسے مفہوم کے ساتھ دو اسناد سے مروی ہے۔

پہلی سند:

'اخبرنی ابوبکر محمد بن شجاع، عن ابی عمرو بن مندۃ، عن ابیہ ابی عبداللہ، انبانا ابوسعید بن یونس قال'

متن:

ابو سعید بن یونس کہتے ہیں کہ بسر بن ابی ارطاہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے شیعوں میں سے تھے

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں بھی شامل تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان

کو چالیس ہجری کے شروع میں یمن اور حجاز کی طرف (گورنر بنا کر) بھیجا اور جو لوگ حضرت علی رضی اللہ

عنہ کی اطاعت پر قائم تھے ان کو پکڑنے کو کہا، تو (بسر بن ابی ارطاہ) نے مکہ، مدینہ اور یمن میں افعالِ

قبیحہ کا ارتکاب کیا'۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 10، صحفہ 145)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کے راوی 'ابو سعید بن یونس' جو کہ حافظ عبدالرحمن بن احمد بن یونس بن عبدالاعلی

ہیں، انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات

کے 200 سال بعد پیدا ہوئے۔

جیسا کہ امام ذھبیؒ اُن کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'ان کی پیدائش سنہ 281 ہجری میں ہوئی، اور ان کی وفات سنہ 347 ہجری میں 66 برس کی عمر

میں ہوئی'۔

(سیر اعلام النُبلاء (عربی)، جلد 15، صحفہ 579)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، اس لئے یہ روایت منقطع، باطل ہے اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

دوسری سند:

'اخبرنا ابوبکر الانصاری، اخبرناابومحمد الجوھری، اخبرنا ابو عمر بن حیویہ، اخبرنا احمد بن معروف، حدثنا الحسین بن الفھم، حدثنا محمد بن سعد، انبانا محمد بن عمر، حدثنی داود بن جبیرۃ، عن عطاء بن ابی مروان قال'

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 10، صحفہ 152)

(الطبقات الکبریٰ الطبقۃ الخامسہ من الصحابہ (عربی)، جلد 2، روایت 655)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں تین علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'محمد بن عمر بن واقد' جو کہ 'واقدی' کے نام سے مشہور ہے کذاب اور متروک

الحدیث ہے،اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

(دیکھیں: باب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوانا،دوسری روایت کا تعاقب)

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'داود بن جبیرہ' مجہول ہے اس کا ترجمہ کتبِ رجال میں موجود نہیں ہیں۔

تیسری علت:

اس روایت کے راوی 'عطاء بن ابی مروان' کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور اور اس واقعہ پر موجود ہونا بھی مشکوک ہے، کیونکہ ان کی وفات پہلے عباسی خلیفہ 'اسفاح' کے دور میں ہوئی۔

جیسا کہ امام ابن سعدؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'عطاء بن ابی مروان پہلے عباسی خلیفہ کے دور میں فوت ہوئے'۔

(طبقات ابن سعد (عربی)، جلد 6، صحفہ 398)

امام ابن حبانؒ بھی اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'عطاء بن ابی مروان کا انتقال عباسی خلیفہ اسفاح کے دور میں ہوا'۔

(الثقات لابن حبان (عربی)، جلد 7، صفحہ 253)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راوی کی وفات 132 ہجری کے بعد ہوئی کیونکہ عباسی خلافت 132 ہجری میں شروع ہوئی، اس لئے اس کا تقریباً 100 سال پہلے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں موجود ہونا بھی ثابت نہیں اور نہ ہی اس بات کی کوئی صراحت موجود ہے۔

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایات بھی باطل و موضوع ہیں اور ان سے استدلال کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیروکاروں کو قتل کروایا اور ان کے دور میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں افعالِ قبیحہ ہوتے رہے محض تعصب و جہالت ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا گروہِ معاویہ رضی اللہ عنہ کو گمراہی پر سمجھنا

بعض روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ کے بارے میں جنگ صفین میں کہا تھا کہ وہ گمراہی پر ہیں، اس پر روافض جو روایت پیش کرتے ہیں وہ کچھ یوں ہے۔

سند:

'حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا شعبہ، عن عمروبن مرہ قال، سمعت عبداللہ بن سلمہ یقول'

متن:

عبداللہ بن سلمہ کہتا ہے کہ میں نے جنگ صفین کے موقع پر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ انتہائی بوڑھے، عمر رسید اور لمبے قد کے آدمی تھے، انہوں نے اپنے ہاتھ میں نیزہ پکڑ رکھا تھا اور ان کے ہاتھ کانپ رہے تھے، انہوں نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، میں نے تین مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں اس جھنڈے کو لے کر قتال کیا ہے، اور یہ چوتھی مرتبہ ہے،

اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اگر یہ لوگ ہمیں مارتے ہوئے ہجر کی چوٹیوں تک بھی پہنچ جائیں، تب بھی میں یہی سمجھوں گا کہ ہمارے مصلحین حق پر ہیں اور وہ (گروہِ معاویہ رضی اللہ عنہ) گمراہی پر ہے۔

(مسند احمد (اردو)، جلد 8، حدیث 19090)

(مستدرک الحاکم (اردو)، جلد 4، روایت 5651)

اسناد کا تعاقب:

یہ روایت منکر ہے کیونکہ اس روایت کے مرکزی راوی 'عبداللہ بن سلمہ' سے منکر و منفرد روایات منقول ہیں، جن کی متابعت نہیں کی گئی۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'عمرو بن مرہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن سلمہ کو احادیث بیان کرتے ہوئے سنا، ان میں سے کچھ روایات سے میں واقف تھا اور کچھ منکر تھیں یہ اس وقت عمر رسیدہ ہو چکا تھا، امام بخاریؒ کہتے ہیں اس کی نقل کردہ روایات کی متابعت نہیں کی گئی، امام ابو حاتمؒ اور امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ کچھ معروف ہے اور کچھ منکر ہے'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 4، صحفہ 121)

امام بخاریؒ بھی اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں !

'عمرو بن مرہ کہتے ہیں عبداللہ نے مجھے احادیث سنائیں، ان میں سے بعض سے میں واقف تھا اور بعض منکر تھیں، (پھر امام بخاریؒ فرماتے ہیں) اس کی بیان کردہ احادیث کی متابعت نہیں کی گئی'۔

(التاریخ الکبیر للبخاری(عربی)، جلد 5، صحفہ 99)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ 'عبداللہ بن سلمہ' سے منکر روایات بھی منقول ہیں، اور ایسی منفرد روایات بھی منقول ہیں جن میں اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

اور اِس روایت کو بیان کرنے میں بھی 'عبداللہ بن سلمہ' منفرد ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بھی منکر ہے، اور اس سے استدلال جائز نہیں۔

اس لئے اِس روایت سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ کو گمراہ سمجھتے تھے، ناجائز و حرام ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا امارتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرعون کی حکومت سے تشبیہ دینا

بعض روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ خلافت کے معاملے میں صحابہ سے تنازع کر رہے ہیں تو حضرت عائشہ نے ان کی امارت کو فرعون کی حکومت سے تشبیہ دی، وہ روایت کچھ یوں ہے۔

سند:

'اخبرنا ابوالقاسم الحسین بن محمد بن الحسن، انا ابوالقاسم بن ابی العلاء، انا عبدالرحمٰن بن محمد بن یاسر، انا علی بن یعقوب بن ابی العقب، حدثنی القاسم بن موسیٰ بن الحسن، نا عبدۃ الصفار، نا ابوداود، نا ایوب بن جابر، عن ابی اسحاق، عن الاسود بن یزید'

متن:

اسود بن یزید کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا آپ کو تعجب نہیں ہوتا کہ طلقاء میں سے ایک شخص (مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) اصحابِ رسول سے خلافت کے بارے میں جھگڑا کر رہا ہے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس میں تعجب والی کیا بات؟ یہ اللہ کی سلطنت ہے وہ نیک اور

فاجر ہر ایک کو عطا کرتا ہے، فرعون نے بھی تو مصر پر چار سو سال حکومت کی تھی۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 59، صفحہ 145)

(سیر اعلام النُبلاء (عربی)، جلد 3، صفحہ 143)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت کی سند میں تین علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'قاسم بن موسیٰ بن حسن' مجہول الحال ہے، امام ذھبیؒ نے اس کے ترجمہ میں اس پر کوئی جرح و تعدیل نقل نہیں کی۔

(تاریخ الاسلام للذھبی (عربی)، جلد 23، صفحہ 97)

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'ایوب بن جابر' سخت ضعیف ہے۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں ہے، ابن مدینیؒ کہتے ہیں یہ احادیث ایجاد کرتا تھا، امام ابو زرعہ رازیؒ کہتے ہیں یہ واہی الحدیث ہے، امام نسائیؒ نے کہا ہے یہ ضعیف ہے'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 1، صحفہ 385)

امام ذھبیؒ اس پر اخری حکم لگاتے ہوئے کہتے ہیں!

'ایوب بن جابر الیمانی ضعیف ہے'۔

(الکاشف للذھبی(عربی)، جلد 1، صحفہ 261)

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'آٹھویں طبقہ کا ضعیف راوی ہے'۔

(تقریب التہذیب(اردو)، جلد 1، صحفہ 95)

امام ابن جوزیؒ بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے فرماتے ہیں!

'یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں ہے، ابن مدینیؒ کہتے ہیں یہ احادیث وضع کرتا تھا، ابو زرعہؒ کہتے ہیں یہ واہی الحدیث ہے اور امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین (عربی)، جلد 1، صحفہ 130)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ راوی بھی ضعیف ہے اور اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

تیسری علت:

اس روایت کی تیسری علت 'ابو اسحاق السبیعی' کی تدلیس ہے، یہ تیسرے طبقہ کا مدلس ہے اور اس کی روایت کے بارے میں ہم کلام کر چکے کہ درجہِ سوم کا مدلس اگر سماع کی تصریح نہ کرے تو اس کی 'معنن' مطلقاً رد ہوتی ہے۔

(دیکھیں: باب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کروانا، پانچویں روایت کی دوسری سند کا تعاقب)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بھی باطل ہے اور اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواہش کہ میری عمر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لگ جائے:

اس روایت کے برعکس جو روایت صحیح سند سے موجود ہے اس کے مطابق تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمنا کیا کرتی تھیں کہ میری عمر بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لگ جائے، روایت کچھ یوں ہے۔

سند:

'حدثنا ابو موسیٰ ، وھلال بن بشرقالا، ثنا محمد بن خالد بن عثمۃ، اخبرنی سلیمان بن بلال، اخبرنی علقمہ بن ابی علقمہ، عن امہ، عن عائشہ قالت'

متن:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے فتنے کے دور میں لوگوں کا جو معاملہ دیکھا اس میں ہمیشہ سے میری تمنا رہی کہ اللہ میری عمر بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لگادے۔

(کتاب الطبقات لابی عروبۃ(عربی)، صحفہ 41)

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کو بُرا کہنا تو دور کی بات ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تو یہ تمنا رہی کہ ان کی عمر بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لگ جائے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت گمراہی کی بیعت

اکثر روافض، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب دو روایات کو بیان کر کے کہتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بُسر بن ابی ارطاۃ کو مدینہ بھیجا تاکہ وہ لوگوں سے بیعت لے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بارے میں کہا کہ 'یہ گمراہی کی بیعت ہے'۔

اِن دو روایات کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

'حدثنی سعید بن محمد الجرمی قال، ثنا یعقوب بن ابراہیم قال، ثنا ابی، عن محمد بن اسحاق قال، حدثنی ابونعیم وھب بن کیسان انہ سمع جابر بن عبداللہ'

متن:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، بسر بن ارطاۃ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ (دورِ

خلافت) میں مدینہ آئے تو انہوں نے کہا جب تک حضرت جابر رضی اللہ عنہ آکر میری بیعت نہ کریں گے میں بنو سلمہ کے کسی شخص کی بیعت نہیں لوں گا، تو نبی ﷺ کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور مجھے کہا کہ ان کی بیعت کر لو، میں نے اپنے بھتیجے عبداللہ کو بھی یہی کہا ہے، اور میں جانتی ہوں کہ یہ گمراہی کی بیعت ہے۔

(التاریخ الاوسط للبخاری (عربی)، جلد 1، صحفہ 228)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'سعید بن محمد جرمی' صدوق ہے مگر غالی شیعہ ہے۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یہ ثقہ ہے تاہم شیعہ ہے، ابن معینؒ کہتے ہیں یہ صدوق ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 3، صحفہ 225،226)

امام سمعانیؒ اس کے غالی شیعہ ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ !

'سعید بن محمد بن سعید جرمی اہل کوفہ میں سے ہے، یہ صدوق ہے لیکن غالی شیعہ ہے'۔

(الانساب للسمعانی(عربی)، جلد 2، صحفہ 48)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی غالی شیعہ ہے، اور ہم یہ بیان کر چکے کہ صدوق غالی شیعہ راوی کی وہ روایات جو اس کے مذہب کو تقویت دیں قبول نہیں کی جاتیں۔

دوسری علت:

اس روایت کے راوی 'محمد بن اسحاق بن یسار' یہ صدوق اور امام المغازی ہیں، لیکن ان کی بعض روایات پر کلام کیا گیا ہے، ان کا حافظہ بھی خراب ہو گیا تھا، اور یہ قدریہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔

امام ذھبیؒ ان کے ترجمہ میں فرماتے ہیں !

'امام ابوداؤدؒ کہتے ہیں یہ قدریہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا، حمید بن حبیب کی روایت ہے کہ انہوں نے محمد بن اسحاق کو دیکھا کہ ان کو قدریہ فرقے کے نظریات کی وجہ سے کوڑے لگوائے گئے، (امام ذھبیؒ کہتے ہیں) یہ صدوق ہے جن روایات کو بیان کرنے میں یہ منفرد ہے ان میں کچھ منکر روایات ہیں کیونکہ اس کے حافظہ میں خرابی تھی'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 6، صحفہ 86 تا 93)

امام ذھبیؒ اُن پر آخری حکم لگاتے ہوئے کہتے ہیں!

'محمد بن اسحاق سے عجیب وغریب روایات بھی منقول ہیں جو منکر ہیں، اور ان کی روایت سے احتجاج کے بارے میں بھی اختلاف ہے (کہ ان کی روایت قبول کی جائے گی یا نہیں)'۔

(الکاشف للذھبی(عربی)، جلد 2، صحفہ 156)

معلوم ہوا ہے کہ 'محمد بن اسحاق' کی روایات پر کلام کیا گیا ہے کیونکہ ان سے منکر روایات منقول ہیں جن کو بیان کرنے میں یہ منفرد ہیں، اور اس روایت کو بیان کرنے میں بھی یہ منفرد ہیں، اس لئے 'محمد بن سعید جرمی' کے غالی شیعہ ہونے اور 'محمد بن اسحاق' کے تفرد کی وجہ سے یہ روایت باطل ہے اس سے احتجاج جائز نہیں، اس لئے اس روایت کو دلیل بنا کر یہ کہنا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کو گمراہی کی بیعت سمجھتی تھیں، جائز نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت دو اسناد سے مروی ہے۔

پہلی سند:

'اخبرناابوبکر الباطرقانی، اخبرنا ابوعبداللہ بن مندہ،عن ابیہ عبداللہ،عن ابوسعید بن یونس، حدثنا اسامہ بن احمد بن اسامہ التجیبی، حدثنا احمد بن یحییٰ بن الوزیر، حدثنا عبدالحمید بن الولید، حدثنی الھیثم بن عدی، عن عبداللہ بن عیاش،عن الشعبی'

متن:

شعبی کہتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بسر بن ابی ارطاۃ کو ایک لشکر کے ساتھ شام سے روانہ کیا تو وہ چل پڑا یہاں تک کہ وہ مدینہ پہنچ گیا، اُس وقت وہاں کے گورنر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف کوفہ بھاگ گئے، پھر بسر بن ابی ارطاۃ منبر پر چڑھ گیا اور اور کہنے لگا، اے دینار، اے زندیق، اے نجار، میں نے اس مقام پر سخی شیخ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عہد کیا تھا، اے اہل مدینہ، اگر میں نے امیر المؤمنین سے عہد نہ کیا ہوتا تو میں تمہارے ہر بالغ شخص کو قتل کر دیتا، اہل مدینہ نے اس کے ہاتھ پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، اور اس نے بنو سلمہ کی طرف پیغام بھیجا کہ اللہ کی قسم میرے پاس تمہارے لئے کوئی امان نہیں اور نہ ہی تمہاری بیعت قبول ہے جب تک تم صحابیِ رسول ﷺ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس نہ بھیجو، تو

حضرت جابر رضی اللہ عنہ خفیہ طور پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اور ان کو کہا 'امی! میں اپنے دین پر خدشہ محسوس کرتا ہوں کیونکہ یہ گمراہی کی بیعت ہے'۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 10، صحفہ 153،152)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں تین علتیں ہیں!

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'اسامہ بن احمد' منکر ہے۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'اس سے ابو سعید بن یونس نے روایات نقل کی ہیں اور کہا ہے یہ معروف ہے لیکن یہ منکر ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 1، صحفہ 246)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی منکر ہے اور اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'عبدالحمید بن ولید' مجہول الحال ہے، مؤرخ ابن یونس مصری نے اس کے ترجمہ میں اس پر کوئی الفاظِ جرح وتعدیل نقل نہیں کیے۔

(تاریخ ابن یونس مصری (عربی)، جلد 1، صحفہ 294،295)

تیسری علت:

اس روایت کا راوی 'ہیثم بن عدی' کذاب اور متروک الحدیث ہے، اس لیے اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں، اس راوی کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

(دیکھیں: باب حضرت امیر معاویہ کا مال کی خاطر حضرت حکم بن عمرو کو قید کرنا، تیسری سند کا تعاقب)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بھی موضوع ہے اور اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

دوسری سند:

'فذکر عن زیاد بن عبداللہ البکائی، عن عوانہ قال'

(تاریخِ طبری (عربی)، جلد 5، صحفہ 139،140)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں تین علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کے راوی 'زیاد بن عبداللہ بکائی' کے بارے میں کلام کیا گیا ہے کہ سیرت کے بارے میں بیان کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں اس کے علاوہ روایت بیان کرنے میں ضعیف ہے۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں سیرت کے بارے میں بیان کرے تو کوئی حرج نہیں سیرت کے علاوہ روایات میں یہ قابلِ اعتماد نہیں ہے، علی بن مدینیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، پھر اسے ترک کر دیا، امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا، امام بخاریؒ نے اس کی ایک روایت متابعت میں نقل کی ہے، امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، ابن سعد کہتے ہیں محدثین کے نزدیک یہ ضعیف ہے'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 3، صحفہ 139)

معلوم ہوا کہ یہ راوی سیرت کے باب میں تو حجت ہے لیکن دیگر روایات میں اس سے استدلال جائز نہیں۔

دوسری علت:

طبری نے زیاد بن عبداللہ تک سند بیان نہیں کی، اور ان دونوں نے ایک دوسرے کا زمانہ نہیں پایا، زیاد بن عبداللہ 183 ہجری میں فوت ہوا جبکہ طبری 224 ہجری میں پیدا ہوا۔

امام ذھبیؒ، زیاد کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'زیاد کا انتقال سنہ 183 ہجری میں ہوا'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 3، صحفہ 140)

اور طبری کے بارے میں امام ذھبیؒ فرماتے ہیں!

'طبری سنہ 224 ہجری میں پیدا ہوا'۔

(سیر اعلام النُبلاء (عربی)، جلد 14، صحفہ 267)

اس لیے طبری سے زیاد تک سند نامعلوم و منقطع ہونے کی وجہ سے یہ روایت مردود ہے۔

تیسری علت:

اس روایت کے راوی 'عوانہ بن حکم الکلبی' نے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، اس

لیے یہ روایت منقطع ہے، عوانہ سنہ 147 ہجری میں فوت ہوا۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'محمد بن اسحاق الندیم کہتے ہیں کہ یہ سنہ 147 ہجری میں فوت ہوا'۔

(سیر اعلام النُبلاء (عربی)، جلد 7، صحفہ 201)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پوری سند ہی منقطع اور مردود ہے اور اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

پس ثابت ہوا کہ یہ دونوں روایات باطل ہیں اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طرف ان الفاظ کی نسبت کرنا جائز نہیں، ان روایات کے برعکس مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ 'یہ گمراہی کی بیعت ہے' ملاحظہ فرمائیں۔

سند:

'حدثنا ابواسامہ قال، حدثنی الولید بن کثیر، عن وھب بن کیسان قال سمعت جابر'

متن:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں (بیعت کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان کو ساری بات بتائی تو انہوں نے فرمایا، اے میرے بھتیجے جاؤ اور بیعت کر لو اور اپنے اور اپنی قوم کے خون کا تحفظ کرو، کیونکہ میں نے بھی اپنے بھتیجے کو بیعت کا حکم دیا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، جلد 9، روایت 31203)

اس روایت میں کہیں پر بھی یہ جملہ نہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا یا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بارے میں یہ کہا ہو کہ ان کی بیعت گمراہی کی بیعت ہے، اس کے برعکس باطل و موضوع روایات کو دلیل بنا کر صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرنا خود گمراہی ہے۔

امام احمدؒ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گمراہ ہیں

بعض روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہاہے کہ وہ گھریلو گدھے سے بھی زیادہ گمراہ ہیں (معاذاللہ)،اس پر روافض جو روایت پیش کرتے ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں۔

سند:

'اخبرنا عبدالملک بن ابی القاسم قال، حدثنا محمد بن احمد بن بشر الحافظ قال، حدثنا احمد بن الحسین الرازی قال، حدثنا محمد بن مخلدقال ،سمعت اباسعید ھشام بن منصور البخاری یقول ،سمعت احمد بن حنبل یقول'

متن:

امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو نہ مانے وہ اپنے گھریلو گدھے سے بھی زیادہ گمراہ ہے۔

(مناقب امام احمد لابن جوزی (عربی)، صحفہ 220)

اس روایت کو دلیل بنا کر روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ امام احمدؒ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات کہی ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ اس روایت میں کہیں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو نہ مانے، اور ایسی کوئی روایت موجود نہیں جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا ہو کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہیں مانتا، اس لئے اس قول کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سمجھنا جہالت اور تعصب کے سوا کچھ نہیں۔

دوسری بات یہ کہ یہ روایت سنداً بھی صحیح نہیں اور یہ قول امام احمدؒ سے سنداً ثابت ہی نہیں ہے۔

اس قول کی اسنادی حیثیت ملاحظہ فرمائیں۔

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'محمد بن احمد بن بشر' مجہول ہے، اس کے ترجمہ میں امام ابن عساکرؒ نے اس کی کوئی تفصیل یا اس پر کوئی جرح و تعدیل نقل نہیں کی۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 51، صحفہ 20)

دوسری علت:

اس روایت کا مرکزی راوی 'ابو سعید ھشام بن منصور البخاری' مجہول الحال ہے، امام خطیب بغدادیؒ نے اس پر بھی کوئی جرح و تعدیل نقل نہیں فرمائی۔

(تاریخ بغداد (عربی)، جلد 16، صحفہ 73)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں اور یہ قول امام احمدؒ سے ثابت ہی نہیں اس لئے اس قول سے کسی طرح کا استدلال جائز نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کی رائے:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کی کیا رائے تھی وہ ملاحظہ فرمائیں۔

سند:

'اخبرنا محمد بن ناصر قال، انبانا الحسن بن احمد الفقيہ قال، اخبرنا محمد بن احمد، حدثنا ابن اسلم قال، اخبرنا احمد بن عبدالخالق قال، حدثنا ابوبکر المروذی قال، قیل لابی عبداللہ احمد بن حنبل'

متن:

امام مروذیؒ کہتے ہیں امام احمدؒ سے پوچھا گیا، آپ جو کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوا اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو امام احمدؒ نے کہا میں ان کے بارے میں اچھی بات کے سوا کچھ نہیں کہتا، پھر امام مروذیؒ کہتے ہیں، امام احمدؒ کے سامنے اصحابِ رسول ﷺ کا ذکر ہوا، تو امام احمدؒ نے فرمایا، سب پر اللہ کی رحمت ہو، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر، اور حضرت عمرو بن العاص پر رضی اللہ عنہ، اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ان سب پر، اور اللہ نے ان کی صفت اپنی کتاب (قرآن) میں بیان کی ہے کہ 'ان کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان سے ہے' (سورۃ الفتح، آیت 29)

(مناقب امام احمد لابن جوزی (عربی)، صحفہ 220،221)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام احمدؒ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر تمام صحابہ کے بارے میں صرف ذکرِ خیر کرنے کے قائل تھے اور کسی کے بارے میں بھی کوئی غلط رائے نہیں رکھتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نماز میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے بد دعا کرنا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر روافض ایک اور روایت کو بنیاد بنا کر طعن کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ پر نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھی یعنی ان کے لیے بدُعا کی کہ اے اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ پر پکڑ کر۔

روایت کچھ یوں ہے!

سند:

'حدثنا هشيم قال، اخبرنا حصين قال، حدثنا عبدالرحمن بن معقل قال'

متن:

عبدالرحمن بن معقل کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، انہوں نے اس میں قنوت پڑھی، اور قنوت میں یہ کہا اے اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کے گروہ، اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور اس کے گروہ، اور ابو اعور سلمی اور عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ اور اس کے گروہ پر پکڑ کر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، جلد 2، روایت 7123)

اس روایت کو دلیل بنا کر روافض حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کے بارے میں بددُعا کی۔

اس روایت کے بارے میں دو طرح کی رائے موجود ہے۔(اور ہماری رائے دوسری ہے)

پہلی رائے:

اس روایت کے بارے میں بعض لوگوں کی رائے ہے کہ یہ روایت ہی 'شاذ' ہے، کیونکہ اُن کے نزدیک اس روایت کے دیگر تمام طُرق میں جن لوگوں کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بددُعا کی ان کے نام موجود نہیں، صرف 'ھشیم' کی روایت میں ہی یہ نام موجود ہیں۔

اس روایت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چار لوگوں نے نقل کیا ہے۔

1: عبداللہ بن معقل

2: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ

3: عبداللہ بن حبیب

4:عبدالرحمٰن بن معقل

عبداللہ بن معقل کی روایت:

عبداللہ بن معقل سے اس روایت کو 3 راویوں نے نقل کیا ہے۔

1:سلمہ بن کہیل

'عبدالرزاق، عن یحییٰ، عن الثوری، عن سلمہ بن کھیل، عن عبداللہ بن معقل'

(مصنف عبدالرزاق(اردو)، جلد 2، روایت 4976)

2:حکم بن عتیبہ

'حدثنا حمید بن مسعدۃالسامی قال، حدثنایزید بن زریع قال، حدثناشعبہ، عن الحکم بن عتیبہ، عن عبداللہ بن معقل'

(تہذیب الاثار(عربی)، جلد 2، صحفہ 359)

3:ابو حصین

عبداللہ بن معقل سے ابو حصین نے اور اُن سے اس روایت کو 'سفیان' اور 'شعبہ' نے نقل کیا ہے۔

'حدثنا ابن بشارقال، حدثنا عبدالرحمٰن قال، حدثنا سفیان، عن ابی حصین، عن عبداللہ بن معقل'

(تہذیب الاثار (عربی)، جلد 2، صحفہ 360)

'حدثنا ابن بشارقال، حدثنا عبدالرحمٰن قال، حدثنا شعبہ، عن ابی حصین، عن عبداللہ بن معقل'

(تہذیب الاثار (عربی)، جلد 2، صحفہ 360)

عبداللہ بن معقل کی ان تمام کی تمام روایات میں صرف اتنا ہے کہ 'حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فجر یا مغرب کی نماز میں قنوتِ نازلہ پڑھی'، اس روایت میں کہیں پر بھی کسی کا نام موجود نہیں کہ کس کے بارے میں پڑھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی روایت:

سند:

'حدثنا ابن حمید قال، حدثنا ھارون، عن عمرو، عن ابن ابی لیلیٰ'

متن:

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں قنوت (قنوتِ نازلہ) پڑھی۔

(تہذیب الاثار (عربی)، جلد 2، صحفہ 360)

اس روایت میں بھی ان لوگوں کا نام مذکور نہیں جن پر قنوتِ نازلہ پڑھی گئی۔

عبداللہ بن حبیب کی روایت:

سند:

'عبدالرزاق، عن جعفر، عن عطاء بن السائب، عن عبداللہ بن حبیب'

متن:

عبداللہ بن حبیب کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں رکوع سے پہلے قنوت نازلہ پڑھتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق (اردو)، جلد 2، روایت 4974)

اس روایت میں بھی ان لوگوں کا نام مذکور نہیں۔

عبدالرحمٰن بن معقل کی روایت:

عبدالرحمٰن بن معقل سے اس روایت کو 3 راویوں نے نقل کیا ہے۔

1: سلمہ بن کہیل

'حدثنا علی بن الحسن قال، ثنا عبداللہ، عن سفیان عن سلمہ بن کھیل،عن عبدالرحمٰن بن معقل '

(الاوسط لابن المنذر (عربی)، جلد 5، صفحہ 212)

سلمہ بن کہیل کی روایت میں بھی کسی کا نام موجود نہیں۔

2: عبید بن الحسن

'حدثنا ابن المثنی قال، حدثنا ابوداؤد قال، حدثنا شعبہ، عن عبید بن الحسن قال سمعت عبدالرحمٰن بن معقل '

(تہذیب الاثار (عربی)، جلد 2، صفحہ 360)

تہذیب الاثار میں بھی 'عبدالرحمن بن معقل 'کی 'عبید بن الحسن اور شعبہ 'کے حوالے سے بیان کردہ روایت میں بھی کسی کا نام موجود نہیں، لیکن یعقوب فسوی نے جب اسی روایت کو 'عبید اللہ بن معاذ 'کی سند سے نقل کیا تو اس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کی زیادت نقل کر دی، ملاحظہ فرمائیں۔

سند:

'حدثنا عبیداللہ بن معاذ قال، حدثنی ابی قال، ثنا شعبہ، عن عبید بن الحسن ، سمع عبدالرحمن بن معقل یقول'

متن:

عبدالرحمٰن بن معقل کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز میں رکوع کے بعد قنوتِ نازلہ پڑھی اور قنوت میں پانچ لوگوں پر بددُعا کی معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابواعور پر۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ للفسوی (عربی)، جلد 3، صحفہ 135)

لیکن یعقوب فسوی کی کتاب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابواعور کے نام کی زیادت درست نہیں کیونکہ امام بیہقیؒ نے بھی اس روایت کو 'عبیداللہ بن معاذ' اور امام ذھبیؒ نے اس کے والد 'معاذ بن معاذ' کی سند سے 'عبداللہ بن معقل' سے نقل کیا ہے اور اُن میں یہ زیادت موجود نہیں۔

امام بیہقیؒ نقل فرماتے ہیں!

سند:

'اخبرنا ابوعبداللہ الحافظ، انباناابو عمرو بن مطر، ثنا یحییٰ بن محمد،ثنا عبیداللہ بن معاذ، عن ابی، ثنا شعبہ، عن عبید بن الحسن، سمع عبدالرحمٰن بن معقل یقول'

متن:

عبدالرحمٰن بن معقل کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھی اور قنوت میں پانچ لوگوں اوران کے ساتھیوں پر بدُعا کی۔

(سنن الکبریٰ بیہقی (عربی)، جلد2،روایت 3325)

امام ذھبیؒ نقل فرماتے ہیں!

سند:

'معاذ بن معاذ، نا شعبہ، عن عبید بن الحسن، عن عبداللہ بن معقل قال'

متن:

عبداللہ بن معقل کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوتِ نازلہ پڑھی،اور قنوت میں پانچ لوگوں کے بارے میں بدُعا کی۔

(تنقیح التحقیق للذھبی (عربی)، صفحہ 245،246)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ 'عبید بن الحسن' کی 'عبداللہ بن معقل' اور 'عبدالرحمن بن معقل' سے بیان کردہ روایت میں بھی کسی کا نام موجود نہیں اور یعقوب فسوی کی بیان کردہ زیادت درست نہیں۔

3: حصین

حصین سے عبدالرحمٰن بن معقل کی روایت کو حصین کے تین شاگردوں نے نقل کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

شعبہ:

'حدثنا ابوبکرہ قال، ثنا ابوداود، عن شعبہ قال، اخبرنی حصین بن عبدالرحمٰن قال، سمعت عبدالرحمٰن بن معقل'

(شرح معانی الاثار (عربی)، جلد 1، صفحہ 252)

شریک بن عبداللہ:

'حدثنا شریک، عن حصین ، عن عبدالرحمن بن معقل'

(مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، جلد 2، روایت 7130)

حصین سے ان کے شاگرد 'شعبہ' اور 'شریک' نے جب اس روایت کو نقل کیا تو اس میں کسی کا نام نہیں آیا، لیکن جب ان کے تیسرے شاگرد 'ہشیم' نے اس روایت کو ان سے بیان کیا تو اس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر کے نام ذکر کر دیے، اس لئے 'ہشیم' کی روایت ایک جماعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ ہے۔

'ہشیم' کے علاوہ یہ روایت 'علقمہ' سے بھی مروی ہے۔

سند:

'وقال ابن المجالد، عن ابیہ، عن ابراہیم، عن علقمہ والاسود'

متن:

علقمہ اور اسود کہتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی پر قنوتِ نازلہ نہیں پڑھی، ماسوائے اس صورت میں کہ آپ کسی جنگ میں ہوتے تھے، اس وقت آپ تمام نمازوں میں قنوتِ نازلہ پڑھتے تھے، اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے انتقال تک کبھی قنوتِ نازلہ نہیں پڑھی، یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی نہیں پڑھی، لیکن جب انہوں نے

اہل شام کے ساتھ جنگ کی تو وہ تمام نمازوں میں قنوتِ نازلہ پڑھتے تھے،اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی قنوتِ نازلہ پڑھتے تھے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف بددُعا کرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق(اردو)،جلد2،روایت 4953)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'اسماعیل بن مجالد بن سعید' صدوق ہے مگر روایت میں غلطیاں کرتا ہے۔

امام ابن حجرؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'آٹھویں طبقہ کا صدوق خطاء کار راوی ہے'۔

(تقریب التہذیب(اردو)،جلد 1،صحفہ 78)

دوسری علت:

اسماعیل بن مجالد کا والد 'مجالد بن سعید ہمدانی' ضعیف ہے اور اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں،

اس راوی کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

(دیکھیں: باب معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دینا، پہلی سند کا تعاقب)

اس لئے اس روایت سے استدلال جائز نہیں۔

جن کے نزدیک 'ہشیم' کی روایت شاذ ہے، وہ ان روایات کے بارے میں کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قنوتِ نازلہ خوارج وغیرہ کے بارے میں پڑھی۔

دوسری رائے:

اس روایت کے بارے میں دوسری رائے (اور یہی ہماری رائے) ہے کہ یہ روایت صحیح ہے کیونکہ 'ہشیم' کی روایت کی متابعت میں 'علقمہ' سے صحیح سند کے ساتھ بھی یہ روایت مروی ہے۔

سند:

'حدثنامحمد بن احمد، ثنا بشر بن موسیٰ، ثنا المقری، ثنا ابو حنیفہ، عن حماد، عن ابراہیم، عن علقمہ'

متن:

علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کبھی قنوتِ نازلہ

نہیں پڑھی،اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی نہیں کی، لیکن جب ان کی اہل شام سے جنگ ہوئی تو وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر قنوتِ نازلہ کرتے تھے۔

(مسند امام ابو حنیفہ لابی نعیم (عربی)، صحفہ 83)

یہ روایت صحیح ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے قنوت کرنا ثابت ہے، لیکن علقمہ کی دوسری روایت جس میں یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قنوتِ نازلہ کرتے تھے وہ روایت صحیح نہیں جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے،اس لئے یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں ایک دوسرے پر قنوتِ نازلہ کرتے تھے درست نہیں۔

اس روایت کی بناءپر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن جائز نہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حالتِ جنگ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے بددُعا کی کہ اے اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر پکڑ کر، لیکن یہ بددُعا کرنا ایک وقتی غصے اور تکلیف کی وجہ سے تھا، جیسا کہ انسان غصے یا تکلیف میں کسی کے لئے بددُعا کر دیتا ہے،اس لئے اس بات کو دلیل بنانا کہ 'حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے بددُعا کی 'اور پھر اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ

عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وغیرہ کی شان میں گستاخی شروع کر دینا حرام ہے، کیونکہ یہ عمل صرف ایک وقتی غصے کی وجہ سے تھا، اور اس بدُعا کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا سمجھتے تھے یا ان سے نفرت کرتے تھے، اکثر ماں، باپ بھی اپنی اولاد کو یا بھائی دوسرے بھائی کو یا کوئی شخص اپنے کسی عزیز کو غصے میں ایسی بدُعا دے دیتا ہے، تو جیسے اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں اس لئے بدُعا دی بلکہ اس سے پہنچنے والی کسی تکلیف کی وجہ سے بدُعا دے دی، ویسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جنگ کی حالت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے یہ بدُعا کرنا بھی اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے نفرت کرتے تھے، بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو ان کے بارے میں کہتے تھے وہ ہمارے بھائی ہیں، اور یہ بات تو روافض کی اپنی کتب میں موجود ہے۔

شیعہ زاکر عبداللہ بن جعفر الحمیری لکھتا ہے!

'امام جعفرؒ کہتے ہیں میں نے اپنے والد (امام باقرؒ) سے سُنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے مدِمقابل (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں) میں سے کسی کو مشرک یا منافق نہیں سمجھتے تھے، بلکہ وہ یوں کہتے تھے وہ ہمارے بھائی ہیں، بس انہوں نے بغاوت کی'۔

(قرب الاسناد (عربی)، صحفہ 94)

اور شیعہ ابن ابی الحدید لکھتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صفین سے واپسی پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا!

'اے لوگو! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کو بُرا نہ جانو جب وہ تم میں نہیں ہوں گے تو تم سَروں کو گردنوں سے اِس طرح الگ ہو کر گرتے دیکھو گے جیسے حنظل گرتا ہے'۔

(شرح ابن ابی الحدید (عربی)، جلد 16، صحفہ 26)

یہ روایت کتبِ اہلسنت میں بھی موجود ہے 'تاریخ مدینہ دمشق (عربی)، جلد 59، صحفہ 152، 151' پر امام ابن عساکرؒ نے 6 اسناد کے ساتھ یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

اور بھی ایسی کئی روایات ہیں جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی تعریف کی، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو بُرا نہیں سمجھتے تھے اور نہ ہی ان سے نفرت کرتے تھے، اور ہم یہ بھی بیان کر چکے کہ بندہ غصے اور تکلیف میں اپنے پیاروں اور عزیزوں کو بھی بددُعا دے دیتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے بددُعا کرنا بھی بلکل ایسا ہی تھا، اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بددُعا کا یہ مقصد ہوتا کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے نفرت کرتے تھے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کبھی بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے ان کی بیعت نہ کرتے، اور نہ ہی ان سے وظائف اور تحائف لیتے، بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ جس شخص سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نفرت کرتے ہوں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اس شخص کی بیعت کرتے؟ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا یہ عمل آج بھی روافض کے منہ پر طمانچہ ہے جو مشاجراتِ صحابہ کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام پر طعن شروع کر دیتے ہیں۔

اس لئے مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت کو دلیل بنا کر یہ کہنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے نفرت کرتے تھے اس لئے بددُعا کی اور پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید شروع کر دینا حرام ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرے پر لعنت کرنا

گزشتہ باب میں ہم نے بیان کیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے قنوتِ نازلہ میں یہ الفاظ ثابت ہیں کہ 'اے اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر پکڑ کر'، اور اس کی تفصیل بھی ہم بیان کر چکے کہ اس سے مراد یہ ہر گز نہیں تھی کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے نفرت کرتے تھے، اور اس روایت کو دلیل بنا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا بھی جائز نہیں۔

روافض یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر قنوت میں لعنت کرتے تھے، اور پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنا شروع کر دیا، اس اعتراض پر روافض جو روایت پیش کرتے ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں۔

سند:

'قال ابومخنف، حدثنی ابوجناب الکلبی'

متن:

(ابو جناب کلبی نے ایک طویل روایت نقل کی ہے اور آخر پر کہتا ہے کہ)حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے تو اس میں قنوتِ نازلہ پڑھتے اور کہتے اللہ کی لعنت ہو معاویہ پر، عمرو پر، ابواعور سلمی پر، حبیب پر، عبدالرحمن بن خالد پر، ضحاک بن قیس پر اور ولید پر، جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے بھی قنوتِ نازلہ میں یہ کہنا شروع کر دیا لعنت ہو علی پر، ابن عباس پر، اشتر پر، حسن پر اور حسین پر۔

(تاریخِ طبری (عربی)، جلد 5، صحفہ 70،71)

یہ روایت ابن کثیر نے 'البدایہ والنہایہ (عربی)، جلد 10، صحفہ 575' پر اور بلاذری نے 'انساب الاشراف (عربی)، جلد 3، صحفہ 126' پر نقل کیا ہے ان کے علاوہ امام ابن اثیر، امام ابوالفداء، اور امام ابن خلدون نے بھی اس روایت کو اِسی (ابو مخنف کی) سند سے نقل کیا ہے۔

اسناد کا تعاقب :

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت :

اس روایت کا پہلا راوی 'ابو مخنف لوط بن یحییٰ' رافضی اور متروک الحدیث ہے اور اس کی روایت

سے کسی صورت استدلال جائز نہیں،اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

(دیکھیں: باب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کروانا، تیسری سند کا تعاقب)

دوسری علت:

اس روایت کا دوسرا راوی 'یحییٰ بن ابو حیہ ،ابو جناب کلبی' یہ بھی سخت ضعیف ہے،اس سے منکر روایات مروی ہیں،اوراس پر متروک تک کی جرح کی گئی ہے،اس لئے اس سے استدلال جائز نہیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یحییٰ بن سعید القطانؒ کہتے ہیں میں اس چیز کو حلال قرار نہیں دیتا کہ اس سے روایت نقل کروں،امام نسائیؒ اورامام دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے،فلاس کہتے ہیں یہ متروک ہے'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد7، صحفہ 176)

امام ذھبیؒ اس پر آخری حکم لگاتے ہوئے کہتے ہیں!

'امام نسائی وغیرہ نے کہا ہے یہ قوی نہیں ہے'۔

(الکاشف للذھبی(عربی)، جلد2، صحفہ 364)

امام ابن جوزیؒ نے بھی اس کو 'الضعفاء والمتروکین 'میں شامل کیا اور فرماتے ہیں !

'ابو نعیم کہتے ہیں تدلیس کرتا ہے منکر روایات بیان کرتا ہے، عمرو بن علی نے کہا ہے یہ متروک الحدیث ہے، یحییٰ بن سعید، عثمان بن سعید، نسائی اور دار قطنی کہتے ہیں یہ ضعیف ہے '۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین (عربی)، جلد 3، صحفہ 193)

معلوم ہوا کہ 'ابو جناب کلبی ' بھی سخت ضعیف و متروک راوی ہے اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

اس سب سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے، اس لئے یہ کہنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نماز میں ایک دوسرے پر لعنت کرتے تھے کسی صورت جائز نہیں، یہ روایت جس کتاب میں بھی ہے 'ابو مخنف ' کی سند سے ہی منقول ہے، اور ابو مخنف کذاب اور متروک الحدیث ہے، اس لئے اس روایت سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

امام اعمشؒ کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید

روافض کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کے مطالبہ کو جھوٹ اور بہانہ ثابت کرنے کے لئے امام اعمشؒ کی طرف منسوب ایک قول پیش کیا جاتا ہے، کہ امام اعمشؒ نے قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کے مطالبہ کے بارے میں یہ کہا کہ یہ بس ایک ڈھونگ اور بہانہ تھا، وہ روایت کچھ یوں ہے!

سند:

'وحدثنی عبداللہ بن صالح العجلی، عن عبیداللہ بن موسیٰ قال'

متن:

عبیداللہ بن موسیٰ کہتا ہے کہ اعمشؒ کے پاس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو (لوگوں نے) کہا، وہ حلیم تھے، تو اعمشؒ نے کہا وہ کیسے حلیم ہو گئے؟ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی اور اس شخص سے قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کیا جس نے انہیں قتل نہیں کیا تھا، بھلا وہ اور قصاصِ

عثمان رضی اللہ عنہ ؟ دوسرے لوگ ان سے زیادہ قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کے حقدار تھے۔

(انساب الاشراف (عربی)، جلد 5، صحفہ 137)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'عبید اللہ بن موسیٰ کوفی' اپنی ذات کے اعتبار سے ثقہ ہے لیکن یہ غالی شیعہ اور رافضی ہے، اور اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'اپنی ذات کے اعتبار سے ثقہ ہے لیکن یہ شیعہ تھا اور جل جانے والا شخص تھا (غالی رافضی شیعہ تھا) امام ابوداؤدؒ کہتے ہیں یہ شیعہ تھا اور جل جانے والا شخص تھا، میمونی کہتے ہیں امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں عبید اللہ اختلاط کا شکار ہو جاتا تھا، اس نے منکر روایات بیان کی ہیں، ایک مرتبہ ایک شخص نے امام احمدؒ بن حنبل سے اِس سے روایات نقل کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے منع کر دیا'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 7، صحفہ 176)

امام ذھبیؒ اس کے بارے میں آخری حکم لگاتے ہوئے فرماتے ہیں!

'ثقہ ہے، بدعتی شیعہ ہے'۔

(الکاشف للذھبی(عربی)، جلد 1، صحفہ 687)

امام ابن حجرؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام احمدؒ کہتے ہیں یہ اختلاط کا شکار تھا، اور اس سے منکر روایات منقول ہیں، یعقوب فسوی کہتے ہیں یہ شیعہ تھا، اور اگر کوئی کہے رافضی تھا تو میں اس کا انکار نہیں کروں گا، اور یہ منکر الحدیث تھا'۔

(تہذیب التہذیب(عربی)، جلد 4، صحفہ 350،351)

اس سب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی بدعتی شیعہ تھا، اور اس سے منکر روایات منقول ہیں، اور ہم یہ اصول بیان کر چکے ہیں کہ جب ایک ثقہ و صدوق بدعتی/رافضی شیعہ ایسی روایت بیان کرے جو اس کے مذہب کو تقویت دے تو وہ منکر ہوتی ہے، اور اس کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

دوسری علت:

عبیداللہ بن موسیٰ کی اعمشؒ سے کی گئی روایت منکر ہوتی ہے۔

جیسا کہ امام احمدؒ بن حنبلؒ نے صراحت فرمائی ہے!

'ابن ھانی نے امام احمد سے عبیداللہ بن موسیٰ کے بارے میں پوچھا تو امام احمدؒ نے فرمایا، جو روایات یہ اپنے مشائخ سے بیان کرے وہ نہ لکھنا، اور جو روایات اعمشؒ سے بیان کرے وہ منکر ہوں گی وہ بھی نہ لکھنا'۔

(مسائل احمد روایۃ ابن ھانی (عربی)، جلد 2، صحفہ 236)

(موسوعۃ اقوال الامام احمد فی رجال الحدیث وعللہ (عربی)، جلد 2، صحفہ 411)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بھی منکر ہے کیونکہ اس میں بھی 'عبیداللہ بن موسیٰ'، امام اعمشؒ سے ہی روایت کر رہا ہے، اور عبیداللہ خود رافضی ہے، اس لئے یہ روایت باطل ہے اور اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے بددُعا کرنا

اکثر روافض ایک اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابی بکر کو قتل کروایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر نماز میں بددُعا کرنا شروع کر دیا، اس اعتراض پر پیش کی جانے والی روایت ملاحظہ فرمائیں۔

سند:

'قال ابومخنف، حدثنی محمد بن یوسف بن ثابت الانصاری، عن شیخ من اهل المدینہ قال'

متن:

محمد بن یوسف کہتا ہے کہ اہل مدینہ میں سے میرے ایک شیخ نے مجھے روایت بیان کی (طویل روایت ہے جس میں ہے) کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو قتل کروا کر ان کی لاش کو گدھے پر لاد دیا، پھر ان کی لاش کو آگ لگوادی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ

بہت افسردہ ہوئیں، اور انہوں نے ہر نماز میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کے لیے بددُعا کرنا شروع کر دی، اور انہوں نے محمد بن ابی بکر کی اولاد کو اپنے پاس رکھ لیا، قاسم بن محمد بن ابی بکر کی پرورش انہوں نے ہی کی۔

(تاریخِ طبری (عربی)، جلد 5، صحفہ 102 تا 105)

اسناد کا تعاقب:

اس روایت میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'ابو مخنف لوط بن یحییٰ' کذاب اور متروک الحدیث ہے، اس کا ترجمہ گزر چکا۔

(دیکھیں: باب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کروانا، تیسری سند کا تعاقب)

دوسری علت:

اس روایت کو بیان کرنے والا محمد بن یوسف کا 'شیخ' مجہول ہے، یہ کون ہے؟ ثقہ ہے یا نہیں؟ اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا یا نہیں؟ اس سب کے معلوم کیے بغیر اس کی روایت کو قبول

نہیں کیا جاسکتا۔

اس سب سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے اس لئے اس سے استدلال جائز نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دُعا:

اس روایت کے برعکس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دُعا کرنا ثابت ہے اور وہ کیا دُعا تھی ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے فتنے کے دور میں لوگوں کا جو معاملہ دیکھا اس میں ہمیشہ سے میری تمنا رہی کہ اللہ میری عمر بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لگادے۔

(کتاب الطبقات لابی عروبۃ (عربی)، صحفہ 41)

(یہ روایت مع سند پہلے بیان کی جاچکی ہے دیکھیں: باب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا امارتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرعون کی حکومت سے تشبیہ دینا)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی لمبی زندگی کی دُعا کیا کرتی تھیں، نہ کہ کوئی بددُعا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کلیجہ چبانے والی کا بیٹا کہنا

روافض اکثر یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حجر بن عدی کو پکڑ کر قتل کروایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان پر غصہ آیا اور انہوں نے غصے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہوئے ان کو 'کلیجہ چبانے والی کا بیٹا' کہا، اس اعتراض پر پیش کی جانے والی روایت ملاحظہ فرمائیں۔

سند:

'حدثنی ابوفراس الشامی، عن هشام بن الکلبی، عن ابیه ان مسروقا قال'

متن:

مسروق کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجر بن عدی کے قتل کے بارے میں فرمایا، اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پتہ ہوتا کہ کوفہ والوں میں غیرت باقی ہے تو وہ کبھی حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں کو قتل نہ کرتے، لیکن کلیجہ چبانے والی کے بیٹے نے اب جان لیا ہے کہ لوگ اٹھ چکے ہیں۔

(انساب الاشراف(عربی)، جلد 5، صحفہ 272)

یہ روایت امام ابن عبد البر نے بھی 'الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب(عربی)، جلد 2، صحفہ 388' پر مسروق کے حوالے سے بغیر سند کے نقل کی ہے، یعنی اس کی یہی ایک ہی سند ہے جو 'انساب الاشراف' میں ہے۔

اسناد کا تعاقب:

اس روایت میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'ہشام بن محمد بن سائب کلبی' رافضی اور متروک الحدیث راوی ہے۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام احمدؒ کہتے ہیں میں یہ گمان نہیں کرتا کہ کسی نے اس کے حوالے سے حدیث روایت کی ہو گی (یعنی اس کی روایت کو قبول کیا ہو گا) امام دار قطنیؒ اور دیگر حضرات نے کہا ہے یہ متروک ہے، امام ابن عساکر کہتے ہیں یہ رافضی ہے اور ثقہ نہیں ہے، (امام ذھبیؒ کہتے ہیں) ہشام کو ثقہ قرار نہیں دیا گیا'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 7، صحفہ 111،110)

امام ذھبیؒ اس کو 'المغنی' میں شامل کر کے کہتے ہیں!

'اس کو ترک کر دیا گیا'۔

(المغنی فی الضعفاء(عربی)، جلد 2، صحفہ 371)

امام ابن حبانؒ نے اس کو 'المجروحین' میں شامل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی ان کے نزدیک بھی ضعیف ہے اور کہتے ہیں!

'یہ غالی شیعہ تھا'۔

(کتاب المجروحین من المحدثین(عربی)، جلد 2، صحفہ 439)

امام ابن جوزیؒ بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے فرماتے ہیں!

'امام احمدؒ کہتے ہیں مجھے نہیں لگتا کہ کسی نے اس سے حدیث لی ہو گی (یعنی اس کی حدیث کو قبول کیا ہو گا)، اور امام دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ متروک ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین(عربی)، جلد 3، صحفہ 176)

ان تمام جروحات سے معلوم ہوتا ہے کہ 'ہشام بن محمد سائب کلبی' رافضی اور متروک راوی ہے اور اس کی روایت کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔

دوسری علت:

ہشام کا والد 'محمد بن سائب کلبی' بھی کذاب اور متروک الحدیث، اور سبائی ہے۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'امام بخاریؒ کہتے ہیں انو نظر کلبی کو یحییٰ اور ابن مہدی نے متروک قرار دیا ہے، یزید بن زریع کہتے ہیں کلبی سبائی تھا، اعمشؒ کہتے ہیں سبائیوں سے بچ کر رہو کیونکہ لوگوں نے ان کا نام کذاب رکھا ہے، ابن حبانؒ کہتے ہیں کلبی ان سبائیوں میں سے تھا جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فوت نہیں ہوئے اور وہ واپس آئیں گے، جوزجانی اور دیگر حضرات نے کہا ہے یہ کذاب ہے، امام دار قطنیؒ اور ایک جماعت نے کہا ہے یہ متروک ہے، ابن حبانؒ کہتے ہیں دین میں اس کا مسلک اور اس کی کذب بیانی اتنی نمایاں ہے کہ کچھ اور کہنے کی ضرورت ہی نہیں، اس کا ذکر کتابوں میں کرنا جائز نہیں تو اس سے استدلال کیسے جائز ہوگا؟!۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 6، صحفہ 175 تا 177)

امام ذہبیؒ اس کو 'المغنی' میں شامل کر کے کہتے ہیں !

'اس کو ترک کر دیا گیا، سلیمان تمیمی اور ابن معین وغیرہ نے کہا ہے یہ کذاب ہے'۔

(المغنی فی الضعفاء (عربی)، جلد 2، صحفہ 200)

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں !

'چھٹے طبقہ کا متہم بالکذب راوی ہے اور اس پر رافضیت کا الزام لگایا گیا ہے'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 2، صحفہ 84)

امام بخاریؒ اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے کہتے ہیں !

'یحییٰ بن سعید اور ابن مہدی نے اس کو ترک کر دیا، ابو صالح کہتے ہیں ہر وہ حدیث جو یہ تم کو میرے حوالے سے بیان کرے وہ جھوٹ ہو گی'۔

(کتاب الضعفاء للبخاری (عربی)، صحفہ 99)

امام نسائیؒ بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے فرماتے ہیں !

'محمد بن سائب متروک الحدیث ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی (عربی)، صحفہ 211)

امام ابن جوزیؒ اس کو 'الضعفاء' میں شامل کر کے فرماتے ہیں!

'زائدہ، لیث، سلیمان تمیمی، سعدی اور یحییٰ کہتے ہیں یہ کذاب ہے، اور امام نسائیؒ، علی بن جنید اور امام دار قطنیؒ کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین (عربی)، جلد 3، صحفہ 62)

ان تمام جروحات سے معلوم ہوتا ہے کہ 'محمد بن سائب کلبی' کذاب اور متروک الحدیث راوی ہے اور اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بھی موضوع ہے، اور اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

حجر بن عدی کے قتل پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اللہ کا غضب ناک ہونا

اکثر روافض ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ حجر بن عدی کو قتل کرنے کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا عذراء کے مقام پر کچھ لوگوں کو قتل کیا جائے گا جس وجہ سے اللہ غضب ناک ہو گا، اور اس سے روافض استدلال کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اللہ غضب ناک ہے، اس روایت کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

یہ روایت دو اسناد سے مروی ہے جو کہ کچھ یوں ہیں!

پہلی سند:

'یعقوب بن سفیان، حدثنا حرملہ، ثنا ابن وہب، اخبرنی ابن لهيعة، عن ابی الاسود قال دخلت معاویہ علی عائشہ'

متن:

ابوالاسود کہتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، تو حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ کو کس بات نے اہل عذراء حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں کے قتل پر ابھارا؟ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اے ام المؤمنین، میں نے دیکھا کہ ان کو قتل کرنا امت کی اصلاح ہے اور ان کی بقاء امت میں فساد کا سبب ہے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا عنقریب عذراء کے مقام پر کچھ لوگوں کو قتل کیا جائے گا جس وجہ سے اللہ اور اہل آسمان غضب ناک ہوں گے۔

(کتاب المعرفۃ والتاریخ للفسوی (عربی)، جلد 3، صحفہ 416)

اس روایت کو امام ابن عساکر نے 'تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 12، صحفہ 226' پر اور امام بیہقیؒ نے 'دلائل النبوۃ (عربی)، جلد 6، صحفہ 457' اور علامہ ابن کثیر نے 'البدایہ والنہایہ (عربی)، جلد 9، صحفہ 226' پر اسی سند سے نقل کیا ہے۔

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں تین علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'عبداللہ بن لہیعہ' ضعیف ہے اور غالی شیعہ تھا، اور اس کی روایت سے استدلال

جائز نہیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمے میں فرماتے ہیں!

'امام یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا، ایک بار یحییٰ نے کہا یہ ضعیف ہے خواہ اس کی کتابیں جلنے سے پہلے کی بات ہو یا ان کے جل جانے کے بعد کی بات ہو، امام نسائیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے، جوزجانی کہتے ہیں اس کی احادیث میں نور نہیں ہے اور مناسب نہیں کہ اس سے استدلال کیا جائے، امام ابن حبانؒ کہتے ہیں یہ صالح تھا لیکن ضعیف راویوں کے حوالے سے تدلیس کرتا تھا، اور اس کی روایات میں اختلاط پایا جاتا ہے، ابن عدیؒ (اس کی ایک روایت کے بارے میں کہتے ہیں) شاید اِس (روایت) میں خرابی ابن لہیعہ کی طرف سے ہے کیونکہ وہ غالی شیعہ تھا'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 4، صحفہ 169 تا 177)

امام ذھبیؒ اس کے بارے میں 'المغنی' میں فرماتے ہیں!

'عبداللہ بن لہیعہ قاضیِ مصر ضعیف ہے'۔

(المغنی فی الضعفاء (عربی)، جلد 1، صحفہ 502)

امام بخاریؒ نے بھی اس کو 'الضعفاء' میں شامل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے نزدیک

بھی ضعیف ہے۔

(کتاب الضعفاء للبخاری (عربی)، صحفہ 63)

ان جروحات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے اور اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں۔

دوسری علت:

عبداللہ بن لہیعہ ضعیف ہونے کے ساتھ مدلس بھی ہے اور اس روایت میں بھی تدلیس کر رہا ہے 'ابن لهيعة عن ابی الاسود 'اور یہ پانچویں طبقہ کا مدلس ہے۔

امام ابن حجرؒ نے اس کو مدلسین کے پانچویں طبقے میں شامل کیا ہے۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 54)

اور پانچویں طبقے کے مدلس کی 'معنن' کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یہ ضعیف مدلسین ہیں جن کی حدیث مردود ہے خواہ سماع کی تصریح بھی کر دیں'۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 14)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ 'ابن لھعیہ' کی معنن مردود ہے، اور اس سے استدلال جائز نہیں۔

تیسری علت:

یہ روایت منقطع ہے کیونکہ 'ابو اسود نظر بن عبد الجبار' نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔

ابو الاسود سنہ 145 ہجری میں پیدا ہوا، جیسا کہ امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'ابو سعید بن یونس کہتے ہیں یہ ذی الحجہ سے پانچ دن پہلے سنہ 219 ہجری میں فوت ہوا، اور ہارون قاضی نے اس کا جنازہ پڑھایا، اور یہ سنہ 145 ہجری میں پیدا ہوا تھا'۔

(سیر اعلام النُبلاء (عربی)، جلد 10، صحفہ 568)

امام ابن حجرؒ اِسی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں!

'اِس کی سند منقطع ہے'۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ (عربی)، جلد 2، صحفہ 486)

اور علامہ ابن کثیرؒ بھی اِس روایت کے بارے میں کہتے ہیں!

'اس کی سند ضعیف منقطع ہے'۔

(البدایہ والنہایہ (عربی)، جلد 11، صحفہ 241)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت منقطع اور مردود ہے اور اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

دوسری سند:

'حدثنی بکر بن ہیثم، حدثنی عبداللہ بن صالح، عن ابن لہیعہ، عن خالد بن یزید، عن سعید بن ابی ہلال ان عائشہ قالت لمعاویہ'

(انساب الاشراف (عربی)، جلد 5، صحفہ 274)

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 12، صحفہ 227،226)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں چار علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کے راوی 'عبداللہ بن صالح' صدوق ہے مگر اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا تو یہ روایات میں غلطیاں کر جاتا تھا، جس وجہ سے اس سے کچھ منکر روایات منقول ہیں۔

امام ذھبیؒ اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں !

'اس نے بکثرت روایات نقل کی ہیں، لیکن اس سے کچھ منکر روایات منقول ہیں، امام ابو حاتمؒ کہتے ہیں اس نے اپنی آخری عمر میں کچھ ایسی روایات نقل کی ہیں جنہیں محدثین نے منکر قرار دیا ہے، ابن عدیؒ کہتے ہیں میرے نزدیک یہ مستقیم الحدیث ہے، تاہم اس کی اسناد اور متن میں غلطیاں واقع ہوئی ہیں لیکن یہ غلطیاں اس نے جان بوجھ کر نہیں کیں'۔

(میزان الاعتدال (اردو)، جلد 4، صحفہ 129 تا 131)

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں کہتے ہیں !

'صدوق کثیر الغلط راوی ہے، اور اس سے غفلت ہو جاتی تھی'۔

(تقریب التہذیب (اردو)، جلد 1، صحفہ 457)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ راوی صدوق ہے پر اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا جس وجہ سے اس سے ایسی روایات منقول ہیں جو منکر ہیں۔

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'عبداللہ بن لہیعہ' ضعیف ہے، اور اس کی روایت سے استدلال ممکن نہیں۔

اس کا ترجمہ اِسی باب میں پہلی سند کے تعاقب میں گزر چکا ہے۔

تیسری علت:

عبداللہ بن لہیعہ مدلس ہے اور پانچویں طبقہ کا مدلس ہے اور پانچویں طبقے کے مدلس کی 'معنن' مردود ہوتی ہے، اور اس روایت میں بھی یہ تدلیس کر رہا ہے 'ابن لہیعہ، عن خالد بن یزید'۔

اس کی تدلیس کا بیان بھی اِسی باب میں پہلی سند کے تعاقب میں گزر چکا ہے۔

چوتھی علت:

یہ سند بھی منقطع ہے، اس کے مرکزی راوی 'سعید بن ابو ہلال' نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔

سعید بن ابو ہلال سنہ 70 ہجری میں پیدا ہوا، امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یہ سنہ 70 ہجری میں پیدا ہوا، اور سنہ 135 ہجری میں فوت ہوا'۔

(سیر اعلام النُبلاء(عربی)، جلد 6، صحفہ 304)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات سنہ 57 ہجری اور ایک قول کے مطابق سنہ 58 ہجری میں ہوئی۔

جیسا کہ امام ذھبیؒ فرماتے ہیں!

'احمد بن حنبلؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات سنہ 57 ہجری میں ہوئی، اور معمر بن مثنی وغیرہ نے کہا ہے کہ ان کی وفات سنہ 58 ہجری میں ہوئی'۔

(سیر اعلام النُبلاء(عربی)، جلد 2، صحفہ 192)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت بھی منقطع و مردود ہے اور اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عیدین کے لئے آذان دلوانا

روافض اکثر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اور اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے عیدین کے لئے آذان دلوانے کا آغاز کیا، اس پر جو روایت پیش کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

سند:

'حدثنا وكيع، حدثنا هشام الدستوائی، عن قتاده، عن ابن المسيب قال'

متن:

سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں جس نے سب سے پہلے عیدین کے لئے آذان دلوائی وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، جلد 11، روایت 36905)

اسناد کا تعاقب:

'قتادہ بن دعامہ سدوسی' تیسرے طبقہ کا مدلس ہے، اور اس روایت میں تدلیس کر رہا ہے 'قتادہ عن ابن المسیب' امام ابن حجرؒ اس کو مدلسین کے تیسرے طبقے میں شامل کر کے فرماتے ہیں!

'قتادہ بن دعامہ تدلیس کرنے میں مشہور ہے'۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 43)

اور ہم یہ بیان کر چکے کہ تیسرے طبقہ کے مدلسین کی 'معنن' مطلقاً رد ہوتی ہیں جب تک سماع کی تصریح نہ کریں، جیسا کہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں!

'یہ وہ مدلسین ہیں جن کی (معنن) حدیث سے آئمہ نے احتجاج نہیں کیا، جب تک سماع کی تصریح نہ کریں ان کی (معنن) احادیث مطلقاً رد کی جاتی ہیں'۔

(تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس (عربی)، صحفہ 13)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے اور اس سے استدلال درست نہیں۔

اور ویسے بھی ہمارے نزدیک صحابہ فقیہ اور ہدایت کے ستارے ہیں، اگر وہ ایسا کوئی بھی نیا دینی عمل (بدعتِ حسنہ) شروع کریں تو یہ ان کی فقاہت کی دلیل ہے، اُن کے بارے میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ نبی ﷺ کی سنت کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شہید کروانا

روافض کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک بے بنیاد اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شہید کروایا، اس کے بارے میں روافض دو بے بنیاد اور بے حوالہ واقعات سناتے ہیں، پہلا یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو یزید کی بیعت کرنے کا کہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے ان کو روکا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو کہہ کر ایک گڑھا کھدوا کر اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گروادیا جس میں گر کر وہ شہید ہو گئیں، اور دوسرا واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتی تھیں، ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو کہہ کر ایک گڑھا کھدوا کر اس میں تلواریں رکھ دیں، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو دعوت کے بہانے بلوا کر اس میں گروادیا اور وہ شہید ہو گئیں۔

ان دونوں واقعات پر روافض، اہلسنت کی کسی معتبر کتاب سے حوالہ پیش نہیں کر پاتے اور نہ ہی ان کے پاس اِن واقعات کی کوئی سند ہے، یہ جھوٹ روافض میں ہمیشہ سے چلا آرہا ہے، جو انہوں نے

اپنے بڑوں سے سُنا ہے، اور انہوں نے اپنی کتب میں لکھا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں واضح روایات موجود ہیں کہ وہ بیمار ہو کر فوت ہوئیں تھیں۔

جیسا کہ امام بخاری رحؒ نقل فرماتے ہیں!

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تھوڑی دیر پہلے، جبکہ وہ نزع کی حالت میں تھیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس (عیادت کے لئے) آنے کی اجازت مانگی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ وہ میری تعریف کرنے لگیں گئے (یعنی میری فضیلت بیان کرنا شروع کر دیں گے) کسی نے عرض کی وہ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد ہیں، تو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دے دی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اندر آکر ان سے پوچھا، آپ کس حال میں ہیں؟ انہوں نے فرمایا اگر میں اللہ کے ہاں اچھی ہوں تو سب اچھا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان شاءاللہ آپ اچھی ہی رہیں گی، آپ، رسول ﷺ کی زوجہ ہیں، آپ کے علاوہ رسول ﷺ نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا، اور آپ کی براءت آسمان سے نازل ہوئی (پھر وہ چلے گئے)۔

(صحیح بخاری (اردو)، جلد 4، روایت 4753)

اور امام حاکمؒ کی روایت میں واضح الفاظ ہیں کہ 'جب وہ بیمار ہوئیں'۔

امام حاکمؒ نقل فرماتے ہیں!

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اُن کی عیادت کے لئے آئے (آگے یہی روایت)۔

(مستدرک الحاکم (اردو)، جلد 5، روایت 6726)

ان روایات میں کہیں پر بھی اس بات کا ذکر نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شہید کیا گیا، یا وہ روافض کے بیان کردہ واقعات کے مطابق کسی گڑھے میں گری ہوں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یا کسی اور نے پوچھا ہو کہ آپ کیسے گڑھے میں گریں کس نے گرایا وغیرہ، اس ایک روایت سے ہی روافض کے جھوٹ کا پردہ فاش ہو جاتا ہے اور یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات ان کے گھر میں بیمار ہونے کی وجہ سے ہوئی۔

دیگر کئی کتب میں بھی یہ روایات موجود ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی موت طبعی تھی اور ان کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا، اور کسی معتبر کتاب میں صحیح سند کے ساتھ یہ بات مذکور نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شہید کیا گیا، یہ صرف روافض کا پھیلایا ہوا جھوٹ ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو ناحق مال کھانے کا حکم دینا

روافض کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اور اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کو ایک دوسرے کا مال ناحق کھانے اور ایک دوسرے کو ناحق قتل کرنے کی تلقین کرتے تھے، اس پر روافض کی طرف سے پیش کی جانے والی روایت ملاحظہ فرمائیں۔

امام مسلمؒ نقل فرماتے ہیں!

عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ کہتا ہے میں مسجد (حرام) میں داخل ہوا تو وہاں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ ان کے گرد جمع تھے، میں بھی ان کے پاس چلا گیا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک طویل حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) اور جو شخص ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہوئے دل کی گہرائی سے کسی امام کی بیعت کرے تو استطاعت کے ساتھ اس کی اطاعت کرے، پھر اگر دوسرا آجائے اور اس سے امامت چھیننا چاہے تو اُس کی گردن اڑا دو، (تو عبدالرحمٰن نے کہا) میں ان کے قریب ہو گیا اور کہا، میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ نے خود یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں

سے اپنے کانوں اور دِل کی طرف اشارہ کیا اور کہا، میرے کانوں نے یہ بات سُنی اور میرے دل نے یاد رکھی، تو میں (عبدالرحمٰن) نے کہا، یہ جو آپ کے چچازاد معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ تو ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھائیں، اور ایک دوسرے کو قتل کریں، اور اللہ قرآن میں فرماتا ہے 'اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ، سوائے اس کے کہ باہمی رضامندی سے تجارت ہو، اور تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، بلاشبہ اللہ تم پر رحم کرنے والا ہے، (عبدالرحمٰن کہتا ہے) پھر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک گھڑی خاموش ہوئے پھر فرمایا، اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی نافرمانی کرو۔

(صحیح مسلم (اردو)، جلد 3، حدیث 4776)

اعتراض کا جواب:

پہلی بات تو یہ کہ اس روایت کا مرکزی راوی 'عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ 'کوفی تھا، اور اہل کوفہ کی اکثریت سیاسی طور پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف تھی، اور اس روایت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمٰن بھی ان میں سے ہی ایک تھا۔

امام عجلیؒ اس کا کوفی ہونا بیان کرتے ہیں کہ !

'عبدالرحمٰن بن عبد رب الکعبہ، ثقہ کوفی تابعی ہے'۔

(معرفۃالثقات العجلی(عربی)، جلد2، صحفہ 81)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی کوفی ہے اور یقیناً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سیاسی مخالف ہے۔

اور اِس روایت میں اس کا یہ کہنا کہ 'امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہمیں ایک دوسرے کا مال ناحق کھانے اور ایک دوسرے کو ناحق قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں' اِس سے عبدالرحمٰن کی مراد یہ ہرگز نہیں تھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ناحق قتل کرنے یا کسی کا مال ناحق طریقے سے کھانے کا حکم دیا تھا، اور نہ ہی کسی صحیح روایت سے ایسی کوئی بات ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کبھی کسی کو ایسا حکم دیا۔

بلکہ عبدالرحمٰن کا یہاں اعتقاد یہ تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے بعد ان سے ناحق جنگ کی ہے اور اس جنگ میں جو لوگ قتل ہوئے وہ ناحق قتل ہوئے اور جنگ میں جو مال خرچ ہوا وہ بھی ناحق خرچ ہوا، اور یہی معنی اس روایت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے خلافت کے بارے میں گفتگو کی کہ تب ہی

عبدالرحمنٰ نے ان سے قسم لی کہ کیا آپ ﷺ نے ایسا فرمایا تھا؟ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اقرار کیا تو عبدالرحمنٰ نے یہ سب کہا، تو اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ خلافت کی بات کے تناظر میں ہی یہ بات کر رہا تھا۔

اگر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ یہ بات کر رہے ہوتے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ اور ایک دوسرے کو ناحق قتل مت کرو، پھر اِس پر عبدالرحمنٰ یہ کہتا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو ہمیں یہ سب کرنے کا حکم دیتے ہیں، تب عبدالرحمنٰ کی بات کا مطلب یہ ہوتا جو روافض اِس روایت سے سمجھتے ہیں۔

اور پھر اُس کی بات پر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی نافرمانی کرو، اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ عبدالرحمنٰ کی بات کا یہی مقصد تھا جو ہم بیان کر چکے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو ناحق مال کھانے اور ناحق قتل کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے اگر وہ ایسا کرتے ہوتے تو عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مطلقاً کہتے کہ ان کی اطاعت مت کرو، اور ان کی مکمل خلاف ورزی کرو۔

آئمہ و محدثین نے بھی اس روایت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے جو ہم بیان کر چکے، جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ اس روایت کی شرح میں فرماتے ہیں!

'اس شخص (عبدالرحمٰن) نے جب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی یہ بات سُنی کہ جب کوئی ایک شخص خلیفہ بن جائے تو کسی دوسرے کا اس سے تنازع کرنا جائز نہیں، تو اُس (عبدالرحمٰن) کا یہ بات (کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ناحق مال کھانے اور ناحق قتل کرنے کا کہتے ہیں) کرنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ یہ سمجھتا تھا یہ بات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تنازعہ کے بارے میں ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت پہلے ہو چکی تھی پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ان سے تنازع کرنا اور اس حالت میں انہوں نے جو (اپنے لشکر پر کھانے پینے اور دوسری تیاریوں میں جو) مال خرچ کیا وہ ناحق مال تھا اور اس میں جو لوگ قتل ہو رہے ہیں وہ بھی ناحق قتل ہو رہے ہیں، اور کوئی بھی اس لڑائی میں ملنے والے مال کا مستحق نہیں'۔

(صحیح مسلم بشرح النووی (عربی)، جلد 12، صحفہ 234)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نوویؒ کے نزدیک بھی عبدالرحمٰن کی بات کا یہی مقصد تھا کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنگی حالت میں خرچ کردہ مال اور ناحق مال اور اس دوران قتل ہونے والے لوگوں کو ناحق قتل ہونا مانتا تھا، نہ کہ اس کا یہ مطلب تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کسی کا مال ناحق طریقے سے کھانے یا کسی کو ناحق قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

امام محمد بن خلفہ وشتانی ابی المالکیؒ بھی اس حدیث کی شرح میں یہی فرماتے ہیں کہ!

'وہ شخص (عبدالرحمٰن) یہ سمجھتا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ان سے تنازع کرنا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف اپنے لشکر کی تیاری میں انہوں نے جو مال خرچ کیا وہ ناحق مال تھا اور اس میں جو لوگ قتل ہوئے وہ ناحق قتل ہوئے'۔

(اکمال اکمال المعلم بشرح صحیح مسلم (عربی)، جلد 5، صحفہ 190)

اور علامہ غلام رسول سعیدیؒ نے بھی شرح مسلم میں اس روایت کے تحت بھی انہیں علامہ ابی مالکیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ !

'سائل (عبدالرحمٰن) کا اعتقاد یہ تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو مال اپنے لشکر پر خرچ کرتے ہیں وہ مال ناجائز ہے، اور ان کے لشکر والے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کو جو قتل کرتے ہیں وہ قتل بھی ناجائز ہے'۔

(شرح صحیح مسلم (اردو)، جلد 5، صحفہ 805)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ کا یہ بات کرنے کا مقصد یہی تھا کہ جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف اپنے لشکر پر جو مال خرچ کیا وہ سب ناحق مال تھا اور جو لوگ اس جنگ میں قتل ہوئے وہ سب ناحق قتل ہوئے اور یہی بات

اس روایت کی قرائن سے ثابت ہوتی ہے،اس کے بر عکس یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کوایک دوسرے کامال ناحق کھانےاور ایک دوسرے کوناحق قتل کرنے کا حکم دیتے تھے محض تعصب اور جہالت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مال غصب کرنے کے الفاظ:

اِسی طرح کی ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

سند:

'حدثنا ابوالعباس احمد بن ہارون الفقیہ املاء، حدثنا احمد بن محمد بن نصر ، حدثنا ابو نعیم، حدثنا ابان بن عبداللہ البجلی، حدثنی نعیم بن ابی ہند، حدثنی ربعی بن حراش قال'

متن:

ربعی بن حراش رحمہ اللہ کہتے ہیں میں ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا تو ان کے پاس حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا آیا اور اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سلام کہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو مرحبا کہا، تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ! آپ مجھے مرحبا (کس طرح) کہہ رہے ہیں؟، حالانکہ آپ نے میرے والد کو قتل کیا اور میرا مال غصب کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جہاں تک تمہارے مال کا

تعلق ہے تو وہ بیت المال میں بالکل الگ رکھا ہوا ہے، صبح جا کر وہاں سے اپنا مال لے لینا، اور جہاں تک تمہارے والد کے قتل کا تعلق ہے، تو میں امید رکھتا ہوں کہ تمہارا والد اور میں ان لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ فرماتا ہے 'اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینہ تھا سب کھینچ لیا، آپس میں بھائی بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے (سورۃ الحجر، آیت 47)، (مراد ہم سب جنت میں جائیں گے)'۔

(مستدرک الحاکم (اردو)، جلد 3، روایت 3348)

اس روایت کے مطابق جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ لڑ رہے تھے اور شہید ہو گئے، تو ان کے بیٹے نے آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ آپ نے میرے والد کو قتل کیا اور میرا مال غصب کیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے تمہارا مال غصب نہیں کیا، بلکہ فرمایا تمہارا مال بیت المال میں الگ پڑا ہوا ہے، اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی فرمایا کہ وہ جنت میں ہمارے ساتھ ہوں گے۔

اب جیسے اس روایت سے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مال غصب کیا کرتے تھے ویسے ہی عبدالرحمٰن کی روایت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مال غصب کیا کرتے تھے یا لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیتے تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ محتاجوں کے خیر خواہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضروریات وحاجات کو پورا کرنے کے لئے آدمی مقرر کیا ہوا تھا، جیسا کہ امام ترمذی رح نقل فرماتے ہیں!

سند:

'حدثنا احمد بن منيع، حدثنا اسماعيل بن ابراہيم، حدثنی علی بن الحکم، حدثنی ابو الحسن قال، قال عمرو بن مرة لمعاويہ'

متن:

حضرت عمرو بن مرۃ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے 'جو حاکم، حاجت مندوں، محتاجوں اور مسکینوں کے لئے اپنے دروازے بند رکھتا ہے تو اللہ بھی اس کے لئے اپنے دروازے بند رکھتا ہے'، جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سُنا تو لوگوں کی حاجات (پوری کرنے) کے لئے ایک شخص مقرر کر دیا۔

(جامع ترمذی (عربی)، حدیث 1332)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا مال ناحق کھانا تو دور کی بات ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تو لوگوں کی حاجات کو پورا کرنے کے لئے لوگ مقرر کر رکھے تھے، جو محتاجوں اور مسکینوں کی مدد کرتے تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حق کے مطابق فیصلہ کرنے والے:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حق کے عین مطابق فیصلہ کرتے تھے، جیسا کہ ابن عساکر کی روایت ہے!

سند:

'انبانا ابوطاہر الاصبھانی، انا نصر بن احمد بن البطر قالا، انا ابوالحسن محمد بن احمد بن رزقویہ، انا علی بن محمد بن احمد المصری، نا بکر بن سہل، انا عبداللہ بن یوسف، نا لیث، عن بکیر، عن بسر بن سعید، ان سعد بن ابی وقاص قال'

متن:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حق کے مطابق فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر (عربی)، جلد 59، صحفہ 1601،160)

اس روایت میں عشرہ مبشرہ میں سے ایک جلیل القدر صحابیِ رسول ﷺ کی گواہی موجود ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حق کے عین مطابق فیصلہ کرتے تھے، اس کے برعکس یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ناحق فیصلے کرتے تھے کسی صورت جائز نہیں۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ناجائز مال کھانے والی کی بیعت کی؟

اگر پھر بھی کوئی رافضی کہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ناجائز طریقے سے مال کھاتے تھے اور لوگوں کو ناحق قتل کرواتے تھے تو پھر اس سے ہمارا سوال یہی ہے کہ کیا پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے شخص کی بیعت کی جو ناجائز مال کھاتا تھا اور لوگوں کو ناحق قتل کرواتا تھا؟

ان کی بیعت کا ذکر 'مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، جلد 9، روایت 31222' میں موجود ہے۔

شیعہ کتب میں بھی اس بیعت کا ذکر موجود ہے بلکہ شیعہ کتب میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شیعوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑنے کا کہا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت توڑنے سے منع کر دیا۔

شیعہ ذاکر آیت اللہ شیخ مفید لکھتا ہے!

'جب امام حسن علیہ السلام فوت ہو گئے تو عراق کے شیعہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے امام حسین علیہ السلام کو اپنی معاویہ کی بیعت توڑ دینے اور آپ کی بیعت کرنے کا (خط) لکھا، تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا! میرے اور معاویہ کے درمیان ایک عہد و پیمان ہے (میرے لیے) مدت ختم ہونے سے پہلے اسے توڑنا جائز نہیں'۔

(تذکرۃ اطہار (اردو)، جلد 2، صحفہ 256)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ دونوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی، اور شیعہ کتاب کے مطابق تو شیعوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یہ بیعت توڑنے کا مشورہ دیا لیکن انہوں نے فرمایا کہ میرے لیے اس بیعت کو توڑنا جائز نہیں۔

اگر روافض حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کریں کہ وہ ناحق مال کھاتے تھے اور لوگوں کو ناحق قتل کرتے تھے تو کیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے شخص کی بیعت کی جو ناحق مال کھاتا تھا؟

اور ایسے شخص کی بیعت کرنے کی وجہ سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ پر کیا حکم لگے گا؟

اس لئے یہ کہنا جائز ہی نہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ناحق مال کھاتے تھے یا ناحق قتل کرواتے

تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تو حاجت مندوں کی مدد کرنے کے لئے لوگ مقرر کر رکھے تھے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والے تھے، جیسا کہ ہم بیان کر چکے، اور اس روایت کی مکمل شرح بھی ہم بیان کر چکے ہیں، اس لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کرنا کہ وہ ناحق مال کھاتے تھے حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر اعتراض کرنے کے مترادف ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ظالم کہنا

روافض کے ایک مخصوص گروہ جو خود کو کافی علمی کتابی سمجھتا ہے کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ظالم کہا اس لئے ہم بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ظالم کہتے ہیں، اس پر جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

سند:

'حدثنا وکیع، عن مسعر ، عن عبداللہ بن ریاح عن عمار قال'

متن:

عبداللہ بن ریاح کہتا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ نہ کہو کہ اہل شام نے کفر کیا بلکہ انہوں نے فسق (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نافرمانی) اور ظلم کیا'۔

(مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، جلد 11، روایت 38998)

اعتراض کا جواب:

اس روایت کو دلیل بنا کر یہ روافض دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ظالم تھے، جبکہ اس روایت سے یہ استدلال کرنا ہرگز جائز نہیں، کیونکہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے یہ بات جنگ صفین کے حوالے سے کہی کہ اہل شام، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کر کے اور ہم سے جنگ کر کے ہم پر ظلم کر رہے ہیں، جیسا کہ اسی سے پچھلی روایت میں مکمل وضاحت موجود ہے، روایت ملاحظہ فرمائیں۔

سند:

'حدثنا يزيد بن هارون، عن الحسن بن الحكم، عن رياح بن الحارث قال'

متن:

ریاح بن حارث کہتا ہے کہ میں جنگ صفین میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا میرے گھٹنے ان کے گھٹنے کو چھو رہے تھے، ایک آدمی نے کہا اہل شام نے کفر کیا، حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ نہ کہو انہوں نے کفر کیا، ان کے اور ہمارے نبی ایک ہیں، ایک کا اور ہمارا قبیلہ ایک ہے، وہ فتنہ میں مبتلا ہیں، انہوں نے حق سے اعراض کیا ہے، ہم پر لازم ہے کہ ہم ان سے قتال کریں اور تا کہ وہ حق پر

واپس آجائیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)، جلد 11، روایت 38996)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے یہ سب جنگ صفین میں کہا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کر کے ہم سے جنگ کی اور یہ ان کا ظلم ہے، اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ظالم کہنا جائز نہیں کیونکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا یہ قول صرف جنگ کی حد تک تھا اور جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے ان کی بیعت کر لی اس کے بعد جنگ صفین کے حوالے سے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرنا جائز نہیں۔

اور ویسے بھی صحابہ کے آپسی اختلاف کو دلیل بنا کر کسی صحابی کے بارے میں کوئی نازیبا جملہ کہنا کسی صورت جائز نہیں، ورنہ اس طرح پھر اور بھی کئی صحابہ کے بارے میں جو روافض کے نزدیک بھی جلیل القدر صحابی ہونے کا درجہ رکھتے ہیں ان کے بارے میں بھی اس طرح کی باتیں کہی جا سکتی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، ظالم، کذاب، گناہگار، عہد شکن اور خائن؟

ایسے ہی ایک آپسی مسئلہ پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ظالم، کذاب، گناہگار،

عہد شکن اور خائن کہہ دیا جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے۔

صحیح بخاری کی روایت ملاحظہ فرمائیں:

'حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا(اقض بيني وبين الظالم)میرے اور اس ظالم (مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ)کے درمیان فیصلہ کر دیں'۔

(صحیح بخاری(اردو)، جلد6، روایت 7305)

صحیح مسلم کی روایت میں تو الفاظ ہیں کہ!

'(اقض بيني و بين هذا الكاذب، الاثم، الغادر، الخائن)میرے اور اس کذاب (جھوٹے)، گناہگار، غدار اور خائن کے درمیان فیصلہ کر دیں'۔

(صحیح مسلم(اردو)، جلد3، روایت 4577)

اب جس طرح ان روایات کو دلیل بنا کر کسی خارجی یا ناصبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ظالم، کذاب، گناہگار، غدار یا خائن کہے ویسے ہی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی روایت کو دلیل بنا کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ظالم کہنا کسی صورت جائز نہیں۔

صلح حسن رضی اللہ عنہ کی شرائط کا افسانہ

روافض کے ایک مخصوص گروہ کی طرف سے 'صلح حسن رضی اللہ عنہ کی شرائط 'کا افسانہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جن 5 شرائط کی بنیاد پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے ان کی بیعت کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ شرائط پوری نہیں کیں، اس مخصوص گروہ کے سرغنہ کی طرف سے ایک پمفلٹ بھی شائع کیا گیا ہے جس کے اندر اس نے یہ شرائط بیان کی ہیں، لکھتا ہے !

'سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے جن شرائط کی بنیاد پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکومت سپرد کی تھی، اُن کی پوری تفصیل شروحِ احادیث اور کتب تاریخ میں ہیں مثلاً، (1) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، اللہ کی کتاب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور خلفاء راشدین کے طریقے کے مطابق نظامِ حکومت چلائیں گے،
(2) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد کسی کو جانشین مقرر نہیں کریں گے، بلکہ امت کو خلیفہ کے انتخاب کے لئے شوریٰ پر چھوڑیں گے، (3) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جماعت کے لوگ، جو صلح کے بعد ہتھیار ڈال چکے ہیں، انکے خلاف کسی قسم کی انتقامی کاروائی نہیں کی جائے گی، (4) آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے خمس (مال غنیمت کا پانچواں حصہ) جو اللہ نے قرآن میں مقرر کیا ہے بدستور بنو عبدالمطلب کو ملے گا جیسا کہ

خلفاء راشدین کے ادوار سے ملتا آرہا ہے، (5) سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر بنو امیہ کے منبروں سے ہونے والا سب شتم کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے گا، وغیرہ وغیرہ، مگر افسوس ان شرائط کی پابندی ویسے نہ کی گئی جیسے ان کا حق تھا'۔

(پمفلٹ واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر، ریسرچ پیپر 5 بی، صحفہ 24)

شرائطِ صلح کے افسانہ کی حقیقت:

اس پمفلٹ والے موصوف نے ان شرائط کا کوئی مکمل حوالہ نہیں دیا صرف شرائط بیان کر کے نیچے حوالے کے طور پر چار کتب کا آدھا ادھورا نام لکھ دیا۔

'الاستیعاب لابن عبدالبر، الاصابۃلابن حجر، البدایہ والنہایہ لابن کثیر، فتح الباری لابن حجر تحت الحدیث البخاری 7190'

موصوف نے ان شرائط کے حوالہ کے طور ان چار کتب کا نام لکھا ہے، جبکہ ان کتب میں بھی یہ 5 شرائط کسی سند کے ساتھ موجود نہیں، یہ سب بلاسند ہیں، ان کی کوئی سند موجود نہیں۔

اپنے چوتھے حوالہ میں موصوف نے 'فتح الباری تحت الحدیث 7109' کا ذکر کیا ہے، اور اس جگہ سے موصوف نے پہلی شرط کو اخذ کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں امام ابن حجرؒ نے فتح الباری میں بخاری کی

حدیث 7109 کے تحت کیا لکھا ہے، فرماتے ہیں!

'ابن بطال کہتے ہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اقتدار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا اور ان کی بیعت اس شرط پر کی کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو قائم کریں گے، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ داخل ہوئے اور لوگوں سے بیعت لی، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے تین لاکھ درہم، اور ایک ہزار کپڑے، تیس غلام اور سو اونٹ مقرر کیے'۔

(فتح الباری بشرح صحیح البخاری (عربی)، جلد 13، صحفہ 68)

فتح الباری میں ابن حجرؒ نے یہ 'ابن بطال المتوفی 449ھ' کا قول نقل فرمایا ہے جو کہ پانچویں صدی ہجری کے عالم ہیں، اور صلح، سنہ 41 ہجری میں ہوئی، یعنی ان کے درمیان 400 سال کا فرق ہے، لیکن امام ابن بطالؒ نے بھی کوئی سند ذکر نہیں کی، اور ابن بطالؒ کا ہی قول ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تین لاکھ درہم اور باقی سب مال مقرر کیا، تو کیا کوئی رافضی یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اتنے مال کے عوض صلح کی؟

اگر ابن بطالؒ کی اس بات کی بنیاد پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے اتنا مال لے کر صلح کی تو پھر ایسے بے سند اقوال کو اپنا موقف ثابت کرنے کے لئے کیسے دلیل بنایا جا سکتا

ہے ؟

صلح کی دوسری شرط کی حقیقت:

موصوف نے اپنے پمفلٹ میں دوسری شرط یہ لکھی ہے کہ 'حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد کسی کو جانشین مقرر نہیں کریں گے، بلکہ امت کو خلیفہ کے انتخاب کے لئے شوریٰ پر چھوڑیں گے'۔

لیکن ابن حجرؒ نے اِسی روایت کے تحت آگے اِس شرط کے برعکس روایت نقل کی ہے کہ !

'محمد بن قدامہ نے کتاب الخوارج میں قوی سند کے ساتھ ابی بصرہ کا قول نقل کیا ہے کہ (ابی بصرہ کہتا ہے) میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو سُنا وہ (صلح کے وقت) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس شرط پر صلح کی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت مجھے ملے گی'۔

(فتح الباری بشرح صحیح البخاری (عربی)، جلد 13، صحفہ 70)

یہاں پر ابن حجرؒ تو ابن قدامہ کے حوالے سے یہ شرط بیان کر رہے ہیں (اور ہمارے نزدیک یہ روایت بھی صحیح نہیں) کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت مجھ کو ملے گی، لیکن موصوف کے پمفلٹ میں دوسری شرط اس کے برعکس لکھی ہوئی ہے۔

اسی بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ موصوف کی بیان کردہ شرائط کی حقیقت کیا ہے۔

اور ہم بیان کر چکے کہ موصوف نے اپنی جو مَن پسند شرائط مختلف کتب سے چُن چُن کر بیان کی ہیں یہ کسی صحیح سند سے ثابت نہیں، سبھی شرائط بلاسند ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔

لیکن موصوف کا اپنے پمفلٹ کے بارے میں دعویٰ ہے کہ اس میں ہر بات صحیح السند روایت سے بیان کی گئی ہے،اور یہ بات موصوف نے پمفلٹ کے ہر صحفہ پر سب سے اوپر لکھی ہے کہ !

'فرقہ واریت سے بچ کر، صرف قرآن اور صحیح الاسناد احادیث کو حجت و دلیل ماننے،اور جھوٹی، بے سند اور ضعیف الاسناد تاریخی روایات کے فتنوں سے بچنے والوں کے لئے'

یعنی موصوف کا پمفلٹ ہر اس شخص کے لئے ہے جو جھوٹی اور بے سند اور ضعیف الاسناد تاریخی روایات کے فتنے سے بچ کر صرف صحیح احادیث سے علم حاصل کرنا چاہتا ہے، لیکن موصوف نے اپنے اِسی پمفلٹ میں بیان کردہ صلح حسن کی پانچ شرائط کی کوئی سند پیش نہیں کی، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ موصوف کے اپنے دعوے کے مطابق (کہ ضعیف الاسناد اور بے سند روایات فتنہ ہیں) اس کا اپنا پمفلٹ ایک فتنہ ثابت ہو گیا ہے۔

ہمارے نزدیک سند دین کا حصہ ہے اور کوئی روایت سند کے بغیر قابل قبول نہیں۔

امام مسلمؒ نے تو سند کی اہمیت بیان کرتے ہوئے صحیح مسلم کے مقدمہ میں پورا باب قائم کیا ہے کہ !

'اسناد دین میں سے ہے، روایت صرف ثقہ راویوں سے ہو سکتی ہے'۔

(صحیح مسلم (اردو)، جلد 1، مقدمہ، باب 5)

اور امام ابن حبانؒ نے امام عبداللہ بن مبارکؒ کا قول نقل کیا ہے، ابن مبارکؒ فرماتے ہیں !

'اسناد دین میں سے ہیں، اگر سند نہ ہوتی تو جس کا جو مَن چاہتا وہی کہتا'۔

(کتاب المجروحین من المحدثین (عربی)، جلد 1، صحفہ 30)

اور امام ابن حبانؒ نے امام سفیان ثوریؒ کا قول بھی نقل کیا ہے، ثوریؒ فرماتے ہیں !

'اسناد مومن کا ہتھیار ہیں، اگر اس کے پاس ہتھیار نہ ہو تو کس چیز سے لڑے گا؟'۔

(کتاب المجروحین من المحدثین (عربی)، جلد 1، صحفہ 31)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سند دین کا ضروری حصہ ہے، اس کے بغیر کوئی بات حجت نہیں، اس لئے ایسی بلاسند روایات سے کسی صورت استدلال جائز نہیں، ایسی باطل روایات سے استدلال کرتے ہوئے صرف وہی شخص صحابہ کے خلاف زبان درازی کرنے کی ہمت کرے گا جو دین کا دشمن ہو۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یزید کو نصیحت

روافض کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ انہوں نے وفات سے پہلے یزید کو نصیحت کر دی تھی کہ میں نے تمہارے لیے خلیفہ بننے میں آسانی پیدا کر دی ہے لیکن تمہارے خلاف چار لوگ کھڑے ہو سکتے ہیں، تو جو تمہارے خلاف خروج کرے اسے قتل کر دینا، اس اعتراض پر بطورِ دلیل پیش کی جانے والی روایت ملاحظہ فرمائیں!

سند:

'هشام بن محمد، عن ابی مخنف قال، حدثنی عبدالملک بن نوفل بن مساحق بن عبدالله بن مخرمہ'

متن:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوئے تو انہوں نے یزید کو بلایا اور کہا، اے میرے بیٹے، میں نے تم کو زحمت اور مشکل سے بچا لیا ہے، اور تیرے لئے ہر کام آسان کر دیا ہے، مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں کہ اس امر خلافت کے لئے قریش میں سے چار لوگوں کے علاوہ کوئی تجھ سے اس بارے میں

جھگڑا کرے گا، حسین بن علی رضی اللہ عنہ ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ، ان میں سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو تو عبادت نے مشغول کرر کھا ہے، جب وہ دیکھیں گے کہ کوئی اور باقی نہیں رہا تو وہ بھی تمہاری بیعت کرلیں گے، حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو عراق کے لوگ خروج پر امادہ کر کے ہی چھوڑیں گے، اگر وہ تجھ پر خروج کریں اور تم ان پر غالب آ جاؤ تو در گذر کرنا، ان کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت حاصل ہے اور بہت بڑا حق رکھتے ہیں، عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں کہ اپنے ساتھیوں کو جو کام کرتے دیکھتے ہیں وہی کرتے ہیں اسے عورتوں اور عیاشی کے سوا کسی بات کا خیال نہیں، ہاں جو شخص شیر کی طرح تمہاری گھات میں بیٹھے گا اور لومڑی کی طرح تجھے دھوکہ دے گا جب اسے موقع ملے گا حملہ کر دے گا وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہے، اگر وہ ایسا کام کرے اور تیرے قابو میں آ جائے تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔

(تاریخِ طبری (عربی)، جلد 5، صحفہ 322،323)

اسناد کا تعاقب:

اس سند میں دو علتیں ہیں۔

پہلی علت:

اس روایت کا راوی 'ھشام بن محمد بن سائب کلبی' رافضی اور متروک الحدیث ہے، اس کی روایت سے استدلال جائز نہیں، اس راوی کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

(دیکھیں: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کروانا، تیسری روایت کا تعاقب)

دوسری علت:

اس روایت کا راوی 'ابو مخنف لوط بن یحیی' بھی کذاب، متروک الحدیث اور رافضی ہے، اس راوی کا ترجمہ بھی گزر چکا ہے۔

(دیکھیں: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی پر لعنت کروانا رضی اللہ عنہ، تیسری روایت کا تعاقب)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے اس سے کسی صورت استدلال جائز نہیں۔

نصر بن مزاحم اور اس کی کتاب 'وقعة صفین' کی حقیقت

روافض کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کے خلاف اکثر روایات 'نصر بن مزاحم' کی کتاب 'وقعة صفین' سے پیش کی جاتی ہیں، اور روافض ہمیشہ سے نصر بن مزاحم کو سُنی عالم کے طور پر پیش کرتے ہیں اور عام عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

لیکن 'نصر بن مزاحم منقری کوفی' خود رافضی شیعہ، کذاب اور متروک تھا، اور اس نے اپنی اس کتاب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف روایات گھڑی ہیں، اس کذاب کا تفصیلی ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

امام ذھبیؒ اُس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں!

'یہ انتہاپسند رافضی تھا، محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے، عقیلی کہتے ہیں یہ شیعہ تھا اس کی حدیث میں اضطراب اور بہت زیادہ غلطی پائی جاتی ہے، ابو خیثمہ کہتے ہیں یہ کذاب ہے، ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ واہی الحدیث اور متروک ہے'۔

(میزان الاعتدال(اردو)، جلد 7، صحفہ 60،61)

اور 'المغنی' میں اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'نصر بن مزاحم کوفی رافضی ہے اسے ترک کر دیا گیا'۔

(المغنی فی الضعفاء(عربی)، جلد 2، صحفہ 351)

امام ابن جوزیؒ 'الضعفاء' میں اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'ابو خیثمہ کہتے ہیں نصر کذاب ہے، ابو حاتمؒ کہتے ہیں یہ واہی الحدیث اور متروک الحدیث ہے، جوزجانی کہتے ہیں یہ حق سے منحرف تھا، خطیب بغدادیؒ کہتے ہیں یہ غالی رافضی تھا، صالح بن محمد کہتے ہیں اس نے منکر روایات بیان کی ہیں، ابو فتح ازدی کہتے ہیں یہ اپنے مذہب میں غالی تھا اور اس کی روایت لائقِ ستائش نہیں (یعنی اس کی روایت قابل قبول نہیں)'۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین(عربی)، جلد 3، صحفہ 160)

امام ابن حجرؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں!

'یہ رافضی تھا اسے ترک کر دیا گیا، عقیلیؒ کہتے ہیں یہ شیعہ تھا اور اس کی حدیث میں اضطراب پایا جاتا ہے، ابو خیثمہ کہتے ہیں یہ کذاب ہے، ابو حاتم کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے، عجلیؒ کہتے ہیں یہ غالی

رافضی ہے، خلیلی کہتے ہیں یہ لین ہے'۔

(لسان المیزان (عربی)، جلد 8، صفحہ 267،268)

ان جروحات سے ثابت ہوتا ہے کہ 'نصر بن مزاحم کوفی' غالی رافضی تھا اور کذاب اور متروک الحدیث تھا اس لئے اس کو سُنی کہنا یا اس کی کتاب سے صحابہ کے خلاف روایات بیان کرنا کسی صورت جائز نہیں۔

خاتمہ

اس کتاب میں ہم نے الحمدللہ بفضل باری تعالیٰ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف روافض کی طرف سے پیش کی جانے والی تمام روایات کا علمی تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا، اور ثابت کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر روافض کے کیے جانے والے اعتراضات باطل ہیں، اور ان کی تنقیص میں بیان کی جانے والی تمام روایات باطل و موضوع ہیں، اور جن دیگر روایات کو روافض اپنی جہالت و تعصب کی بناء پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان سے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا ثابت نہیں ہوتا، اگر اُن روایات کی بناء پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے کی کوشش کی جائے تو دیگر صحابہ کرام بشمول حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لئے طعن کا دروازہ خود بخود کھل جائے گا، کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پردہ ہیں۔

جیسا کہ امام ابو توبہ ربیع بن نافع حلبیؒ فرماتے ہیں!

'حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پردہ ہیں، جب کوئی پردہ ہٹا دیتا ہے تو پردے

کے پیچھے والوں پر جسارت شروع کر دیتا ہے'۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر(عربی)، جلد 59، صحفہ 209، اسنادہ صحیح)

اور نبی ﷺ نے بھی صحابہ کو بُرا کہنے سے منع فرمایا ہے!

'حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ کو بُرا بھلا نہ کہو، کیونکہ تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے تو وہ اِن (صحابہ) کے مد یا نصف مد (آدھا کلو یا ایک کلو چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرنے) کے برابر نہیں پہنچ سکتا'۔

(صحیح بخاری(اردو)، جلد 3، روایت 3673)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عام شخص ساری زندگی بھی نیک اعمال کرتا رہے تب بھی صحابہ کے اعمال کے برابر تو کیا ان کے ایک گھڑی بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنے کے اجر کو حاصل نہیں کر سکتا، لیکن کچھ بد بخت ایسے ہیں کہ ان کے نزدیک اُن کو قرآن مجید، موبائل میں دیکھ کر پڑھنے سے صحابہ سے زیادہ اجر مل رہا ہے(معاذاللہ)، اور کچھ بد بخت ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنی کتب میں یہاں تک لکھا ہے کہ ایک امتی، اعمال میں بظاہر نبی ﷺ کے برابر ہو جاتا ہے بلکہ بڑھ جاتا ہے(معاذاللہ)، اس طرح کی باتیں ایک مومن کرنا تو دور کی بات ہے سوچ بھی نہیں سکتا۔

جو شخص صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین پر زبان درازی کرتا ہے یا نبی ﷺ کے بارے میں ایسی بات کرتا ہے وہ خود کو جہنم کا ایندھن بنا کر اپنی ہی آخرت برباد کر رہا ہے دُعا ہے اللہ ہم سب کو نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ان کے وسیلہ سے اللہ ہماری بھی مغفرت فرمائے۔

الحمدللہ یہ کتاب 14 جمادی الاول، 1446 ہجری، بمطابق 16 نومبر، 2024 عیسوی کو مکمل ہوئی۔

ماخذو مراجع

لنک	کتب	
Download	الصواعق المحرقہ (اردو)	1
Download	البدایہ والنہایہ (اردو)	2
Download	البدایہ والنہایہ (عربی)	3
Download	انساب الاشراف	4
Download	الانساب للسمعانی	5
Download	النکت علی کتاب ابن الصلاح	6
Download	التوشیح شرح الجامع الصحیح	7
Download	التاریخ الخلفاء سیوطی	8
Download	الکاشف للذھبی	9
Download	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	10
Download	الاصابۃ فی تمیز الصحابہ	11
Download	المغنی فی الضعفاء	12
Download	الثقات لابن حبان	13
Download	الکامل فی ضعفاء الرجال	14

15	اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ	Download
16	البدر المنیر فی تخریج الاحادیث	Download
17	اتحاف المھرۃ بالفوائد المبتکرۃ	Download
18	التاریخ الکبیر للبخاری	Download
19	التاریخ الاوسط للبخاری	Download
20	التاریخ الکبیر ابن ابی خیثمہ	Download
21	اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ	Download
22	القول المسدد	Download
23	المنتظم فی تاریخ الملوک والامم	Download
24	المختصر النصیح فی تھذیب الکتاب الجامع الصحیح	Download
25	الجمع بین الصحیحین البخاری و مسلم	Download
26	العلل و معرفۃ الرجال الاحمد روایۃ ابنہ عبداللہ	Download
27	التبیین لاسماء المدلسین	Download
28	اقوال الدار قطنی فی رجال الحدیث	Download
29	العلل الدار قطنی	Download
30	المعارف لابن ابن قتیبۃ	Download
31	الافصاح عن معانی الصحاح	Download
32	اکمال المعلم بفوائد مسلم	Download
33	اکمال اکمال المعلم بشرح صحیح مسلم	Download
34	الناھیۃ عن طعن امیر المؤمنین معاویہ	Download

Download	امتاع الاسماع	35
Download	الاحاد والمثانی	36
Download	الطبقات الکبریٰ الطبقہ الخامسہ من الصحابہ	37
Download	الاوسط لابن منذر	38
Download	المفید بن معجم رجال الحدیث	39
Download	السر الظاہر فیمن احرز بفاس الشرف الباھر	40
Download	بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث	41
Download	بہار شریعت (اردو)	42
Download	بغیۃ الطلب فی تاریخ الحلب	43
Download	بحار الانوار	44
Download	پمفلٹ واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر	45
Download	تقریب التہذیب (اردو)	46
Download	تہذیب التہذیب	47
Download	تعریف اھل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس	48
Download	تھذیب الکمال فے اسماء الرجال	49
Download	تہذیب الاثار	50
Download	تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر	51
Download	تلخیص الحبیر	52
Download	تاریخ الاسلام للذھبی	53
Download	تاریخ ابن یونس مصری	54

55	تدریب الراوی للسیوطی	Download
56	تنقیح التحقیق للذھبی	Download
57	تیسیر الوصول الی جامع الاصول من حدیث الرسول	Download
58	تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف	Download
59	تاریخ بغداد	Download
60	تاریخ طبری	Download
61	تذکرۃ اطہار (اردو)	Download
62	جامع التحصیل فی احکام المراسیل	Download
63	جامع ترمذی	Download
64	حیاۃ الحیوان لابن خلکان	Download
65	دیوان الضعفاء والمتروکین	Download
66	دلائل النبوۃ	Download
67	ذیل میزان الاعتدال	Download
68	سیر اعلام النبلاء	Download
69	سنن ابن ماجہ (اردو)	Download
70	سنن الکبریٰ بیہقی (اردو)	Download
71	سنن الکبریٰ بیہقی (عربی)	Download
72	سنن الکبریٰ للنسائی (عربی)	Download
73	سنن نسائی (اردو)	Download
74	سنن ابوداؤد (اردو)	Download

Download	سوالات ابی داؤد لامام احمد	75
Download	شرح علل الترمذی	76
Download	شرح معانی الاثار المعروف طحاوی(اردو)	77
Download	شرح معانی الاثار(عربی)	78
Download	شرح صحیح البخاری لابن بطال	79
Download	شرح صحیح مسلم غلام رسول سعیدی(اردو)	80
Download	شرح ابن ابی الحدید	81
Download	صحیح بخاری(اردو)	82
Download	صحیح مسلم(اردو)	83
Download	صحیح البخاری للنسخۃ الیونینیۃ	84
Download	صحیح البخاری للنسخۃ السلطانیۃ	85
Download	صحیح مسلم بشرح النووی	86
Download	صحیح ابن خزیمہ(اردو)	87
Download	طبقات ابن سعد(عربی)	88
Download	طبقات ابن سعد(اردو)	89
Download	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری	90
Download	علوم الحدیث لابن الصلاح	91
Download	عیون الاخبار	92
Download	فتاویٰ رضویہ شریف	93
Download	فتاویٰ حدیثیہ(اردو)	94

Download	فتح الباری شرح صحیح البخاری	95
Download	فتاویٰ عالمگیری (اردو)	96
Download	قبول الاخبار و معروفۃ الرجال للبلخی	97
Download	قرب الاسناد	98
Download	کتاب الضعفاء والمتروکین للجوزی	99
Download	کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی	100
Download	کتاب الضعفاء للبخاری	101
Download	کتاب الموضوعات لابن جوزی	102
Download	کتاب السنہ لابی خلال	103
Download	کتاب السنہ ابن ابی عاصم	104
Download	کتاب المعرفۃ والتاریخ للفسوی	105
Download	کتاب الجرح والتعدیل	106
Download	کتاب السرائر الحاوی لتحریر الفتاویٰ	107
Download	کتاب المدلسین للعراقی	108
Download	کتاب العلل لابن ابی حاتم	109
Download	کتاب المجروحین من المحدثین	110
Download	کتاب الفہرست الندیم	111
Download	کتاب البداء والتاریخ بلخی	112
Download	کتاب الطبقات لابی عروبۃ	113
Download	لسان المیزان	114

115	لوامع الانوار البهية وسواطع الاسرار	Download
116	میزان الاعتدال (اردو)	Download
117	میزان الاعتدال (عربی)	Download
118	مصنف ابن ابی شیبہ (اردو)	Download
119	مصنف عبد الرزاق (اردو)	Download
120	منہاج السنة النبویة	Download
121	مسند ابو حنیفہ لابی نعیم	Download
122	مسند البزار	Download
123	مسند ابو داؤد الطیالسی	Download
124	مسند ابو یعلی	Download
125	مسند احمد (اردو)	Download
126	مستدرک الحاکم (اردو)	Download
127	معجم الکبیر للطبرانی	Download
128	معجم الاوسط للطبرانی	Download
129	معرفة الاصحابة لابی نعیم	Download
130	معرفة الرجال یحییٰ بن معین	Download
131	معرفة الثقات العجلی	Download
132	مجمع الزوائد	Download
133	مختصر تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر	Download
134	موافقة الخبر الخبر فی تخریج احادیث	Download

Download	مصباح الزجاجة	135
Download	مکمل اکمال الاکمال	136
Download	موسوعۃ اقوال الامام احمد فی رجال الحدیث وعللہ	137
Download	مروج الذھب للمسعودی	138
Download	مفتاح الکرامۃ	139
Download	معجم الادباء	140
Download	مناقب امام احمد لابن جوزی	141
Download	مسائل احمد روایۃ ابن ھانی	142
Download	مقاتل الطالبین لابی الفرج الاصفھانی	143
Download	النجوم الزاھرۃ	144
Download	نتائج الافکار فی تخریج احادیث الاذکار	145
Download	وفیات الاعیان	146
Download	وقعۃ صفین	147

Contact Us:

+92340-4984598

Our Social Media:

چوہدری ذوالقرنین

Our Website:

محمد ذوالقرنین الحنفی الماتریدی البریلوی

Our Other Books:

محمد ذوالقرنین حنفی ماتریدی بریلوی